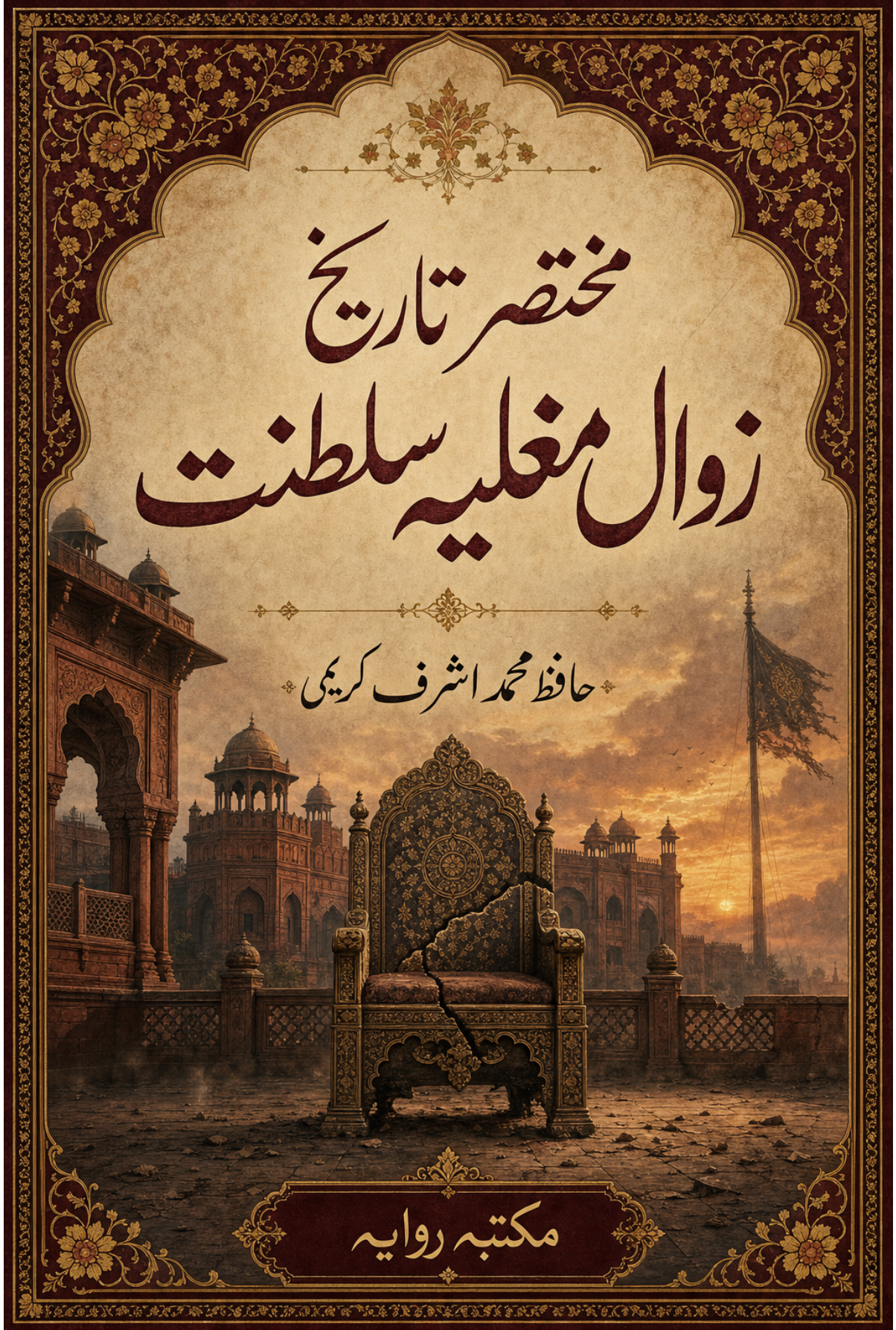




مختصر تاریخ زوال مغلیہ سلطنت

[The Fall of the Moghul Empire of Hindustan by H. G. Keene]

کا اختصار

تالیف

حافظ محمد اشرف کریمی

فہرست مضامین

15	مصنف کا تعارف
16	پس منظر: تعارفی باب
16	مغلیہ سلطنت: عظمت سے زوال تک کا تاریخی منظر نامہ
17	مقدمہ
18	باب اول: ہندوستان اور شہر دہلی کا تعارفی جائزہ
18	1. ہندوستان کی جغرافیائی و سیاسی حدود
19	مغلوں کے عہد میں شامل صوبے:
19	جغرافیائی خصوصیات:
20	2. زبان: اردو یا ریختہ
22	4. دہلی (شاہ جہاں آباد) اور آگرہ
22	شاہ جہاں آباد کی تفصیلات:
24	باب دوم: زوال کے ابتدائی سال (1707ء تا 1719ء)
24	مغل حکمرانوں کی عظمت
24	اورنگزیب (عالمگیر) کی شخصیت اور کردار
25	اورنگزیب کے دور میں سلطنت کا عروج:
25	زوال کے اسباب: اورنگزیب کے اقدامات
26	مغلوں کی عظمت کے اسباب اور زوال میں ان کا کردار

- 27 اورنگزیب کی وفات کے بعد ٹوٹ پھوٹ (1707ء تا 1719ء)
- 27 بہادر شاہ (1707ء - 1712ء)
- 27 جہاندار شاہ (1712ء - 1713ء)
- 28 فرخ سیار (1713ء - 1719ء)
- 28 عارضی حکمران اور محمد شاہ (1719ء)
- 29 باب سوم: محمد شاہ کا دور اور سلطنت کا زوال (1719ء تا 1748ء)
- 29 سید بھائیوں کا خاتمہ اور دربار کی گروہ بندی
- 30 مرہٹوں کی یلغار اور نظام کا انخلا
- 30 نادر شاہ کا حملہ (1739ء)
- 31 سلطنت کا مزید ٹوٹنا (1740ء - 1748ء)
- 31 احمد شاہ ابدالی کا حملہ اور مغلوں کی آخری فتح
- 32 محمد شاہ کی وفات (1748ء)
- 32 باب چہارم:
- 32 احمد شاہ کا دور اور غازی الدین کی طاقت (1748ء تا 1754ء)
- 33 احمد شاہ کا دور اور کمزور ہوتی مرکزیت
- 33 روہیلوں سے جنگ اور مرہٹوں کا استعمال
- 34 جاوید خان کا عروج اور خاتمہ
- 34 نوجوان غازی الدین کا عروج (1752ء)
- 35 احمد شاہ کی معزولی

36

احمد شاہ کا انجام:

36

عالمگیر ثانی کی تخت نشینی (جولائی 1754ء)

37

توضیحات: ہندوستان کی ٹوٹ پھوٹ

37

نجیب خان کا آغاز

38

باب پنجم:

38

عماد الملک (غازی الدین) کا اقتدار (1754ء تا 1760ء)

38

غازی الدین کا استحکام اور صفدر جنگ کی موت

39

میر منو کی وفات اور پنجاب پر حملہ

39

احمد شاہ ابدالی کا دہلی پر دوبارہ حملہ (1757ء)

40

ابدالی کی لوٹ مار اور تقسیم ملک

40

غازی الدین کا مطلق العنان اختیار اور ولی عہد کی فراری

41

عالمگیر ثانی کا قتل اور غازی کا انجام

42

ابدالی کا آخری حملہ

43

پانی پت کی مہم کا فیصلہ کن انجام

43

جنگ کا آغاز اور مرہٹوں کی تنہائی

44

رسد کی رکاوٹ اور مرہٹوں کی بد حالی

45

آخری مذاکرات کی ناکامی

45

فیصلہ کن جنگ (14 جنوری 1761ء)

46

ابدالی کا فیصلہ کن اقدام اور شکست

47

ذبح عام اور اہم شخصیات کا انجام

48

بعد کے اثرات

48

توضیحات: شاہ عالم اور انگریز

49

حصہ دوم

49

باب اول - انگریز، اودھ اور شاہ عالم کا آغاز (1759ء - 1761ء)

49

شاہ عالم کا بہار میں داخلہ

49

شجاع الدولہ کا کردار اور شہزادے کی مہم

50

شاہ عالم کی تخت نشینی اور شخصیت

• شاہ عالم کا کردار:

50

51

انگریزوں کے خلاف مہمات (1760ء - 1761ء)

52

شاہ عالم کا پسپائی اور سمجھوتہ

52

بکسر کی جنگ اور انگریزوں کا قانونی تسلط (1762ء - 1765ء)

53

شاہ عالم کی نظر بندی اور اودھ کا وزیر

53

میر قاسم کا انگریزوں سے تصادم

53

والٹر رین ہارڈٹ (سمرو/Sombre)

54

بکسر کی جنگ اور انگریزوں کی فیصلہ کن فتح

55

الہ آباد کا معاہدہ اور دیوانی کی قانونی حیثیت

56

شاہ عالم کی الہ آباد میں زندگی (1767ء)

- 57 باب دوم - نجیب الدولہ کی حکمرانی اور جاٹوں کا عروج و زوال (1765ء تا 1771ء)
- 57 نجیب الدولہ کی حکمرانی (1761ء - 1771ء)
- 58 جاٹوں کا عروج اور سورج مل کا کردار
- 59 سورج مل کی موت اور جاٹوں کی شکست
- 59 جواہر سنگھ کا جنونی حملہ
- 60 5. جاٹوں کا زوال
- 60 6. مرہٹوں کی واپسی اور زوال (1765ء تا 1771ء)
- 61 1. نجیب الدولہ کی خدمات اور چیلنجز
- 61 2. مرہٹوں کی دوبارہ آمد اور نئی قیادت
- 62 3. نجیب کی آخری کامیابی اور انتقال
- 62 نجیب الدولہ کا کردار:
- 63 4. روہیلوں کی کمزور حیثیت
- 63 5. ضابطہ خان کی نااہلی اور مرہٹوں کا دہلی پر قبضہ
- 64 باب سوم:
- 64 شاہ عالم کی بحالی، مرہٹہ تسلط اور روہیلوں کی تباہی کا آغاز (1771ء تا 1772ء)
- 64 1. شاہ عالم کی دہلی میں بحالی (1771ء)
- 65 2. مرہٹوں کی اجارہ داری اور ضابطہ خان پر حملہ
- 66 3. مرہٹوں کی بے عزتی اور ضابطہ خان کی رہائی
- 66 4. روہیلوں سے تباہ کن معاہدہ (جولائی 1772ء)

67

5. مرزا نجف خان کا زوال

68

مرزا نجف خان کا عروج اور روہیلوں کا حتمی زوال

68

(ء تا 1776ء 1773)

68

1. مرزا نجف خان کی جرات مندانہ واپسی (1773ء)

69

2. انگریزوں کا رد عمل اور روہیل کھنڈ کی مہم

69

3. مرزا نجف خان کا وزیر بننا اور درباری اصلاحات

70

4. روہیلوں کی حتمی تباہی (1774ء)

71

5. شجاع الدولہ کی موت اور جاٹوں کے خلاف مہم

72

6. ضابطہ خان کا دوبارہ خطرہ

72

1. مرزا نجف خان کا اختیار اور ضابطہ خان کی بغاوت (1776ء)

73

2. سکھوں سے مقابلہ اور صلح (1777ء)

74

3. انتظامی انتظامات اور سمرو کی جاگیر

74

4. مجد الدولہ کی سازشیں اور سکھوں کا عروج (1778ء - 1779ء)

75

5. گوالیار کیسٹن پو پھم کا قبضہ (1780ء)

75

6. مرزا نجف خان کی مجد الدولہ پر حتمی فتح

76

7. سمرو کی موت اور بیگم سمرو کا عروج

77

8. مرزا نجف خان کی وفات (1782ء)

77

9. مادھو جی سندھیا کا عروج اور قحط (1783ء - 1785ء)

78

چالیس قحط (1783ء-84ء)

- 78 مرزا نجف کی موت اور جانشینی کا بحران (1782ء تا 1785ء)
- 78 1. مرزا نجف خان کی وفات اور اس کا کردار
- 79 2. جانشینی کا بحران اور سازشیں (1782ء - 1783ء)
- 80 3. مرزا شفیع کا قتل اور ہندوستان کی سیاسی شکست
- 81 4. شہزادہ جوان بخت کا فرار اور سندھیا کا تسلط
- 81 مادھو جی سندھیا کا مکمل تسلط اور قحطِ چالیسا (1784ء تا 1785ء)
- 81 1. افراسیاب کا قتل اور سندھیا کا عروج (1784ء)
- 82 2. انتظامی اختیار اور انگریزوں سے خراج کا مطالبہ
- 83 3. مغلوں کی آخری شکست اور قلعوں کا قبضہ
- 84 4. چالیسا قحط
- 84 باب پنجم - غلام قادر کا عروج اور شاہ عالم کی بے بسی
- 84 (1786ء تا 1788ء)
- 84 1. سلطنت کے ستون اور سندھیا کی حکمت عملی (1786ء)
- 85 2. راجپوتوں کا اتحاد اور لال سوت کی جنگ (1787ء)
- 86 3. سندھیا کی عظمت اور اسماعیل بیگ سے اتحاد
- 87 4. غلام قادر خان کا دہلی پر قبضہ اور پسپائی
- 87 5. شاہ عالم کی آخری مہم اور جوان بخت کا فرار
- 88 6. چکسانہ کی جنگ اور نجف قلی کی بغاوت
- 88 غلام قادر کا خوفناک تسلط (1788ء)

- 88 1. جوان بخت کی ناکامی اور موت (1788ء)
- 89 2. شاہ عالم کی آخری مہم اور نجف قلی کا خاتمہ
- 90 3. چکسانہ کے بعد کی صورتحال اور سندھیا کا روگ
- 91 4. غلام قادر اور اسماعیل بیگ کا دہلی پر قبضہ (1788ء)
- 91 5. سندھیا کی حکمت عملی
- 92 6. بینوٹ ڈی بوائن کا تعارف
- 92 باب ششم - مغل سلطنت کا حتمی زوال اور شاہ عالم کا اندھا ہونا (1788ء)
- 92 1. مغلوں کا انحراف اور دہلی پر قبضہ
- 93 2. محل میں داخلہ اور شاہ عالم کی گرفتاری
- 94 3. محل کی لوٹ مار اور غلام قادر کی وحشت
- 94 4. شاہ عالم کا اندھا ہونا (10 اگست 1788ء)
- 95 5. غلام قادر کا انجام
- 96 6. سندھیا کی بحالی
- 97 حصہ سوم:
- 97 باب اول - مادھو جی سندھیا کا تسلط اور ڈی بوائن کی طاقت (1789ء تا 1794ء)
- 97 1. سندھیا کا "میئر آف پیلس" بننا
- 98 2. جنرل ڈی بوائن کی فوج میں توسیع
- 99 3. پٹن کی جنگ اور راجپوتوں کی شکست (1790ء)
- 99 4. سندھیا کا اقتدار مستحکم (1790ء - 1791ء)

- 100 5. ہو لکر کا مقابلہ اور لکھائیری کی جنگ (1792ء)
- 101 6. جارج تھامس کا عروج اور سندھیا کا پونا جانا
- 101 7. مادھو جی سندھیا کی موت (1794ء)
- 102 سندھیا کی موت اور اس کی میراث (1792ء تا 1794ء)
- 102 1. سندھیا کا پونا جانا اور ہو لکر کا حملہ
- 103 2. اسماعیل بیگ کی گرفتاری
- 103 3. لکھائیری کی جنگ (ستمبر 1792ء)
- 104 4. انگریزوں سے خراج کا تنازعہ
- 104 5. ڈی بوائن اور بیگم سمرو کے آس پاس کی زندگی
- 105 6. مادھو جی سندھیا کی موت (1794ء)
- 105 باب دوم - دولت راؤ سندھیا، پیرون اور جارج تھامس کا عروج (1794ء تا 1800ء)
- 106 1. دولت راؤ سندھیا کی جانشینی اور ہندوستان کی انارکی
- 106 2. جارج تھامس کا کردار اور جاگیریں
- 107 3. سردھنا انقلاب اور بیگم سمرو کی بحالی (1794ء)
- 107 4. ڈی بوائن کی ریٹائرمنٹ اور پیرون کی کمان
- 108 5. اہم سیاسی اور فوجی واقعات
- 109 جارج تھامس کا اختتام اور ہندوستان پر مکمل مرہٹہ تسلط (1797ء تا 1800ء)
- 109 1. اودھ کا بحران اور برطانوی مداخلت
- 110 2. سندھیا کے داخلی تنازعات

110

3. جارج تھامس کی آزاد سلطنت (1799ء)

111

4. مرہٹوں کی آخری جنگ اور پیرون کا تسلط

112

باب سوم: مرہٹوں کی اندرونی جنگ اور جارج تھامس کا اختتام

112

(1801ء-1803ء)

112

1. مرہٹوں کے اختلافات کا نیا دور

113

2. جنرل پیرون کا کردار اور تکبر

113

3. پیرون بمقابلہ جارج تھامس

113

4. جارج تھامس کا انجام (1801ء)

114

5. لارڈ ویلزلی کی حکمت عملی

115

6. برطانوی حملے اور پیرون کا زوال

115

7. شاہ عالم کی آخری حیثیت

116

مرہٹوں کی اندرونی جنگ اور انگریزوں کا فیصلہ کن داخلہ (1801ء-1803ء)

116

1. جارج تھامس کا خاتمہ اور سندھیا کا زوال

117

2. لارڈ ویلزلی کی حکمت عملی

117

3. جنگ کا آغاز اور سندھیا کا رد عمل

118

4. فرانسیسی خطرہ اور پیرون کا کردار

118

انگریزوں کا فیصلہ کن حملہ اور مغل سلطنت کا خاتمہ (1803ء)

118

1. ویلزلی کی جنگی تیاریاں اور فرانسیسی خطرہ

119

2. افواج کا موازنہ اور برطانوی حملہ

- 120 3. پیرون کا زوال اور دہلی کی جنگ
- 121 4. مغل سلطنت کا اختتام
- 121 برطانوی فتح اور مغل سلطنت کا حتمی اختتام (1803ء)
- 121 1. پیرون کا انحراف اور فرانسیزیوں کی شکست
- 122 2. دہلی کی فیصلہ کن جنگ اور فتح (1803ء)
- 123 3. شاہ عالم کی آزادی اور نیا بندوبست
- 124 تاریخی تناظر میں ہندوستان کا زوال
- 126 آب و ہوا کا اثر اور انحطاط کے اسباب
- 126 حکومت کا زوال اور نئے کھلاڑی
- 127 پیرون کی انتظامیہ اور برطانوی داخلہ (1803ء)
- 128 برطانوی حکمرانی کا آغاز اور سماجی حالت
- 128 سماجی اور انتظامی صورتحال (1803ء)
- 128 1. پیرون کی انتظامیہ
- 129 2. عدل و انصاف اور جرائم
- 129 3. زمینداروں کی غنڈہ گردی
- 130 4. زراعت اور انفراسٹرکچر
- 130 5. جاگیرداروں اور تعلقہ داروں کا مسئلہ
- 131 6. نظم و نسق کی بحالی میں مشکلات
- 131 ہندوستان کی سماجی اور انتظامی حالت (1763ء تا 1807ء)

- 132 1. مرہٹہ حکمرانی کی نوعیت
- 133 2. نئے حاصل کردہ اضلاع کی حالت (1807ء)
- 133 3. تاریخی حقائق کا حتمی نتیجہ
- 134 1. جنرل پیرون کی جاگیروں کی تفصیلات (1803ء)
- 135 (Appendix A)
- 135 2. ماخذ اور تعارف
- 136 (Appendices B & C)
- 136 3. قابل ذکر یادگاریں
- 136 سمرو اور پسنگ کے مقبرے (آگرہ)
- 137 جنرل ڈی بوائن کی ریٹائرمنٹ (جیمبری)
- 137 ضمیمہ جات:
- 137 بیگم سمرو کا نظام اور شاہ عالم کے لیے برطانوی انتظامات
- 138 ضمیمہ د (D): بیگم سمرو کی جاگیر کا نظام (1840ء)
- 138 1. مالیاتی نظام
- 138 2. انتظامی اور معاشی نوعیت
- 139 ضمیمہ ہا (E): شاہ عالم کے لیے برطانوی انتظامات (1805ء)
- 139 1. برطانوی پالیسی کے اصول
- 140 2. مالی اور انتظامی انتظامات
- 140 3. شاہی خاندان کے لیے ماہانہ وظائف

مصنف کا تعارف

— H. G. Keene (Henry George Keene) ایک مختصر خاکہ

ہنری جارج کین (H. G. Keene) ایک معروف مستشرق برطانوی مورخ اور ادیب تھے، جنہوں نے 19 ویں صدی کے آخر اور 20 ویں صدی کے آغاز میں برصغیر کی تاریخ پر تحقیق کی۔ وہ خاص طور پر مغلیہ سلطنت اور برصغیر کی سیاسی تبدیلیوں کے مطالعے کے لیے جانے جاتے ہیں۔ کین کی تحریریں نہ صرف تاریخی حقائق پر مبنی ہیں بلکہ ان میں سیاست، فوجی حکمت عملی اور سماجی و اقتصادی عوامل کا تناظر بھی موجود ہوتا ہے۔

شخصی پس منظر

• ہنری جارج کین نے برصغیر میں طویل عرصہ گزارا اور یہاں کی تاریخ و تہذیب کا گہرا مطالعہ کیا۔

- انہوں نے برصغیر کی تاریخی دستاویزات، دربار کے ریکارڈز اور مقامی حکمرانوں کے خطوط کا جائزہ لیا، تاکہ مغل سلطنت کی زوال کی وجوہات کو سائنسی انداز میں بیان کیا جاسکے۔

اہم خصوصیات

1. تحقیقی طرز نگارش: کین نے مغلیہ سلطنت کے زوال کے اسباب کو تاریخی تسلسل اور مضبوط شواہد کے ساتھ پیش کیا۔
2. موضوعی تجزیہ: انہوں نے جذباتی یا ذاتی رائے سے ہٹ کر سیاسی، فوجی اور معاشی عوامل پر روشنی ڈالی۔
3. تاریخی اثرات کی وضاحت: کین کی تحریروں میں واضح ہے کہ کس طرح داخلی انتشار اور بیرونی طاقتوں کی مداخلت نے سلطنت کے خاتمے میں کردار ادا کیا۔

مشہور تصنیفات

- The Fall of the Moghul Empire of Hindustan (1890) — مغل سلطنت کے زوال کا جامع مطالعہ
- متعدد تاریخی مقالات برصغیر کی سیاسی اور فوجی تاریخ پر

پس منظر: تعارفی باب

مغلیہ سلطنت: عظمت سے زوال تک کا تاریخی منظر نامہ

ہندوستان کی تاریخ میں مغلیہ سلطنت کا شمار اُن چند سیاسی و تہذیبی قوتوں میں ہوتا ہے جنہوں نے برصغیر کی شکل و صورت کو نہ صرف بدلا بلکہ اسے ایک نئی تہذیبی شناخت بھی عطا کی۔ بابر سے لے کر اورنگ زیب تک یہ سلطنت وسعت، استحکام اور مرکزیت کی جاندار علامت تھی۔ ایک مضبوط فوجی ڈھانچہ، غیر معمولی مالیاتی نظام، متوازن انتظامیہ، اور ثقافتی ہم آہنگی اس کے بنیادی ستون تھے۔

لیکن ہر عروج کے ساتھ زوال پوشیدہ ہوتا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے بعد ریاستی نظم کا وہ توازن بگڑنے لگا جس نے آہستہ آہستہ سلطنت کو اندرونی کمزوریوں، صوبائی بغاوتوں، مالی بحران، فوجی فرسودگی اور بیرونی حملوں کے سامنے بے بس کر دیا۔ اس دوران عالمی سیاست میں بڑی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ یورپی طاقتوں، خصوصاً برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی نے اس کمزوری سے فائدہ اٹھایا اور مقامی طاقتوں کی باہمی کشمکش کے دوران ہندوستانی تاریخ کی سب سے بڑی سیاسی تبدیلی کی بنیاد ڈالی۔

یہ مختصر کتاب اسی عظیم سلطنت کے آخری ڈیڑھ سو سالہ زوال کا جامع جائزہ پیش کرتی ہے۔ اصل انگریزی متن میں H. G. Keene نے واقعات کی ترتیب، بڑے سیاسی بحرانوں اور مغل حکمرانوں کی عملی بے بسی کو نہایت باریک بینی سے اُجاگر کیا ہے۔ اس اختصار میں انہی اہم نکات کو سادہ، قابلِ فہم اور مربوط انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

مقدمہ

قارئین کے نام

مغلیہ سلطنت کا زوال صرف ہندوستان کی ایک سیاسی تبدیلی نہیں، بلکہ یہ پورے جنوب ایشیا کی تہذیبی، فوجی، معاشی اور انتظامی تاریخ کی ایسی گتھی ہے جس نے بعد کے ادوار کو بھی گہرے اثرات دیے۔ مغل دور کا اختتام محض ایک خاندان کی شکست نہیں تھا؛ یہ دراصل اس پورے نظام کا خاتمہ تھا جس نے صدیوں تک برصغیر کو یکجا رکھا۔

اصل کتاب The Fall of the Moghul Empire of Hindustan میں مصنف نے 18 ویں اور 19 ویں صدی کے واقعات کو ایک مخصوص زاویے سے پیش کیا ہے۔ انگریزی نثر میں موجود تفصیلات، سیاسی تجزیات، جنگی حکمتِ

عملیوں اور مقامی ریاستوں کے کردار کو ایک جدید مؤرخ کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ تاہم مکمل کتاب میں بعض تفصیلات، علاقائی جھڑپیں اور عسکری اعداد و شمار ایسے بھی ہیں جو عمومی قارئین پر بوجھ بنتے ہیں۔

اسی لیے یہ اختصار تیار کیا گیا ہے، تاکہ:

1. اہم واقعات زمانی ترتیب کے ساتھ زیادہ وضاحت سے سامنے آئیں؛
2. مغلیہ سلطنت کے زوال کے بڑے اسباب ایک نظر میں سمجھ آسکیں؛
3. قاری اس پورے تاریخی عمل کو مختصر وقت میں سمجھ سکے؛
4. اصل کتاب کی روح اور مصنف کے بنیادی موقف کو برقرار رکھا جائے۔

اس اختصار میں کوشش کی گئی ہے کہ روایت اور تحقیق دونوں کا توازن برقرار رہے۔ ہر باب کے آغاز میں پس منظر، درمیان میں واضح واقعات، اور آخر میں مختصر نتائج شامل کیے گئے ہیں تاکہ بات مربوط رہے۔

یہ کتاب ان قارئین کے لیے ہے جو برصغیر کی جدید تاریخ کو مختصر مگر جامع انداز میں سمجھنا چاہتے ہیں، خصوصاً وہ طلبہ، اساتذہ اور محققین جو مغل ہندوستان کے آخری سیاسی مراحل کو زیادہ واضح شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

باب اول: ہندوستان اور شہر دہلی کا تعارفی جائزہ

1. ہندوستان کی جغرافیائی و سیاسی حدود

مصنف کے مطابق، ہندوستان کی جغرافیائی تعریف سختی سے ایک معین رقبہ تک محدود ہے، جسے موٹے طور پر معین الشكل متوازی الاضلاع (Rhomboid) کہا جا سکتا ہے:

• شمال مغرب: دریائے سندھ (Indus) اور ستلج (Satlej)۔

- جنوب مغرب: بحر ہند (Indian Ocean)۔
- جنوب مشرق: نربدا (Narbadda) اور سون (Son) ندیاں۔
- شمال مشرق: ہمالیہ کے پہاڑ اور دریائے گھاگرا (Ghagra)۔

مغلوں کے عہد میں شامل صوبے:

سرحد (یا لاہور)، راجپوتانہ، گجرات، مالوہ، اودھ (بشمول روہیل کھنڈ)، آگرہ، الہ آباد، اور دہلی۔

انتظامی تقسیم: صوبہ، سرکار (اضلاع)، دستور (ذیلی تقسیم)، اور پرگنہ (مالیاتی یونین)۔

اہم نکتہ:

مصنف دکن، پنجاب اور کابل کو اس تاریخی بیانیے سے خارج رکھتے ہیں، کیونکہ ان کے خیال میں زیر بحث دور میں یہ علاقے سلطنتِ ہندوستان کے مرکزی علاقوں کا حصہ نہیں رہے تھے، اگرچہ وسیع مغل سلطنت میں شامل تھے۔
بنگلہ، بہار اور اڑیسہ بھی مرکزی تاریخ میں کم کردار ادا کرنے کے بعد جلد ہی آزاد ہو گئے تھے۔

جغرافیائی خصوصیات:

- اونچا مقام: راجستھان میں اجمیر کا سطح مرتفع، جو دہلی سے تقریباً 230 میل جنوب میں واقع ہے (سطح سمندر سے تقریباً 2,000 فٹ بلند)۔

• آب و ہوا:

◦ موسم سرما: افریقہ کے مماثل علاقوں کی طرح سرد ہوتا ہے؛ برفباری نہیں ہوتی مگر رات کو پتلی برف جم جاتی ہے۔

◦ موسم گرما: شدید گرمی اور تند مغربی ہوائیں چلتی ہیں۔

◦ مون سون: مئی کے آخر میں بحر ہند اور خلیج بنگال سے چلتی ہے، جس سے اوسطاً 20 انچ بارش ہوتی ہے جو ستمبر کے آخر تک جاری رہتی ہے۔

- بیماریاں: مون سون کے بعد ملیریا اور دیگر بیماریاں پھیلتی ہیں جو وبائی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔
- مٹی اور زراعت: مٹی ریتلی اور ہلکی ہے، لیکن زرخیز ہے۔ یہاں سال میں دو اہم فصلیں اگائی جاتی ہیں:
 - ربیع (سر دیوں کی فصل): گیہوں (گندم)، جو مارچ/اپریل میں کٹتی ہے۔
 - خریف (برسات کی فصل): چاول، گنا، کپاس، اور موٹے اناج، جو اکتوبر میں کٹتے ہیں۔

آبادیات اور معیشت:

- آبادی میں اضافہ: 1848 سے 1854 کے دوران (شمال مغربی صوبوں) آبادی کی شرح فی مربع میل 280 سے بڑھ کر 350 ہو گئی، اور مزید اضافہ ہوتا رہا۔
- زرعی نظام: زیادہ تر بٹائی داری (Metayer system) رائج تھا، یا پھر کاشتکار مالکان کی مشترکہ انجمنیں تھیں۔
- سرمایہ داری: موروثی دلال کاشتکاروں کو اسٹاک، بیج اور رقم فصلوں کی ضمانت پر قرض دیتے تھے۔ ساہوکار بہت امیر تھے، اور 36 فیصد سالانہ سود کی شرح عام تھی۔
- سونا چاندی کی کانیں نہیں تھیں، اور بیرونی تجارت نہ ہونے کے برابر تھی، جس کی وجہ سے اشیاء کی مانیٹری قیمت کم تھی۔

2. زبان: اردو یا ریختہ

- ہندوستان کی ادبی اور شائستہ زبان اردو یا ریختہ ہے، جو مندرجہ ذیل عناصر کا امتزاج ہے:
 - اجزاء: عربی زدہ فارسی اور پراکرت (مقامی بولی کی رکی ہوئی شکل جسے ہندی کہا جاتا ہے)۔
 - فارسی: تہذیب، تعریف اور سائنس سے متعلق اسم اور صفت فراہم کرتی ہے۔
 - ہندی پراکرت: افعال، روزمرہ کے الفاظ اور ذرات فراہم کرتی ہے۔
 - اردو کا نام: ترکی زبان کا لفظ ہے جس کا لفظی معنی "لشکر" (Camp) ہے۔

• لسانِ عام: مغلوں نے اسے دربار اور فوجی چھاؤنی (اردوئے معلیٰ) کے احاطے میں متعارف کرایا۔ یہ مختلف طبقات کے درمیان رابطے کی زبان (lingua franca) تھی۔

• دیگر زبانیں: عربی اور فارسی قانون، علم اور مذہب کے لیے، جبکہ ہندو اپنی تجارت اور پوجا کے لیے سنسکرت اور ہندی استعمال کرتے تھے۔ شاہی دربار میں مغل ترکی (چغتائی لہجہ) استعمال کرتے تھے۔

3. قومیں اور مذہب

مصنف نے ہندوستان میں آباد مختلف قوموں کی درجہ بندی یوں کی ہے:

• ابتدائی باشندے (Aboriginal): ہندوستان سے دکن کے پہاڑی جنگلات کی طرف دھکیل دیے گئے۔

• ہندو:

- پہلے حملہ آور: سُودر (Sudras) جو غالباً سیتھین حملہ آوروں کی پہلی لہر تھے۔
- سنسکرت بولنے والے: قدیم فارسیوں سے مماثل تھے، جو ابتدا میں آتش پرستی اور شاید توحید کا عقیدہ لائے (جس کے آثار ویدوں میں ہیں)۔
- عقائد: جدید دور میں ہندومت تین بڑے فرقوں میں تقسیم ہے: سراوگی یا جین (بدھ مت سے منسلک)، شیوا، اور وشنو۔

• مسلمان:

○ بعد کی ہجرتوں کی لہروں اور انگریزوں کے دور میں ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے آبادی میں اضافہ ہوا۔

- اس وقت ہندوستان کی کل آبادی کا تقریباً ساتواں حصہ (one-seventh) مسلمان تھا، اور مصنف کے خیال میں مغلوں کے زوال کے بعد سے یہ تناسب زیادہ نہیں بدلا۔
- مسلمانوں میں بھی ہندوانہ رنگ شامل ہو گیا تھا (جیسے محرم کی رسمیں)۔

اہم نکتہ: نسلی خصوصیات

مصنف ہند کے باسیوں میں متضاد خوبیاں اور کمزوریاں بیان کرتے ہیں:

• اچھائیاں: وہ یورپی اقوام سے بہتر ہیں کیونکہ وہ عام طور پر نرم مزاج، خود پر قابو رکھنے والے، صابر،

مصیبت میں باوقار، اور رشتہ داروں و ماتحتوں سے محبت کرنے والے اور فیاض ہیں۔

• کمزوریاں: تمام ایشیائیوں کی طرح وہ بے اصول اور غیر معاف کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہندوستانی بالخصوص غیر ہمدرد اور غیر ملاحظہ کار ہوتے ہیں۔ طویل بدانتظامی اور آب و ہوا سے عزم کی کمزوری، اور کبھی کبھی بزدلی کی حد تک گستاخی ان میں پیدا ہو چکی ہے۔

• نظام ذات پات (Caste System): مصنف اس نظام کو مخلوط نوعیت کا قرار دیتے ہیں۔ (انگلستان کے Anglican بشپز کے خط سے اقتباس): "ہندوستان میں ذات پات معاشرے کا بندھن رہی ہے... جس نے بڑی کمیونیز کو ایک ساتھ جوڑے رکھا ہے، نظم و ضبط قائم کیا ہے، جس کے تحت حکومت چلائی گئی، تجارت نے فروغ پایا، غریبوں کی دیکھ بھال ہوئی، اور کچھ گھریلو اخلاقی خوبیاں پروان چڑھیں،" حالانکہ یہ انسانی فطرت کے بہترین پہلوؤں سے متصادم ہے۔

4. دہلی (شاہ جہاں آباد) اور آگرہ

شمالی ہندوستان کے دارالحکومت ہمیشہ دہلی اور آگرہ رہے ہیں۔

• دہلی کی تاریخ:

• اصل بنیاد: افسانوی قدیم ہے۔ عیسوی سے پہلے اندرا پرستھ نامی ہندو شہر یہاں دریائے جمنا کے کنارے موجود تھا۔

• قدیم دہلی: قطب مینار کے قریب ایک ہندو راجہ نے تقریباً 57 قبل مسیح میں تعمیر کی۔

• مغلوں کا انتخاب: مغل پہلے آگرہ میں رہے، لیکن شاہ جہاں نے دوبارہ دارالحکومت دہلی منتقل کر دیا اور شاہ جہاں آباد کے نام سے نیا شہر بسایا (1645ء)۔

شاہ جہاں آباد کی تفصیلات:

• رقبہ: شہر سات میل کے دائرے میں پھیلا ہوا تھا اور اس کے سات دروازے تھے۔ محل یا قلعہ شہر کے رقبے کا دسواں حصہ تھا۔

• محل (لال قلعہ): جمنا کے دائیں کنارے پر نیم دائرے کی شکل میں واقع تھا۔

▪ دفاع: بلند بابرکن اور فصیل دار دیواریں۔

▪ اندرونی عمارات: دیوانِ عام (عوامی دربار)، دیوانِ خاص (نجی دربار)۔

◦ جغرافیہ: سطح سمندر سے تقریباً 800 فٹ بلند۔ موسمِ گرما (جون) میں اوسط درجہ حرارت $F^{\circ}92$ اور جنوری میں $F^{\circ}53$ تک گر جاتا ہے۔

◦ مقامی عیب: صرف ایک مقامی بیماری "انتہائی مہلک زخم" تھی، جو شاید پانی کے کھارے پن کی وجہ سے تھی۔ اس لیے صاف پانی لانے کے لیے مہنگے نہریں اور آبی گزرگاہیں تعمیر کی گئیں۔

توضیحات برائے باب اول

1. روہیل کھنڈ (Rohelkhand): روہیلوں کی سرزمین۔ یہ پشتون (افغان) قبیلوں کی ایک جماعت تھی جو 18 ویں صدی میں ہندوستان کے اس خطے میں آباد ہوئی اور ایک مضبوط طاقت بن کر ابھری۔

2. دہلی کی قدیم آبادیاں: مغلوں کی جدید دہلی (شاہ جہاں آباد) کے علاوہ، پرانے دہلی کی متعدد آبادیاں (جیسے قلعہ رائے پتھورا، تغلق آباد، فیروز آباد، وغیرہ) موجود تھیں جن کے کھنڈرات کئی میلوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔

3. ریختہ/اردو: اردو زبان کو فارسی اور ہندی کے امتزاج کی وجہ سے ریختہ (یعنی ابکھرا ہوا یا منتشر) بھی کہا جاتا تھا۔ مغلوں کی عروج کا زمانہ ختم ہونے کے بعد یہ زبان عام ہوئی۔

4. اکبر کا دینِ الہی: مغل بادشاہ اکبر نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک کرنے کی کوشش میں دینِ الہی نامی ایک نیا ہمہ گیر مذہب شروع کرنے کی کوشش کی، جو زیادہ کامیاب نہ ہو سکا۔

5. دیوانِ عام اور دیوانِ خاص: یہ مغل محلوں میں اہم دربار ہال تھے، جو سلطنت کے سیاسی اور انتظامی مراکز کی حیثیت رکھتے تھے۔

◦ دیوانِ عام: وہ جگہ جہاں شہنشاہ عام رعایا، فوجی افسران اور عہدیداروں کو روزانہ درشن دیتا تھا اور عدالت لگاتا تھا۔

• دیوانِ خاص: خصوصی ملاقاتوں اور اعلیٰ درباریوں کے لیے مخصوص نجی ہال تھا، جو اکثر قیمتی پتھروں اور آرائش سے مزین ہوتا تھا۔

باب دوم: زوال کے ابتدائی سال (1707ء تا 1719ء)

یہ باب چغتائی مغلوں کی عظمت، اور پھر ان کے زوال کے اسباب، اور اورنگزیب کی وفات کے بعد پیش آنے والی تیزی سے ٹوٹ پھوٹ کا جائزہ لیتا ہے۔

مغل حکمرانوں کی عظمت

دو صدیوں تک، چغتائی مغلوں (تیمور کی اولاد) کا تخت غیر معمولی طور پر قابل شہزادوں سے پُر رہا:

- بابر: بہادر اور سادہ دل۔
- ہمایوں: آوارہ گرد۔
- اکبر: شاندار اور جلیل القدر۔
- جہانگیر: پُر سکون مگر غیر یقینی مزاج۔
- شاہ جہاں: عالی شان۔

یہ حکمران ترک کردار کے بہترین عناصر کا امتزاج تھے اور ان کی انتظامیہ اپنے زمانے کے کسی بھی دوسرے مشرقی ملک سے بہتر تھی۔ شاہ جہاں خاص طور پر فنِ تعمیر کے دلدادہ تھے؛ انہوں نے دہلی کی مسجد اور محل (لال قلعہ) خود ڈیزائن کیے، جو ہند-ساراسنی¹ فنِ تعمیر کا عروج ہیں اور قریب و غریب کے بہترین کاموں کے ہم پلہ مانے جاتے ہیں۔

اورنگزیب (عالمگیر) کی شخصیت اور کردار

1 - ہند-ساراسنی (Indo-Saracenic)، برصغیر میں برطانوی دورِ حکومت میں پروان چڑھنے والا ایک انوکھا فنِ تعمیر ہے، جو بنیادی طور پر مغل اور ہندوستانی روایتی عناصر کو برطانوی اور گوتھک طرزِ تعمیر کے ساتھ ملا کر بنایا گیا تھا۔ عمارتوں کے دروازوں اور کمرائیوں میں ہندوستانی اور اسلامی طرز کی محرابیں، محروکے اور پائیاں بہتروں پر کی جانے والی باریک نشانی چھپے اور پائیاں کا کام جو مقامی ورثے کی عکاسی کرتا ہے۔ مشہور مثالیں کراچی میں واقع تاریخی موہڑ ہٹلستان کا گنبد گھر۔

اورنگزیب عالمگیر (1658ء میں تخت نشین) اپنے مشہور خاندان کے سب سے مشہور رکن تھے۔ وہ جنگ میں نڈر اور مہم جو ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی سوجھ بوجھ اور ریاستی حکمت عملی میں بھی بے مثال تھے۔

• انتظامی کارنامے:

- سزائے موت ختم کر دی گئی۔
- زراعت کو فروغ دیا۔
- ان گنت کالج اور سکول قائم کیے۔
- منظم طریقے سے سڑکیں اور پل تعمیر کیے۔
- اپنی ذاتی ڈائریوں میں تمام سرکاری واقعات درج کیے۔
- عدل و انصاف خود عوامی طور پر فراہم کرتے تھے، اور کسی صوبائی گورنر کی معمولی بدعنوانی کو بھی معاف نہیں کرتے تھے۔

اورنگزیب کے دور میں سلطنت کا عروج:

اورنگزیب کے دور میں تیمور کی حکومت اپنے عروج کو پہنچی۔ کابل کے پٹھانوں کو قابو کیا گیا، شاہِ فارس نے دوستی چاہی، دکن کی مسلمان ریاستیں (گولکنڈہ اور بیجاپور) فتح ہوئیں، اور راجپوتوں کو بھی دبا کر ان پر جزیہ لگا دیا گیا۔

زوال کے اسباب: اورنگزیب کے اقدامات

اپنی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود، اورنگزیب نے سلطنت کے زوال کی بنیاد رکھ دی:

- زیادہ حکمرانی (Over-governance): وہ ہر چیز پر اپنی چھاپ لگانا چاہتے تھے، جس سے بغاوت پیدا ہوئی۔
- مرکزیت پسندی: طاقت کو شدید طور پر مرکزی بنا دیا، جس سے صوبائی حکام میں بے عملی پیدا ہوئی۔

• مذہبی عدم رواداری: اپنے خوش مزاج اور آزاد خیال پیشروؤں کے برعکس، اورنگزیب کٹر مسلمان تھے اور انہوں نے ہندو رعایا پر جبری طور پر اپنا عقیدہ مسلط کرنے کی کوشش کی اور مذہبی ٹیکس لگائے۔

◦ نتیجہ: رعایا کی اکثریت (ہندوؤں) میں گہری ناراضی (Disaffection) پیدا ہوئی، جو سلطنت کے لیے ایک منفرد خطرہ بن گئی۔

سلطنت کی کمزوری: مصنف اسے ایک ایسے رومی نعش سے تشبیہ دیتے ہیں جو تاج اور ہتھیار پہنے تو ہے، لیکن ہوا کے جھونکے یا انسانی ہاتھ کے لمس سے بکھرنے والی ہے۔

مغلوں کی عظمت کے اسباب اور زوال میں ان کا کردار

مصنف نے نسل در نسل بہترین حکمرانوں کی پیدائش کے دو اسباب بیان کیے ہیں، جو آخر کار زوال کا بھی سبب بنے:

1. ہندو شہزادیوں سے شادیاں: مغلوں کی لبرل پالیسی کی وجہ سے ہندو شہزادیوں سے شادیوں کا رواج تھا، جس سے خاندان میں نئے خون کی آمد ہوتی تھی اور خاندانی بیماریوں (Morbid Taint) کا خطرہ کم ہو جاتا تھا۔

◦ زوال کا سبب: اورنگزیب کی عدم رواداری کے بعد، ان ہندو تعلقات نے آزادی کی حمایت کا کردار ادا کیا اور ہندو سرداروں کو مغلوں کے خلاف کھڑے ہونے کا موقع ملا۔

2. خانہ جنگی (Natural Selection): مغل شہزادوں میں تخت نشینی کے لیے ہونے والی برادر کش جنگیں۔ اس نظام نے ہمیشہ مضبوط ترین اور قابل ترین شہزادے کو حکمران بنایا۔

◦ زوال کا سبب: ہر نئے تخت نشین ہونے والے امیدوار نے اپنے حریفوں سے لڑنے کے لیے اثر و رسوخ والے جاگیرداروں کو اپنی طرف مائل کیا اور ان کو ان کے

علاقوں پر مکمل خود مختاری دے دی۔ یوں، باپ دادا کی جمع کردہ سلطنت ہر تخت نشینی کے وقت تقسیم ہوتی چلی گئی۔

اورنگزیب کی وفات کے بعد ٹوٹ پھوٹ (1707ء تا 1719ء)

1707ء میں اورنگزیب کی وفات کے وقت سلطنت کا سالانہ ریونیو 34 ملین پاؤنڈ سٹرلنگ (تخمینی) تھا اور اسے پانچ لاکھ سپاہیوں کی فوج گارڈ کرتی تھی۔

بہادر شاہ (1707ء - 1712ء)

• اورنگزیب کی وصیت میں جانشینی کا کوئی واضح حل نہیں تھا۔ "میرا خوش نصیب بیٹا جو بھی سلطنت پر حکومت کرے گا۔"

• اورنگزیب کے سب سے بڑے بیٹے نے اپنے دو بھائیوں کو شکست دے کر بہادر شاہ کا لقب اختیار کیا۔

• ان کے مختصر دور حکومت میں وہ تمام قوتیں ابھریں جنہوں نے سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں حصہ لیا:

◦ ہندو دشمن: سکھ، مرہٹے، اور راجپوتوں نے آزادی حاصل کرنے کا مقصد بنایا۔

◦ مسلمان دشمن: مقامی مسلمان گروہوں نے ترک مغلوں کی حمایت کے بجائے باہمی مخالفت اور دشمنی کے ذریعے دفاع کو کمزور کر دیا۔

• سکھوں کو دبانے کی کوشش میں بہادر شاہ کی لاہور میں وفات ہوئی۔

جہاندار شاہ (1712ء - 1713ء)

• بہادر شاہ کی وفات کے بعد معمول کے مطابق جنگ ہوئی، جس میں چار میں سے تین شہزادے مارے گئے۔

- بڑے بیٹے مرزا معزالدین نے جہاندار شاہ کا لقب اختیار کیا، لیکن صرف چند ماہ بعد وہ نااہل ثابت ہوئے۔

فرخ سیار (1713ء - 1719ء)

- بہار اور الہ آباد کے گورنر، برہا کے سید بھائیوں (Saiyids of Barha) کی مدد سے، آخری دعویدار نے جہاندار شاہ کو تخت سے اتار کر قتل کر دیا۔
- اس نے فرخ سیار کا لقب اختیار کیا۔
- سید بھائیوں نے راجپوتوں پر حملہ کر کے ان کے سردار مہاراجہ اجیت سنگھ سے خراج وصول کیا اور شہنشاہ کے لیے ان کی بیٹی کا ہاتھ بھی لیا۔
- تاہم، فرخ سیار کی ناہختگی اور عزم کی کمی کی وجہ سے، سید بھائیوں نے خود ہی اسے تخت سے ہٹا دیا اور قتل کروا دیا۔

عارضی حکمران اور محمد شاہ (1719ء)

- فرخ سیار کے بعد، سید بھائیوں نے سات ماہ کے اندر دو کٹھ پتلی بادشاہوں کو تخت پر بٹھایا جو جلد ہی انتقال کر گئے۔
- آخر کار انہوں نے بہادر شاہ کے ایک پوتے سلطان روشن اختر کو منتخب کیا، جسے محمد شاہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔
- محمد شاہ وہ آخری ہندوستانی شہنشاہ تھا جو شاہ جہاں کے تختِ طاؤس پر بیٹھا۔
- یہ مختصر دورانیہ سلطنت کے مکمل ٹوٹ پھوٹ کی پیش گوئی کرتا ہے۔ محمد شاہ کے طویل دورِ حکومت میں، مقامی کمزوری اور عیب کے آغاز کیے ہوئے زوال کو بیرونی تشدد مکمل کر دے گا۔

باب سوم: محمد شاہ کا دور اور سلطنت کا زوال (1719ء تا 1748ء)

یہ باب محمد شاہ کے طویل دورِ حکومت کا احاطہ کرتا ہے، جس کے دوران مغل سلطنت کو داخلی انتشار، مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت، اور نادر شاہ کے ہولناک حملے کا سامنا کرنا پڑا۔

سید بھائیوں کا خاتمہ اور دربار کی گروہ بندی

محمد شاہ نے اپنی بااثر والدہ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے، سید بھائیوں کے خلاف مغل دوستوں (ترکی النسل) کا ایک گروہ تشکیل دے کر اپنی حکومت کا آغاز کیا۔

• سید بھائیوں کی مخالفت کی وجوہات:

- فرقہ وارانہ دشمنی: مغل درباری سنی تھے جبکہ سید بھائی شیعہ تھے۔
- نسلی برتری: مغل درباری خود کو غیر ملکی ترک نسل کا ہونے کی وجہ سے سید بھائیوں (جو ہندوستان کے مقامی تھے) سے حقیر سمجھتے تھے۔
- لسانی رابطہ: ترکی النسل مغل درباری ترکی زبان کے ذریعے شہنشاہ سے خفیہ رابطہ رکھ سکتے تھے، جبکہ سید بھائی اس سے محروم تھے۔

• نئے فریقین (توران اور ایران):

- سید بھائیوں کو ختم کرنے میں ترکی پارٹی کے سربراہ چن قلیچ خان اور ایران سے نئے آنے والے مہم جو سعادت علی نے کلیدی کردار ادا کیا۔
- توران (وسط ایشیائی) اور ایران (فارسی) کی بنیاد پر دو حریف سیاسی گروہ وجود میں آئے۔

▪ چن قلیچ خان (نظام الملک): ثوران پارٹی کے سربراہ اور حیدرآباد کے بانی (یہ ریاست آج تک قائم ہے)۔

▪ سعادت علی: ایران پارٹی کے سربراہ اور اودھ کی ریاست کے بانی (جو 1856ء میں ختم ہوئی)۔

مرہٹوں کی یلغار اور نظام کا انخلا

نظام الملک اور سعادت علی دونوں ہی مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت اور سرگرمیوں کے سامنے محدود ہو گئے۔

• بھوپال میں شکست: چن قلیچ خان (نظام) کو بھوپال میں مرہٹوں کے ہاتھوں شکست ہوئی، جس کے نتیجے میں اسے مرہٹوں کے باغی لٹیروں کو مالوہ دینے اور مرکزی حکومت کی طرف سے انہیں خراج ادا کرنے کا وعدہ کرنا پڑا۔

• نظام کا انخلا: اس ذلت آمیز صورتحال نے نظام کو دہلی میں ناگزیر بنا دیا تھا۔ وہ مرکزی درباریوں (خان دوران) کے طعنوں اور مرہٹوں کے خطرات کے درمیان پھنس گئے۔

◦ چن قلیچ خان (جو اب نظام کے نام سے مشہور ہو رہا تھا) نے بالآخر اپنے دارالحکومت حیدرآباد کی طرف کوچ کیا، اور وہاں ایک آزاد حکمران کے طور پر رہنا شروع کر دیا۔ تاہم، وہ رسمی طور پر خود کو مغل سلطنت کا وکیلِ مطلق (Regent) کہتا رہا۔

نادر شاہ کا حملہ (1739ء)

• دعوتِ حملہ: خیال کیا جاتا ہے کہ 1738ء میں نظام الملک (دہلی سے تنگ آکر) اور سعادت علی نے مل کر ایران کے حکمران نادر شاہ کو خط لکھا اور اسے ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔

• واقعات:

○ خان دوران کی ہلاکت: سعادت علی نے سلطنت کا دفاع کرنے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں خان دوران مارا گیا، جبکہ نظام نے ناکام مذاکرات کیے۔

○ دہلی پر قبضہ: نادر شاہ دہلی پہنچا، جہاں ایک وحشت ناک قتل عام ہوا، جس میں تقریباً 100,000 افراد مارے گئے۔

○ غارت گری: نادر شاہ نے زندہ بچ جانے والوں سے تاوان لیا اور اندازے کے مطابق 80 ملین پاؤنڈ سٹرلنگ کا مال غنیمت (بشمول مشہور تخت طاؤس) لے کر واپس ایران چلا گیا۔

○ نظام کو فائدہ: نادر شاہ کے حملے کے بعد سعادت علی کی وفات ہو گئی، جس سے نظام الملک دہلی میں سب سے طاقتور شخصیت بن گیا۔

سلطنت کا مزید ٹوٹنا (1740ء - 1748ء)

○ مرہٹوں کا خطرہ کم: 1740ء میں مرہٹوں کا پیشوا باجی راؤ انتقال کر گیا، جس سے ہندوستان پر ان کا منصوبہ بند حملہ عارضی طور پر ٹل گیا۔

○ صوبوں کی علیحدگی:

○ 1745ء میں روہیل کھنڈ آزاد ہو گیا۔

○ مشرقی صوبے (بنگال، بہار اور اڑیسہ) بھی آزاد ہو گئے۔

احمد شاہ ابدالی کا حملہ اور مغلوں کی آخری فتح

○ نئے حملہ آور: نادر شاہ کے قتل کے بعد ایران میں پیدا ہونے والے انتشار کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، درانی افغانوں کے رہنما احمد خان ابدالی نے سرحد کے صوبوں پر قبضہ کر لیا اور ہندوستان پر حملہ کر دیا۔

- مغلوں کا شاندار دفاع (انڈین سمر): اس نازک وقت میں مغل امراء کی ایک نئی نسل سامنے آئی، جس کی بہادری کو مصنف نے سلطنت کے زوال میں "مختصر، روشن، ہندوستانی موسم گرما" سے تعبیر کیا۔
 - اہم رہنما: ولی عہد کا بیٹا (میر منو)، وزیر کا بھتیجا (غازی الدین)، اور اودھ کے سابق گورنر کا بھتیجا (ابو المنصور خان المعروف صفدر جنگ)۔
- سرہند کی جنگ (مارچ 1748ء): یہ مغلوں اور افغانوں کے درمیان فیصلہ کن جنگ تھی، جس میں میر منو نے افغانوں کو شکست دی اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔
 - یہ آخری موقع تھا جب افغانوں کو ہندوستانی عوام نے (یورپی رہنماؤں کی مدد کے بغیر) شکست دی۔
- وزیر کی موت: اس مہم کے نامزد رہنما، وزیر قمر الدین خان (ترکی پارٹی کے سربراہ)، کو جنگ کے آٹھ دن بعد (11 اپریل 1748ء) اس وقت توپ کا گولہ لگا جب وہ اپنے خیمے میں نماز پڑھ رہے تھے۔

محمد شاہ کی وفات (1748ء)

- وزیر قمر الدین خان کی موت کی خبر محمد شاہ کے لیے ایک زبردست صدمہ ثابت ہوئی، کیونکہ وہ ان کا پرانا ذاتی دوست تھا۔
- شہنشاہ اپنے بکھرے ہوئے محل میں انصاف کر رہے تھے کہ انہیں شدید دورہ پڑا اور وہ تقریباً فوراً ہی 16 اپریل 1748ء کو انتقال کر گئے۔

باب چہارم:

احمد شاہ کا دور اور غازی الدین کی طاقت (1748ء تا 1754ء)

احمد شاہ کا دورِ حکومت (1748ء تا 1754ء) سلطنت کے زوال میں تیزی لایا، اور یہ دور مرکزیت کی کمزوری، درباری سازشوں، اور مرہٹوں کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کی علامت ہے۔

احمد شاہ کا دور اور کمزور ہوتی مرکزیت

- اچھے آغاز کا اختتام: احمد شاہ نے جوانی اور قابل ساتھیوں کے ساتھ حکومت شروع کی، جب کہ نظام الملک کی دکن میں موجودگی مرہٹوں کے لیے رکاوٹ تھی اور شمالی حملہ (ابدالی کا) ختم ہو چکا تھا۔
- نظام الملک کی موت: لیکن فوراً ہی نظام الملک چن قلیج خان (دکن کے وائسرائے) کی موت نے ذاتی خوبیوں پر مبنی حکومتی نظام کی کمزوری کو ظاہر کر دیا۔
- بڑی تقریریاں:

◦ وزارت: وزارتِ عظمیٰ (وزیر اعظم) کا عہدہ مقتول وزیر قمر الدین خان کی جگہ پر صفدر جنگ (سعادت علی کا بھتیجا اور اودھ کا نواب) کو دیا گیا۔

◦ دکن کی نیابت: نظام الملک کا بیٹا ناصر جنگ دکن کا نائب بنا۔

- حکمرانی کا انہدام: بادشاہ احمد شاہ نے اپنی موروثی فطرت کی پیروی کی اور صوبوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ اس کی زنانہ ایک میل تک پھیلی ہوئی تھی اور وہ ہفتوں مردوں کی شکل نہیں دیکھتا تھا۔

- اصل طاقت: ریاست کا کاروبار زیادہ تر ایک خواجہ سرا جاوید خان کے ہاتھ میں آ گیا، جو احمد شاہ کی والدہ قدسیہ بیگم (ادھم بانی، ایک ہندو رقاصہ) کا منظورِ نظر تھا۔

روہیلوں سے جنگ اور مرہٹوں کا استعمال

- روہیل کھنڈ اور پنجاب کی صوبائی جنگیں سلطنت کی مرکزی کمزوری کا بڑا ثبوت بنیں۔
- روہیلوں کی بغاوت: وزیر صفدر جنگ کی کمان میں بھیجی گئی شاہی فوج کو شکست دی۔

- صفدر جنگ کی بدنامی: صفدر جنگ نے اس شکست کا بدلہ لینے کے لیے مرہٹوں (ہولکر کی قیادت میں) اور جاٹوں (سورج مل کی قیادت میں) کو شاہی حکومت کے خلاف متحد کیا تاکہ وہ روہیلوں کا شکار کر سکیں۔
- فتح اور غداری: مرہٹوں اور جاٹوں کی مدد سے، وزیر نے روہیلوں کو شکست دی اور انہیں ہمایوں کے دامن میں وقع ملیر یا زدہ علاقے کی طرف دھکیل دیا۔
- مرہٹوں کو معاوضہ: مرہٹوں کو ان خدمات کے بدلے روہیل کھنڈ کے کچھ حصوں پر قبضہ کرنے اور باقی ماندہ سے چوتھ (ٹیکس) وصول کرنے کی اجازت دی گئی۔

جاوید خان کا عروج اور خاتمہ

- جاوید خان کی طاقت: جاوید خان اور قدسیہ بیگم تمام معاملات کے انچارج تھے۔ احمد شاہ کی نااہلی کی وجہ سے وہ اصل حکمران تھے۔
- صفدر جنگ کی واپسی: راجپوتانہ کی ناکام مہم سے لوٹنے والے میر بخشی سعادت خان کو جاوید خان نے برطرف کر دیا، جس پر سعادت خان نے جاوید خان کے خلاف سازش کی کوشش کی۔
- صفدر جنگ کی سازش: سعادت خان کی بے عزتی نے صفدر جنگ کو ناراض کر دیا، جس پر جاوید خان نے ترک عنصر (تران پارٹی) کو اس کے خلاف اکسا دیا۔ صفدر جنگ مجبوراً اودھ واپس چلا گیا۔
- جاوید خان کا قتل: صفدر جنگ (اودھ سے واپسی پر) نے آخر کار جاوید خان کو قتل کروا دیا (28 اگست 1752ء)، اور خود کو طاقت کے عروج پر سمجھا۔

نوجوان غازی الدین کا عروج (1752ء)

- غازی الدین اول کا دکن جانا: جاوید خان اور ملکہ نے مرہٹوں کو مصروف رکھنے کے لیے غازی الدین (بزرگ نظام کا بیٹا) کو مرہٹوں کی مدد سے اپنے بھائی ناصر جنگ سے دکن کی نیابت چھیننے کے لیے وہاں بھیج دیا۔ غازی الدین اپنے ایک بھتیجے کو دہلی میں اپنا نمائندہ چھوڑ گیا۔

• غازی الدین دوم (عماد الملک): یہ بھتیجا، شہاب الدین (جو غازی الدین دوم کے نام سے مشہور ہوا، اور بعد میں عماد الملک کہلایا)، صرف سولہ سال کا تھا۔ چچا کی اچانک موت کے بعد اس نے فوری طور پر کپتان جنرل کا عہدہ سنبھال لیا۔

• تران بمقابلہ ایران: کمزور بادشاہ احمد شاہ کے خفیہ اشارے پر، نوجوان غازی نے صفدر جنگ کے خلاف تران (ترکی) اور ایران (فارسی) کے پرانے فرقہ وارانہ جنگ کو دوبارہ چھیڑ دیا۔

• نتیجہ:

- دہلی کی سڑکیں روزانہ کی لڑائیوں کا منظر بن گئیں۔
- جاٹوں نے سورج مل کی قیادت میں شہر کے نواحی علاقوں کو لوٹا۔
- وزیر صفدر جنگ کی فتح قریب تھی، لیکن پنجاب کے وائسرائے میر منو (جو غازی کا رشتہ دار تھا) نے مغلوں کی مدد کے لیے فوجی دستے بھیجے۔
- مغل (ترک) جیت گئے، اور غازی الدین نے فوج کی کمان سنبھال لی۔

احمد شاہ کی معزولی

- صفدر جنگ کی بغاوت: صفدر جنگ نے کھلی بغاوت کر دی اور جاٹوں سے مدد مانگی۔ مغلوں نے بھی جواب میں مرہٹوں (ہولکر) کو اپنی طرف کر لیا، اور وہ جاٹوں کے خلاف شاہی پارٹی کا نامزد اتحادی بن گیا۔ صفدر جنگ اودھ واپس چلا گیا۔
- غازی الدین کی بغاوت: وزیر اعظم انتظام الدولہ (قمر الدین کا بیٹا) اور بادشاہ احمد شاہ نے غازی الدین کی طاقت سے خوفزدہ ہو کر جاٹوں کی حمایت کرنے کی غلطی کی، جبکہ بظاہر غازی الدین کو مدد کا پیغام بھیجا۔
- خط کا راز فاش: بادشاہ کا جاٹوں کو لکھا گیا خفیہ خط غازی الدین کے ہاتھ لگ گیا۔

- ہولکر کا حملہ: غازی کے تعاقب کے دوران، ہولکر نے آزادانہ طور پر سکندر آباد کے شاہی کیپ پر حملہ کیا اور اسے لوٹ لیا۔ بادشاہ کے خاندان کی خواتین سے سب کچھ چھین کر انہیں دہلی بھیج دیا گیا۔

احمد شاہ کا انجام:

- بادشاہ اور وزیر دل چھوڑ کر دہلی بھاگ گئے اور قلعے میں پناہ لی، جہاں ان کا محاصرہ کر لیا گیا۔
- احمد شاہ نے وزیر کے بہادرانہ مشورے (اودھ اور جاٹوں سے فوری مدد طلب کرنا) کو مسترد کر دیا۔
- بادشاہ کے بزدلانہ اقدام پر، اس کے باقی ماندہ حامیوں نے دروازے کھول دیے اور غازی الدین سے صلح کر لی۔
- معزولی: غازی الدین نے خود کو وزیر اعظم مقرر کیا اور درباریوں کو جمع کر کے یہ فیصلہ کروایا کہ: "یہ شہنشاہ حکمرانی کے لیے نااہل ہے۔"
- انجام: احمد شاہ کو اندھا کر دیا گیا اور قید خانے (سلیم گڑھ) بھیج دیا گیا۔

عالمگیر ثانی کی تخت نشینی (جولائی 1754ء)

- نیا بادشاہ: فرخ سیار کے حریف جہاندار شاہ کے بیٹے کو عالمگیر ثانی کے شاندار لقب سے تخت پر بٹھایا گیا۔
- عالمگیر ثانی: وہ 54 سال کا ایک خاموش اور متقی بزرگ تھا، جس کی دلچسپی صرف مذہبی کتابیں پڑھنے میں تھی۔
- نیا وزیر: غازی الدین (عماد الملک) کو باضابطہ طور پر وزیر اعظم تسلیم کر لیا گیا۔

توضیحات: ہندوستان کی ٹوٹ پھوٹ

اس وقت تک اکبر اور اورنگزیب کی سلطنت قابل رحم حالت میں آچکی تھی۔ اگرچہ رسمی طور پر مغلوں کا تسلط پورے برصغیر پر تھا، لیکن حکومت کے زیر قبضہ صرف بالائی دوآبہ کا کچھ حصہ اور ستلج کے جنوب کے چند اضلاع باقی بچے تھے۔

• انحراف شدہ علاقے:

- گجرات: مرہٹوں کے زیر تسلط۔
- بنگال، بہار، اڑیسہ: علی وردی خان کے جانشین کے زیر تسلط۔
- اودھ اور الہ آباد: صفدر جنگ کے زیر تسلط۔
- مرکزی دوآب: افغانوں (نگش قبیلہ) کے زیر تسلط۔
- روہیل کھنڈ: روہیلوں کے زیر تسلط۔
- پنجاب: عملاً ترک کر دیا گیا تھا۔
- باقی ہندوستان: ہندوؤں نے واپس لے لیا۔
- دکن: نظام کے بیٹوں کی خاندانی جنگوں کا میدان۔
- انگریز: تاجر کی حیثیت سے چھوٹے موٹے علاقے پر قابض ہو رہے تھے۔

نجیب خان کا آغاز

اس دوران ایک نئے شخص کا نام سامنے آیا جو بعد میں بہت مشہور ہوا: نجیب خان۔

- تعارف: نجیب خان ایک افغان سپاہی تھا جس نے روہیل کھنڈ کے سردار دُندی خان کی بیٹی سے شادی کی اور روہیل کھنڈ کے شمال مغربی کونے میں ایک جاگیر (بجنور) حاصل کی۔

- بڑھتا ہوا اثر: وہ پہلے صفدر جنگ کا اتحادی بنا، لیکن بعد میں غازی الدین کی مہمات میں شامل ہو گیا۔
- آزادی: وزیر بننے کے بعد، غازی الدین نے اسے سہارنپور (باوانی محل) کا علاقہ دے دیا، جو سابق وزیر خان خانان کی جاگیر تھی۔ یہ علاقہ بھی سلطنت سے آزاد ہو کر نجیب کے خاندان کی دو نسلوں تک رہا۔
- کردار: وہ اپنی جماعت کے بہترین نمونے کی طرح سرگرم، محنتی، اور وعدے کا پکا تھا، اور بعد میں ایک اچھا منتظم ثابت ہوا۔

باب پنجم:

عماد الملک (غازی الدین) کا اقتدار (1754ء تا 1760ء)

یہ باب عماد الملک غازی الدین کی مکمل طاقت، اس کی بے رحمی، احمد شاہ ابدالی کے دوبارہ حملے اور بالآخر عالمگیر ثانی کے وحشیانہ قتل کا بیان ہے۔

غازی الدین کا استحکام اور صفدر جنگ کی موت

- انقلاب مکمل ہوتے ہی، نو عمر بادشاہ غازی الدین (عماد الملک) نے اپنی پوزیشن مستحکم کرنے کے لیے فوری اقدامات کیے:
- وزیر سابق کی قید: اس نے فوراً اپنے رشتہ دار خان خانان (سابق وزیر) کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔
- صفدر جنگ کی موت: صفدر جنگ (اودھ کا نواب) کی بروقت موت (17 اکتوبر 1754ء) نے ایک اور بڑا خطرہ ٹال دیا۔

- فوجی بغاوت کا خاتمہ: نجیب خان کی مدد سے اس نے اپنی ہی سخت گیری کے نتیجے میں پیدا ہونے والی فوجی بغاوت کو بے خوفی اور بے رحمی سے کچل دیا۔

میر منو کی وفات اور پنجاب پر حملہ

- میر منو کی شہادت: پنجاب کے قابل اور بہادر وائسرائے میر منو گھوڑے سے گر کر ہلاک ہو چکے تھے۔ احمد شاہ ابدالی نے میر منو کی عزت کرتے ہوئے، لاہور اور ملتان کے علاقوں کو اس کے شیر خوار بیٹے کی نگرانی میں چھوڑ دیا تھا۔
- ادیتا بیگ: میر منو کی بیوہ اور ایک ہندو رہنما ادینا بیگ نابالغ بیٹے کے دور میں انتظامیہ چلا رہے تھے۔
- غازی کا حملہ: غازی الدین نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور ولی عہد مرزا علی گوہر کو ساتھ لے کر لاہور پر چڑھائی کر دی۔ اس نے اچانک حملے سے شہر پر قبضہ کر لیا، ریجنٹ خاتون اور ان کی بیٹی کو گرفتار کر لیا، اور دہلی واپس آ کر یہ دعویٰ کیا کہ اس نے افغان بادشاہ سے ایک معاہدہ کر لیا ہے اور ادینا بیگ کو صوبوں کا تنہا کمشنر مقرر کر دیا ہے۔

احمد شاہ ابدالی کا دہلی پر دوبارہ حملہ (1757ء)

- مقصد: احمد شاہ ابدالی غازی الدین کی طرف سے اپنے علاقے میں کی گئی غیر مجاز مداخلت کو نظر انداز کرنے والا نہیں تھا۔
- اندرونی غداری: بادشاہ کی پارٹی کے کہنے پر، احمد شاہ ابدالی دہلی کے قریب پہنچ گیا۔ جب غازی الدین اپنی فوج لے کر مقابلے کے لیے نکلا تو اسے پہلی بار اس وقت حقیقت کا پتہ چلا جب اس نے دیکھا کہ فوج کا بڑا حصہ نجیب خان کی قیادت میں (جو حملہ آور سے خفیہ خط و کتابت کر رہا تھا) دشمن کی صفوں میں شامل ہو گیا ہے۔

- غازی کا بچاؤ: غازی الدین نے میر منو کی بیٹی سے شادی کر رکھی تھی، اس لیے اپنی ساس کی شفاعت کے ذریعے وہ ابدالی سے نہ صرف معافی حاصل کرنے میں کامیاب ہوا، بلکہ جلد ہی ابدالی کو اتنا گرویدہ بنا لیا کہ وہ حملے سے پہلے سے بھی زیادہ طاقتور ہو گیا۔

ابدالی کی لوٹ مار اور تقسیم ملک

- ابدالی نے خود حکومت کے فرائض سنبھال لیے اور دہلی پر قبضہ کر لیا:
- دوبارہ لوٹ مار: ابدالی نے غازی کو دو آب میں خراج جمع کرنے کا حکم دیا، جبکہ اس کے لیفٹیننٹ سردار جہاں خان کو جاٹوں سے لوٹ مار کے لیے بھیجا۔
- مظالم: احمد شاہ ابدالی نے دہلی کو تہس نہس کر دیا، اور 20 سال قبل نادر شاہ کے حملے سے بھی زیادہ وحشیانہ ظلم ڈھائے۔ متھرا کے بد قسمت باشندوں کا ایک مذہبی تہوار پر اچانک حملہ کر کے قتل عام کیا گیا۔
- ابدالی کی شادی اور واپسی:
- ابدالی نے اپنے لیے محمد شاہ کی بیٹی سے شادی کر لی، اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی شادی ولی عہد کی بیٹی سے کر دی۔
- اس نے نجیب خان کو امیر الامراء (عہدہ پریمنیر پیئر اور محل کا نگراں) مقرر کیا، اور تیمور شاہ کو پنجاب کا انچارج بنا کر اپنی فوج کے بڑے حصے کے ساتھ قندھار واپس چلا گیا۔

غازی الدین کا مطلق العنان اختیار اور ولی عہد کی فراری

ابدالی کے جانے کے بعد، غازی الدین نے اپنی فطری ظالمانہ خصلت کو کھل کر استعمال کیا:

- طاقت کا استعمال: اس نے ایک بڑی مرہٹہ فوج کو اجرت پر رکھ کر اپنے دشمنوں سے تحفظ حاصل کیا، جس کی ادائیگی کے لیے اس نے رعایا پر بے رحمانہ ٹیکس لگائے۔
- نجیب الدولہ کا اخراج: اس نے نجیب خان کو نجیب الدولہ کے نئے اعزازی نام سے پہچانے جانے کے باوجود، آسانی سے طروب کر دیا۔
- ولی عہد کا فرار: غازی نے ولی عہد مرزا علی گوہر (جس کی عمر اب 37 سال تھی) کو سلیم گڑھ کے سخت قید خانے میں منتقل کرنے کا منصوبہ بنایا۔
 - مرزا علی گوہر کا فرار: علی گوہر نے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ محل کی دیوار میں ایک رخنے سے نکل کر دریائے جمنا عبور کیا اور سلیم گڑھ سے نکل بھاگا۔
 - وفاداری: اس کا ایک وفادار ساتھی سید علی تعاقب کرنے والوں کو روکنے کے لیے پیچھے رک گیا اور اپنی جان دے دی۔
 - پناہ: مرزا علی گوہر نجیب کی جاگیر سے ہوتا ہوا لکھنؤ پہنچا، جہاں سے بالآخر برطانوی طاقت کی پناہ میں چلا گیا۔

عالمگیر ثانی کا قتل اور غازی کا انجام

- ابدالی کی دوبارہ تیاری: ابدالی کو دہلی سے خطوط کے ذریعے اس صورتحال کی اطلاع ملی، اور اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرہٹوں کی مدد سے ادینا بیگ نے اس کے بیٹے تیمور شاہ کو لاہور سے بھگا دیا ہے۔ لہذا، اس نے ایک تازہ حملے کی تیاری کی۔
- عالمگیر ثانی کا قتل: غازی الدین نے اپنے آخری حربے کے طور پر ایک سنگین جرم کا ارتکاب کیا۔
 - ایک کشمیری کی سازش سے، مذہبی مجذوبوں کا احترام کرنے والے معصوم عالمگیر ثانی کو یہ کہہ کر فیروز آباد کے ویران قلعے میں بلایا گیا کہ وہاں ایک متقی درویش آیا ہے۔

- اندر جاتے ہی بادشاہ کو ایک ازبک شخص (بلاباش) نے پکڑ لیا اور چاقو سے ان کا سر کاٹ ڈالا۔
- بادشاہ کی لاش کو کھڑکی سے باہر ریت پر پھینک دیا گیا (نومبر 1759ء)۔

• وزیر سابق کا قتل: اس سانحہ سے تین دن قبل، سابق وزیر انتظام الدولہ کو بھی غازی کے حکم پر قتل کر دیا گیا تھا۔

• نیا کٹھ پتلی بادشاہ: عالمگیر کے قتل کے بعد، غازی الدین نے اورنگزیب کے پوتے کام بخش کے ایک پوتے کو "شاہ جہاں ثانی" کے نام سے شہنشاہ بنا کر حکومت چلانے کی کوشش کی۔

• غازی کا فرار: چونکہ مقتول شہنشاہ کا بیٹا بہار میں خود کو بادشاہ (شاہ عالم ثانی) قرار دے چکا تھا، اور احمد شاہ ابدالی اس کی طرف بڑھ رہا تھا، اس لیے غازی الدین کے پاس فرار کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ بھرت پور میں سورج مل کے پاس پناہ لے گیا۔

غازی الدین کا آخری دور: یہ مجرم بعد میں فرخ آباد اور پھر بیس سال تک روپوش رہا، بالآخر انگریزوں کے ہاتھوں پکڑا گیا اور حجاز بھیج دیا گیا۔ وہ 1800ء میں وفات پا گیا۔

ابدالی کا آخری حملہ

• ابدالی کا انتقام: غازی کے جرم کا بدلہ ایک بار پھر دہلی کے بے قصور باشندوں کو خونریزی اور آگ کی صورت میں چکانا پڑا۔

• مسلم اتحاد: ابدالی نے دہلی میں ایک فوج چھوڑ کر انوپ شہر (گنگا کے کنارے) میں اپنے پرانے ٹھکانے پر واپسی اختیار کی اور روہیلوں اور نواب اودھ کے ساتھ مذاکرات شروع کیے، جس کا مقصد اسلام کے دفاع کے لیے ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک عام اتحاد بنانا تھا۔

فوج	اہم فوجی دستے	توپ خانہ	کل تعداد
احمد شاہ ابدالی (مسلمان)	28,000 طاقتور افغان گھڑ سوار (ترکمان گھوڑوں پر)؛ 28,000 ہندوستانی مسلمان (گھڑ سوار اور پیادہ)؛ 38,000 پیدل سپاہی۔	40 بھاری توپیں، علاوہ ازیں اونٹوں پر نصب ہلکی توپیں (زمبورک)۔	تقریباً 94,000 باقاعدہ فوجی۔
سداشیو راؤ بھاؤ (مرہٹے)	گھڑ سواروں کی اکثریت، ابراہیم خان گاردی کے ڈسپلن شدہ پیادے۔	200 توپیں۔	200,000 سے زیادہ (بشمول غیر منظم لٹیروں کے سوار)۔

پانی پت کی مہم کا فیصلہ کن انجام

یہ حصہ پانی پت کے میدان میں احمد شاہ ابدالی کی قیادت میں مسلم اتحاد اور سداشیو راؤ بھاؤ کی قیادت میں مرہٹوں کے درمیان ہونے والی فیصلہ کن جنگ (14 جنوری 1761ء) کا احوال بیان کرتا ہے۔

جنگ کا آغاز اور مرہٹوں کی تنہائی

- فوجوں کا مقام: 17 اکتوبر 1760ء کو افغان اور ان کے حلیف شاہدرہ سے روانہ ہوئے اور 23 سے 25 اکتوبر کے درمیان باغپت کے مقام پر دریائے جمنا کو عبور کیا۔ اس عبور سے فوجوں کی پوزیشنیں الٹ گئیں:
- شمالی حملہ آور (ابدالی): دہلی کے قریب پہنچ گئے، جن کے پیچھے پورا ہندوستان تھا۔
- جنوبی محافظ (مرہٹے): شمال مغرب سے مارچ کرنے والے کی صورت میں رہ گئے، جن کے پیچھے س رہند کے جنگ زدہ اور خشک میدان تھے۔

• سمبھالکا میں جھڑپ: 26 اکتوبر کو ابدالی کے ہر اول دستے نے سمبھالکا میں مرہٹوں کے ہر اول دستوں سے مقابلہ کیا، جس میں افغانوں کا 1,000 جانی نقصان ہوا، لیکن انہوں نے مرہٹوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

• پانی پت میں محاذ: مرہٹے کئی دنوں تک پیچھے ہٹتے ہوئے بالآخر پانی پت کے مقام پر خندق کھود کر اور اس پر توپیں نصب کر کے ایک مضبوط دفاعی پوزیشن میں آگئے۔ ابدالی نے اس سے چار میل جنوب میں مورچہ سنبھالا۔

رسد کی رکاوٹ اور مرہٹوں کی بد حالی

• رسد کا ٹوٹنا: میرٹھ کے قریب گوبند پنت بندھلا (مرہٹہ کمانڈر) کو افغان دستوں نے اچانک گھیر کر ہلاک کر دیا، جس سے بھاؤ کی رسد (Commissariat) کا نظام مفلوج ہو گیا۔

• جانی اور مالی نقصان:

◦ 20,000 مرہٹہ کیمپ کے پیروکاروں کو اشیائے خورد و نوش جمع کرتے ہوئے افغانوں نے گھیر کر قتل عام کیا۔

◦ دہلی سے چاندی کی صورت میں لے جایا جانے والا £200,000 کا سامان بھی مرہٹہ گھڑ سواروں کی غلطی کی وجہ سے افغانوں کے ہاتھ لگ گیا۔

• فوجی دباؤ: ابراہیم خان گاروی کی تربیت یافتہ فوج نے اپنی تنخواہ کی بقایا جات کے لیے احتجاج کرنا شروع کر دیا، جس نے مرہٹہ کیمپ میں مزید اضطراب پیدا کر دیا۔

• ابدالی کی حکمت عملی: ابدالی نے اپنے اتحادیوں کے جلد بازی کے مطالبے کو مسترد کر دیا، اور صبر سے انتظار کیا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مرہٹے اپنی تکلیفوں کی وجہ سے شکست سے دوچار ہوں گے۔ وہ طویل سرد

راتوں میں 5,000 بہترین گھڑ سواروں کے ساتھ نگرانی رکھتا تھا، جس نے مرہٹوں کا مکمل محاصرہ (Blockade) کر دیا۔

آخری مذاکرات کی ناکامی

- بھاؤ کی مجبوری: مسلسل نقصانات اور رسد کی کمی سے بھاؤ کا حوصلہ پست ہو چکا تھا۔ اس نے نواب وزیر شجاع الدولہ کے ذریعے کسی بھی شرط پر صلح کی پیشکش کی۔
- نجیب الدولہ کی سختی: تمام مرہٹہ سردار صلح کے حق میں تھے اور ابدالی نے انہیں روہیلوں سے بات کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن نجیب الدولہ صلح پر ناقابل تسخیر رہا۔
 - نجیب کا استدلال: نجیب نے کاشی راج پنڈت سے کہا کہ "حلف زنجیریں نہیں ہیں؛ مرہٹے خطرات سے نکلنے ہی اپنا وعدہ توڑ دیں گے۔۔۔ ایک ہی کوشش سے ہم اس کانٹے کو اپنے پہلو سے نکال سکتے ہیں،" اور رات کے وقت ابدالی کے خیمے میں جا کر اسے صلح کے خلاف قائل کیا۔
- ابدالی کا فیصلہ: احمد شاہ درانی نے نجیب کے سخت مگر حقیقت پسندانہ مشورے کو قبول کر لیا اور صلح کے امکانات ختم کر دیے۔

فیصلہ کن جنگ (14 جنوری 1761ء)

- مرہٹوں کا فیصلہ: 6 جنوری کو، مرہٹہ سرداروں نے فیصلہ کیا کہ وہ بھوک سے مرنے کے بجائے لڑتے ہوئے مرنے کو ترجیح دیں گے، کیونکہ ان کے پاس دو دن سے کھانا نہیں تھا۔
- بھاؤ کا آخری پیغام: بھاؤ نے شجاع کے پنڈت کو ایک مختصر نوٹ بھیجا: "پیالہ کناروں تک بھرا ہوا ہے، اور مزید ایک قطرہ نہیں سما سکتا۔"

- جنگ کا آغاز: 14 جنوری کی صبح (صبح 3 بجے) مرہٹہ فوجیں خیموں سے نکل آئیں۔ شاہ ولی خان نے انتظامات مکمل کیے، اور مرہٹہ توپ خانے کے فائرنگ کرنے پر ابدالی نے اپنی کمانڈروں کو دن کی روشنی میں عام مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔

فوجی ترتیب:

فریق	بائیں بازو	مرکز	دائیں بازو
مرہٹے	ابراہیم خان گاردی (تریت یافتہ)	بھاؤ، پیشوا کا بیٹا، اور گھریلو دستے	ہو لکر اور سندھیا
مسلمان	نجیب کے روہیلے	شجاع الدولہ اور شاہ ولی خان (وزیر)	حافظ رحمت اور دیگر روہیلے سردار

- گاردی کی کامیابی: ابراہیم خان گاردی کی فرانسیسی تربیت یافتہ فوج نے حملے میں 8,000 روہیلہ فوجیوں کو مار کر میدان کے اس حصے پر تین گھنٹے تک قبضہ جمائے رکھا۔
- ابتدائی مرہٹہ برتری: دن کے وقت تک، مرہٹوں کا بایاں بازو مضبوط تھا، جبکہ مرکز ٹوٹ چکا تھا، اور دایاں بازو تقریباً تباہ ہو چکا تھا۔ فتح مرہٹوں کے قریب نظر آرہی تھی۔
- شاہ ولی خان کی حالت: مسلم وزیر شاہ ولی خان اپنے بھاگتے ہوئے فوجیوں کو بلا رہے تھے: "اے دوستو! تم کہاں بھاگتے ہو، تمہارا ملک یہاں سے بہت دور ہے!"

ابدالی کا فیصلہ کن اقدام اور شکست

- ابدالی کا حملہ: دوپہر کو، شاہ ابدالی نے محسوس کیا کہ فیصلہ کن لمحہ آچکا ہے۔
- اس نے اپنے 500 ذاتی محافظوں کو حکم دیا کہ وہ پیچھے سے ہر قابل جنگ مرد کو آگے دھکیل دیں۔

○ 1,500 مزید گھڑ سواروں کو بھاگنے والوں کا مقابلہ کرنے اور ان کو میدان میں واپس لانے کے لیے بھیجا، اور انکار کرنے والوں کو بے دریغ قتل کرنے کا حکم دیا۔

○ اس نے اپنے ریزرو دستے (14,000) کو جنگ میں جھونک دیا۔ 10,000 سپاہیوں کو شاہ ولی خان کی مدد کے لیے مرکز میں بھیجا، اور انہیں حکم دیا کہ مکمل آہنی لباس میں پورے زور سے حملہ کریں۔

نتیجہ:

- 1 بجے دن کے قریب مسلم فوج کا حملہ شروع ہوا۔
- 2 بجے کے بعد پیشوا کا بیٹا زخمی ہوا اور بعد میں مارا گیا۔
- بھاؤ خود ہاتھی سے اتر کر عربی گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اس کے فوراً بعد بھاؤ کی موت ہو گئی۔
- اسی لمحے ہو لکر اور گانکواڑ نے میدان چھوڑ دیا، اور مرہٹہ مزاحمت فوراً ختم ہو گئی۔

ذبح عام اور اہم شخصیات کا انجام

- قتل عام: مزاحمت ختم ہوتے ہی مرہٹے بے بس شکار بن گئے اور ہزاروں کو قتل کر دیا گیا۔ بھاگنے والے دیہاتیوں کے ہاتھوں مارے گئے جنہیں انہوں نے پہلے لوٹا تھا۔
- قیدیوں کا قتل: کہا جاتا ہے کہ چالیس ہزار قیدی مارے گئے۔
- ابراہیم خان گاروی: زخمی ہونے کے باوجود شجاع کے خیموں میں لے جایا گیا، لیکن نجیب کی دشمنی کی وجہ سے اسے افغان وزیر کے حوالے کر دیا گیا اور ایک ہفتے بعد وہ انتقال کر گیا۔
- جانو جی سندھیا: نجیب کی دشمنی کا شکار ہو کر مارا گیا۔

- مدھوجی سندھیا (مستقبل کے حکمران) میدان سے بھاگ نکلے۔
- بھاؤ کا جسم: بھاؤ کی ایک سرکٹی لاش ملی، جسے شجاع کی درخواست پر پیشوا کے بیٹے کے ساتھ ہندو رسم کے مطابق جلا دیا گیا۔

بعد کے اثرات

- حلیفوں میں اختلافات: فتح کے بعد، حلیف دہلی گئے، لیکن افغان فوجیوں کے درمیان آپس میں جھگڑے شروع ہو گئے اور وہ جلد ہی بدمزگی کے ساتھ الگ ہو گئے۔
- ابدالی کی روانگی: احمد شاہ ابدالی نے مغل شہزادہ شاہ عالم کو بادشاہ تسلیم کرتے ہوئے خط لکھا، اور جتنا ہو سکا خزانہ لے کر اپنے ملک چلا گیا۔
- نجیب الدولہ کی طاقت: نجیب الدولہ دہلی میں امیر الامراء کے طور پر شاہ عالم کے ایک بیٹے کو رسمی ریجنٹ بنا کر حقیقی حکمران بن گیا۔
- پانی پت کا نتیجہ: یہ پانی پت کی مشہور مہم تھی، جو مرہٹہ کنفیڈریسی کے لیے ایک بڑے پیمانے پر پہلی آفت تھی، اور ہندوستان کو برطانویوں کی آمد کے لیے تیار کرنے والی جھاڑو ثابت ہوئی۔

توضیحات: شاہ عالم اور انگریز

اس وقت شاہ عالم (ولی عہد علی گوہر، عالمگیر ثانی کا بیٹا) کلکتہ میں کرنل کلائیو سے پناہ کے لیے رابطہ کر رہا تھا۔ ادھر دہلی کا وزیر غازی الدین کلائیو کو خط لکھ رہا تھا کہ وہ شہزادے کو باغی قرار دے کر گرفتار کرے۔ کلائیو نے دونوں سے فاصلہ رکھا۔ تاہم، کلائیو نے برطانوی وزیر اعظم لارڈ چیٹھم کو لکھا تھا کہ وہ بادشاہ انگلستان کی جانب سے مشرقی صوبوں کی وائسرائی شپ کا مطالبہ کرے، جسے وہ مغل شہنشاہ سے سالانہ 50 لاکھ روپے کے بدلے منظور کروانے کی ضمانت دیتا تھا۔ اگرچہ یہ منصوبہ کامیاب نہ ہوا، لیکن یہ برطانوی اقتدار کے مستقبل کے ارادوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

حصہ دوم

باب اول - انگریز، اودھ اور شاہ عالم کا آغاز (1759ء - 1761ء)

یہ باب مغل سلطنت کے زوال کے دوران مشرقی صوبوں (بہار، بنگال) میں ابھرتی ہوئی نئی طاقت (انگریزوں) اور تخت نشین ہونے والے مغل شہنشاہ شاہ عالم ثانی کی ابتدائی کشمکش کو بیان کرتا ہے۔

شاہ عالم کا بہار میں داخلہ

- مغل طاقت کا کمزور ہونا: پانی پت کی مہم اور پچھلے ابواب کے واقعات نے تیموری خاندان کی طاقت کو مکمل طور پر ختم کر دیا تھا۔ سلطنت کی بحالی کا انحصار اب مشرقی صوبوں (بہار اور بنگال) کے واقعات پر تھا، جہاں انگریز تیزی سے خود کو ایک فیصلہ کن قوت کے طور پر قائم کر رہے تھے۔
- شہزادے کی پناہ: 1759ء میں، مغل شہزادہ مرزا علی گوہر (جو بعد میں شاہ عالم ثانی بنا) غازی الدین کے ظلم سے بچ کر دریائے جمنا عبور کرنے کے بعد، پہلے سہارنپور میں نجیب الدولہ کے پاس پناہ لی۔
- لکھنؤ کی طرف روانگی: چونکہ نجیب الدولہ مادی مدد فراہم کرنے سے قاصر تھا، اس لیے شہزادہ لکھنؤ کی طرف چلا گیا، جہاں اس نے افغان حکمران (ابدالی) کی واپسی کا انتظار کرنے کا ارادہ کیا تاکہ وہ باغیوں پر حملہ کر سکے۔

شجاع الدولہ کا کردار اور شہزادے کی مہم

- شجاع الدولہ کا تعارف: اودھ کا نیا نواب اور وائسرائے شجاع الدولہ (سفر جنگ کا بیٹا) اپنے والد کی طرح قابل تھا اور سپاہیانہ خصوصیات میں ان سے بڑھ کر تھا۔ وہ ایک خوبصورت، اوسط سے زیادہ قد والا، اور تیز ذہن کا مالک تھا جو کابینہ کے مشوروں کے بجائے میدان کی سرگرمیوں کو زیادہ پسند کرتا تھا۔

- شجاع کی بے وفائی: شجاع الدولہ ایک تباہ حال بادشاہ کے فراری وارث کے مقصد میں پوری طرح شامل ہونے کو تیار نہیں تھا۔ اس نے حکومتی خود غرضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہزادے کی مدد سے انکار کر دیا۔
- بہار پر حملہ: شہزادے نے اس کے بعد الہ آباد کے گورنر محمد قلی خان سے رابطہ کیا اور اسے بہار، بنگال، اور اڑیسہ کی لیفٹیننسی کے لیے ایک شاہی فرمان دکھایا۔ شہزادے نے دونوں حریفوں (انگریزوں اور نواب علی وردی خان کے خاندان) کو زیر کرنے کا منصوبہ بنایا۔
- ابدالی کی حمایت: شجاع الدولہ (اپنے ذاتی وجوہات کی بنا پر) اور بہار کے ایک طاقتور افسر کامگار خان کی حوصلہ افزائی سے، شہزادے نے نومبر 1759ء میں بہار کی سرحد (کرم ناسا) کو عبور کیا۔ اسی وقت اس کے والد (عالمگیر ثانی) کو قتل کر دیا گیا تھا۔

شاہ عالم کی تخت نشینی اور شخصیت

- شاہ عالم کی تخت نشینی: شہزادے کو ایک ماہ سے زیادہ وقت تک اپنے والد کی موت کی خبر نہ مل سکی۔ دسمبر 1759ء میں بہار میں خبر ملتے ہی، اس نے شاہ عالم کا لقب اختیار کیا (جس کا مطلب ہے "معلوم دنیا کا خود مختار")، اور اپنی حکومت کی گنتی اپنے والد کی "شہادت" کے دن سے شروع کی۔
- باقاعدہ تسلیم: تمام فریقوں نے اسے شہنشاہ تسلیم کر لیا۔ اس نے بھی دانش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شجاع الدولہ کو وزیر کے طور پر اور نجیب الدولہ کو غازی الدین کی جگہ ہندوستان کی فوج کی کمان سونپ دی۔

شاہ عالم کا کردار:

- عمر: تقریباً چالیس سال۔
- جسمانی وصف: لمبا اور پر وقار۔
- خوبیاں: اپنے آباؤ اجداد کی طرح بہادر، صابر، باوقار اور رحیم تھا۔
- کمزوریاں: اس کی بہادری میں جرات مندانہ ہمت کی کمی تھی جو اس کے حالات میں ضروری تھی۔ اس کی عاجزی جلد ہی قسمت کے ساتھ سمجھوتے میں بدل گئی، جہاں اس نے مستقبل

کی بڑی امیدوں کو فوری حسی لذتوں کے بدلے ترک کر دیا۔ مورخین نے اس کی شخصیت کی موازنہ چارلس دوم (برطانیہ) سے کی ہے۔

انگریزوں کے خلاف مہمات (1760ء - 1761ء)

- مقامی مزاحمت: شاہ عالم نے بہار میں اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کی۔ بہار کا ڈپٹی راجہ رام نرائن (کلائیو کا نامزد کردہ میر جعفر کا ہندو افسر) تھا، جس نے انگریزوں اور مرشد آباد سے مدد طلب کر کے شہنشاہ کی مخالفت کی۔
- پہلی شکست: شاہی فوج نے رام نرائن کو شکست دی اور وہ زخمی ہو کر پٹنہ میں پناہ گزین ہوا۔
- انگریزوں سے پہلی جنگ: فروری 1760ء میں، نواب کی فوج کے ساتھ شامل ایک چھوٹے سے برطانوی دستے نے شہنشاہ کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی۔
- مرشد آباد کا رخ: شکست کے بعد، شہنشاہ نے بنگال کے دارالحکومت مرشد آباد پر قبضہ کرنے کے لیے ایک جرات مندانہ چال چلی، لیکن انگریزوں نے اس کا تعاقب کیا اور اپریل میں اسے دوبارہ شکست دی۔
- شیوالیئر لا (Chevalier Law): شہنشاہ کو اس وقت شیوالیئر لا کی قیادت میں تقریباً 100 فرانسیسی افسران اور سپاہیوں کی ایک چھوٹی ٹکڑی ملی (جو اس وقت چاند نگر کے قبضے کے بعد بھٹک رہے تھے)۔ یہ فرانسیسی فوجی ایک بے وفا مغل فوجی کے مقابلے میں زیادہ طاقتور تھے۔
- پٹنہ کا محاصرہ: شاہ عالم نے پٹنہ کا محاصرہ کیا، لیکن کیپٹن نوکس کی قیادت میں ایک چھوٹی برطانوی فوج (صرف 200 یورپی فوجی) نے 13 دنوں میں 300 میل کا سفر طے کر کے شاہی فوج پر حملہ کر دیا اور اسے شکست دے کر جنوب کی طرف گیا کی طرف دھکیل دیا۔

- محمد قلی خان کا قتل: اس دوران محمد قلی خان الہ آباد واپس چلا گیا اور شجاع الدولہ نے اسے دھوکے سے قتل کر کے صوبہ الہ آباد پر قبضہ کر لیا۔

شاہ عالم کا پسپائی اور سمجھوتہ

- مزید شکستیں: شاہ عالم نے پھر بھی امید نہ ہاری اور کچھ دیگر مغل افسروں کی مدد سے دوبارہ پٹنہ کی طرف بڑھا، لیکن کیپٹن نوکس اور مقامی راجہ کے ہاتھوں اسے ایک اور شکست ہوئی، جس کے بعد اس نے بہار کو چھوڑ کر شمال کی طرف بھاگنے کا فیصلہ کیا۔
- سوان کی جنگ (1761ء): اگلے سال، انگریزوں اور بنگالی فوج نے سوان (شہر بہار کے قریب) میں شاہی فوج کو دوبارہ شکست دی، جہاں شیوالیئر لا آخر تک لڑتا رہا اور ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا۔ اسے تلوار رکھنے کی اجازت دی گئی۔
- ہندوستان کی طرف روانگی: جنگ سے تھک ہار کر، شاہ عالم نے برطانوی کمانڈر سے ملاقات کی اور رضاکارانہ طور پر ہندوستان (دہلی) کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ پانی پت کی جنگ اور ابدالی کے سلطنت کی بحالی کے منصوبوں سے آگاہ تھا۔
- میر قاسم کی تقرری: برطانوی مداخلت سے میر جعفر کی جگہ میر قاسم کو نواب (صوبہ دار) مقرر کیا جا چکا تھا۔ شاہ عالم نے روانگی سے پہلے میر قاسم کو بنگال، بہار اور اڑیسہ کا باقاعدہ صوبہ دار مقرر کیا، اور مالیاتی انتظام بھی اسے سونپا گیا۔
- نتیجہ: شاہ عالم کے لئے سالانہ £240,000 کا وظیفہ طے کیا گیا۔ یہ واقعات برطانوی تحفظ کے تحت دہلی میں اس کی بحالی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتے تھے، لیکن میر قاسم نے جلد ہی تناؤ پیدا کر دیا۔

بکسر کی جنگ اور انگریزوں کا قانونی تسلط (1762ء – 1765ء)

- یہ حصہ ان واقعات کا احاطہ کرتا ہے جن کے نتیجے میں مغل شہنشاہ شاہ عالم ثانی انگریزوں کا وظیفہ خوار بن گیا، اور انگریزوں نے بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی حاصل کر کے ہندوستان میں اپنی قانونی حیثیت کو مستحکم کیا۔

شاہ عالم کی نظر بندی اور اودھ کا وزیر

- شجاع الدولہ کا قبضہ: ہندوستان کی طرف جاتے ہوئے، شاہ عالم اودھ کے نواب وزیر شجاع الدولہ کے ہاتھ لگ گیا۔ شجاع الدولہ نے احمد شاہ ابدالی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شہنشاہ کو عزت و احترام کے ساتھ دو سال تک نظر بند رکھا۔
- مقام: یہ نظر بندی کبھی بنارس، کبھی الہ آباد، اور کبھی لکھنؤ میں گزاری گئی، جہاں شاہ عالم برائے نام حکمرانی کے کھوکھلے نشانات کے ساتھ گھرا رہا۔

میر قاسم کا انگریزوں سے تصادم

- انگریزوں کی بدعنوانی: اس دوران بنگال میں برطانوی حکومت قائم کرنے والے "بے اصول ہیروز" (کلائیو کے برطرف ہونے کے بعد آنے والے زیادہ بدعنوان افسران) نے اپنے ہی نامزد کردہ نواب میر قاسم سے جھگڑا کر لیا۔
- تنازعہ کی وجہ: انگریز افسران نے اپنے ذاتی فائدے کے لیے مقامی تجارت پر اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش کی۔
- پٹنہ کا قتل عام (1763ء): انگریز نمائندے مسٹر ایلس کی سخت گیر کارروائیوں کے نتیجے میں، میر قاسم نے پٹنہ میں ریزیڈنٹ اور اس کے تمام ساتھیوں کا قتل عام کروا دیا۔

والٹر رین ہارڈٹ (Sombre/سمرو)

- قاتل: اس وحشیانہ قتل عام کا آلہ کار والٹر رین ہارڈٹ نامی ایک فرانسیسی-جرمن تھا۔

- پس منظر: رین ہارڈٹ (جسے بعد میں سمرو یا سومبرے کے نام سے جانا گیا) ایک مہم جو فوجی تھا جس نے فرانسیسی اور برطانوی دونوں بحری افواج میں خدمات انجام دی تھیں اور تجربہ حاصل کیا تھا۔ وہ میر قاسم کے آرمینیائی جنرل، گرگین خان کے تحت کام کر رہا تھا۔
- فرار: قتل عام کے بعد میر قاسم اور سمرو پٹنہ سے بھاگ کر شجاع الدولہ کے علاقے میں پناہ گزین ہوئے۔ شجاع الدولہ نے میر قاسم کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اور اسے بوندیل کھنڈ میں اپنے کچھ دشمنوں کے خلاف بھیج دیا۔

بکسر کی جنگ اور انگریزوں کی فیصلہ کن فتح

- برطانوی مہم: فروری 1764ء میں انگریزوں کی فوج سرحد پر پہنچی، لیکن سپاہیوں میں بغاوت ہو گئی (جسے کرنل کارنک بمشکل دبا پایا)۔
- پٹنہ پر حملہ: اس تاخیر کا فائدہ اٹھا کر حلیف (میر قاسم اور شجاع) بہار میں داخل ہوئے اور 3 مئی کو پٹنہ کی دیواروں کے باہر برطانوی مورچوں پر حملہ کیا، لیکن ناکام رہے۔
- سپر سید: برطانوی کمانڈر کی جگہ میجر (بعد میں سر ہیکٹر) منرونے لے لی۔
- بغاوت کا خاتمہ: میجر منرونے 24 باغی سپاہیوں کو توپ سے اڑوا کر نظم و ضبط قائم کیا، اور فوج کو گنگا اور کرم ناسا کے سنگم کے قریب بکسر کی طرف لے گئے۔
- بکسر کی جنگ (23 اکتوبر 1764ء): یہاں دو نوابوں (میر قاسم اور شجاع الدولہ) کی متحدہ افواج کا مقابلہ ہوا، اور وہ مکمل طور پر شکست کھا گئے۔
- شاہ عالم کا ہتھیار ڈالنا: شہنشاہ شاہ عالم، جس نے جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا، اگلے ہی دن شام کو انگریزوں کے کیمپ میں آگیا۔

الہ آباد کا معاہدہ اور دیوانی کی قانونی حیثیت

- انگریزوں کا قانونی تسلط: اس جنگ کے بعد ہونے والے مذاکرات سے انگریزوں کو آخر کار تین صوبوں (بنگال، بہار اور اڑیسہ) کے منظم کے طور پر قانونی حیثیت مل گئی۔
- معاہدہ کی شرائط (1765ء):
 - دیوانی: شہنشاہ نے بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی (مالیاتی اور انتظامی حقوق) انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک مفت عطیہ اور جاگیر (التمغہ) کے طور پر عطا کر دی، جس پر وہ کسی قسم کا نذرانہ یا خراج ادا کرنے سے مستثنیٰ تھے۔
 - شاہی وظیفہ (نظرانہ): کمپنی نے اس کے بدلے میں شہنشاہ کو سالانہ چھبیس لاکھ روپے ادا کرنے کی ذمہ داری لی۔
 - علاقائی جاگیر: بنارس اور غازی پور کے اضلاع بھی سلطنت کی جاگیر کے طور پر انگریزوں کو دے دیے گئے۔
 - الہ آباد: الہ آباد کا باقی صوبہ اور ایک جداگانہ مالی وظیفہ (جس سے شاہ عالم کی آمدنی ایک ملین پاؤنڈ سالانہ ہو گئی) شہنشاہ کو دے دیا گیا۔
- شجاع الدولہ کی بحالی: میر قاسم کے فرار، سمرو کے جاٹوں کی خدمت میں جانے، اور ایک حتمی شکست کے بعد، شجاع الدولہ نے کلائیو کے دباؤ پر معاہدہ کیا، اور اسے اودھ اور دواہ کا کچھ حصہ برطانویوں کے باجگزار کے طور پر واپس کر دیا گیا۔
- شاہ عالم کی حیثیت: شجاع کے دوبارہ بحال ہونے کے بعد، شاہ عالم کو الہ آباد میں برطانوی وظیفہ خوار کے طور پر چھوڑ دیا گیا۔

شاہ عالم کی الہ آباد میں زندگی (1767ء)

• دربار: شاہ عالم نے الہ آباد میں ایک غریبانہ دربار قائم کیا، جہاں چند تباہ حال امراء اس کی غربت کے وظیفہ خوار بن کر موجود رہے۔

• مالی حالت: بادشاہ کے زیر انتظام اضلاع کی قیمت 30 لاکھ روپے تھی (جو کہ بہت زیادہ تھی)، جس کی وجہ سے رعایا کو ظلم کا سامنا کرنا پڑا۔ شاہ عالم کو معاہدے کے مطابق بنگال سے ملنے والے نظرانے کے علاوہ کاشتکاروں سے بھی طے شدہ رقم کا نصف ملتا تھا۔

• اہم درباری:

◦ مرزا نجف خان: شاہی جنرل، جو ایک فارسی نواب تھا اور مستقبل میں ایک اہم کردار ادا کرنے والا تھا۔

◦ منیر الدولہ: گھر کا منتظم اور انگریزوں سے رابطے کا ذریعہ، بادشاہ کا سب سے زیادہ بااعتماد شخص تھا۔

◦ حسام الدولہ: ایک ناخواندہ بدکردار، جو بادشاہ کو عیش و عشرت میں مبتلا کر کے خوش رکھتا تھا۔

اہم قانونی حیثیت: اس وقت انگریزوں کا قانونی تعلق مغل حکومت کے ساتھ یہ تھا کہ انہوں نے شہنشاہ کے فرمان کے ذریعے دیوانی حاصل کی۔ اس طرح انگریز اپنی مرضی کے باوجود قانونی طور پر مغل سلطنت کے تابع دار، کرایہ دار، اور ماتحت عہدیدار بن گئے تھے۔ اس وقت کی تمام طاقتیں مغل سلطنت کو قانونی اتھارٹی کا جائز ذریعہ سمجھتی تھیں، اور انگریزوں کو اس گرانٹ کے بغیر ہندوستان میں کوئی قانونی حیثیت حاصل نہیں تھی۔

باب دوم۔ نجیب الدولہ کی حکمرانی اور جاٹوں کا عروج و زوال (1765ء تا 1771ء)

یہ باب پانی پت کی جنگ (1761ء) کے بعد مغل سلطنت کی باقیات پر نجیب الدولہ کی چھ سالہ دانشمندانہ حکمرانی اور جاٹوں کی ابھرتی ہوئی علاقائی طاقت کے عروج و زوال کا احاطہ کرتا ہے۔

نجیب الدولہ کی حکمرانی (1761ء - 1771ء)

- انتظامات: 1761ء میں ابدالی کی واپسی کے بعد، نجیب الدولہ (روہیلہ افغان) کو شہنشاہ شاہ عالم ثانی کے بیٹے، مرزا جوان بخت کی سرپرستی میں سلطنت کا نگراں (Premier Noble) مقرر کیا گیا۔
- عمدہ انتخاب: جوان بخت پرہیزگار اور سمجھدار تھا، جبکہ نجیب الدولہ غیر معمولی ذہانت اور دیانت داری کا حامل تھا۔
- طاقت کا توازن: نجیب الدولہ نے اپنے پرانے سرپرستوں (دُندی خان روہیلہ اور نواب اودھ شجاع الدولہ) کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھے، اور سب سے اہم، ملہار راؤ ہولکر (جس نے پانی پت میں اپنے ہم وطنوں سے غداری کی تھی) سے مسلسل رابطہ رکھا۔
- حکومتی کامیابی: نجیب الدولہ نے سکڑتی ہوئی سلطنت کے معاملات کو کامیابی سے چلایا۔
 - اس نے دو آب کے اضلاع سے مرہٹہ کلکٹروں کو نکال باہر کیا۔
 - آگرہ کے قلعے پر جاٹوں نے قبضہ کر لیا (جو اس وقت دوست تھے)۔
 - مرہٹے آٹھ سال تک شمالی ہندوستان میں دوبارہ داخل نہ ہو سکے۔

جاٹوں کا عروج اور سورج مل کا کردار

• جاٹوں کا پس منظر: یہ ایک انوکھی قوم ہے، جس کے بارے میں خیال ہے کہ یہ مرہٹوں کی طرح وسطی ایشیا سے آنے والی بعد کی نسل کی نمائندگی کرتے ہیں۔ وہ مضبوط زمیندار تھے، جن میں جمہوری انتظامی عادات تھیں۔

◦ مذہب: وہ خالص ہندو نہیں سمجھے جاتے تھے، بلکہ ان کے بہت سے رسوم و رواج ہندو اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ وہ ویدوں کے تصورات کی طرف جھکاؤ رکھتے تھے۔

◦ بہادری: جاٹوں نے برطانوی طاقت کے ساتھ چار بار مقابلہ کیا ہے، اور بھرت پور کے جاٹوں نے لارڈ لیک کو شکست دی تھی۔

• بھرت پور کی ریاست: اس وقت بھرت پور کی ریاست کا رقبہ بہت وسیع تھا (آج یہ 2,000 مربع میل ہے)۔

• سورج مل (جاٹ راجہ): پانی پت کی جنگ میں اس کی سمجھدار حکمت عملی کو نظر انداز کر دیا گیا تھا (بھاؤ نے اسے ایک معمولی سردار سمجھا تھا)۔

◦ فتوحات: پانی پت کے بعد، سورج مل نے آگرہ کے اہم قلعے سے مرہٹہ گورنر کو ہٹا کر اس پر قبضہ کر لیا، اور میوات کے کچھ علاقوں کو بھی فتح کیا۔

◦ سمرو (Sumroo) کا ساتھ: بدنام زمانہ کرائے کا سپاہی سمرو (والٹر رین ہارڈٹ) اپنی تربیت یافتہ یورپی فوج کے ساتھ سورج مل سے آ ملا۔

سورج مل کی موت اور جاٹوں کی شکست

- سورج مل کا غرور: سرو کی حمایت سے جاٹ راجہ کی دور اندیشی ختم ہو گئی، اور اس نے فاروق نگر کی فوجی پری فیکچر (فوجدار شپ) کا مطالبہ کر کے مغل سلطنت کے آخری باقیات کو خطرہ میں ڈال دیا۔
- نجیب الدولہ کا فیصلہ: نجیب الدولہ نے فوری طور پر عمل کیا اور آس پاس کے مسلمان سرداروں کو "اسلام اور سلطنت" کی مدد کے لیے بلایا۔
- سورج مل کی ہلاکت (1763ء کے آخر): جاٹ فوج ابھی سکندر آباد سے آگے بڑھ رہی تھی کہ سورج مل بغیر کسی فوج کے دہلی کے قریب شاہدرہ کے ایک شاہی شکار گاہ کی ریکی کر رہا تھا۔
- مغل گھڑ سواروں کے ایک دستے نے اسے پہچان لیا، گھیر لیا، اور قتل کر دیا۔
- مغلوں نے سورج مل کا سر نیزے پر رکھ کر جاٹ فوج پر حملہ کیا، جس سے دہشت پھیل گئی اور جاٹ مکمل طور پر بکھر کر اپنے علاقے میں واپس بھاگ گئے۔

جواہر سنگھ کا جنوبی حملہ

- ہولکر سے اتحاد: سورج مل کے بیٹے جواہر سنگھ نے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لیے غلطی کرتے ہوئے ملہار راؤ ہولکر سے اتحاد کر لیا (جو اب بھی مسلمانوں سے خفیہ طور پر ملا ہوا تھا)۔
- دہلی کا محاصرہ: جاٹوں اور ہولکر نے دہلی پر تین ماہ تک محاصرہ کیے رکھا۔
- ہولکر کی غداری: توقع کے مطابق، ہولکر اچانک جاٹوں کو تنہا چھوڑ کر چلا گیا، جس کے بعد جاٹوں کو مجبوری میں معاہدہ کرنا پڑا اور وہ سلطنت اور اس کے محافظ (نجیب) کا مزید احترام کرتے ہوئے اپنے ملک واپس لوٹے۔

5. جاٹوں کا زوال

- جے پور پر حملہ: 1765ء میں جواہر سنگھ نے اپنی تسکین کے لیے راجپوت حکمران مادھو سنگھ (جے پور) پر حملہ کر دیا۔
- سمرو کی غداری: اس مہم میں سمرو نے جواہر سنگھ کو بہت کم حمایت دی اور پوکر جھیل (اجمیر) کی لڑائی میں شکست کھانے کے بعد سمرو فوراً فاتحین (جے پور) سے جا ملا۔
- جواہر سنگھ کا قتل: جواہر سنگھ بھرت پور واپس آیا، اور جلد ہی آگرہ میں بظاہر جے پور کے راجہ کے کہنے پر قتل کر دیا گیا۔
- رنجیت سنگھ کا تسلط: جاٹوں کی ریاست میں شدید افراط فری پھیلی، اور سورج مل کے دو اور بیٹوں کی ہلاکت (ایک قتل سے) کے بعد ہی رنجیت سنگھ (سورج مل کا بیٹا) کی حکمرانی قائم ہو سکی۔
- جاٹوں کا عروج: رنجیت سنگھ کے زمانے میں جاٹ طاقت اپنی بلندی پر تھی، جس کی آمدنی دو ملین سٹرلنگ اور فوج 60,000 افراد پر مشتمل تھی۔

6. مرہٹوں کی واپسی اور زوال (1765ء تا 1771ء)

- مرہٹوں کی طویل غیر حاضری: مرہٹوں کی جنوبی کنفیڈریسی نے 1761ء میں پانی پت کی شکست کے بعد سے شمالی ہندوستان (ہندوستان) میں کوئی اہم کارروائی نہیں کی تھی۔ تاہم، وہ اب بھی دکن کے نظام اور حیدر علی جیسے رہنماؤں کے خلاف فعال تھے۔

1. نجیب الدولہ کی خدمات اور چیلنجز

- انگریزوں کا جھکاؤ: مرہٹوں نے برطانوی افواج (کرنل کارنک) سے حالیہ تصادم (1765ء میں) سے پریشان ہو کر، اور دکن کے اندرونی جھگڑوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے، ہندوستان کے معاملات پر توجہ نہیں دی۔ 1766ء میں الہ آباد سے شہنشاہ کی طرف سے بھیجی گئی دعوت کو مرہٹوں نے نظر انداز کر دیا۔
- نجیب کی کارکردگی: نجیب الدولہ، دہلی کے نگران وزیر کے طور پر، مشکلات کے باوجود سلطنت کو مضبوط کرنے کی کوششوں میں مصروف رہا:
 - جاٹوں کا مقابلہ: مشرقی جاٹوں کے خطرے سے نمٹنے کے بعد، پنجاب کے سکھوں نے دہلی کو مغرب سے دھمکی دینا شروع کر دی۔
- ابدالی کی آخری آمد (1767ء): خوش قسمتی سے نجیب کا پرانا سرپرست احمد شاہ ابدالی اس کی مدد کو پہنچا۔ ابدالی نے سکھوں کو کئی بار شکست دی اور 50,000 افغان گھڑسواروں کے ساتھ ایک بار پھر پانی پت کے قریب ظاہر ہوا۔
- ابدالی کی روانگی: ابدالی اپنے چھ سال پہلے کیے گئے انتظامات (پانی پت کی فتح) سے مطمئن نظر آیا، اگرچہ اس نے شہنشاہ کے ساتھ برتاؤ پر شجاع الدولہ کو سخت خط لکھا۔ ابدالی جلد ہی واپس اپنے ملک چلا گیا اور ہندوستان میں دوبارہ ظاہر نہیں ہوا۔

2. مرہٹوں کی دوبارہ آمد اور نئی قیادت

- چمبل پار کرنا: ابدالی کے جانے کے بعد، مرہٹوں نے اپنے اندرونی جھگڑے نمٹا لیے اور 1768ء کے آخر میں چمبل دریا عبور کر کے شمالی ہندوستان میں داخل ہو گئے۔
- فتوحات: انہوں نے جے پور اور بھرت پور کے علاقوں سے خراج وصول کیا اور 1769ء میں دہلی کو خطرہ میں ڈال دیا۔

• نئے مرہٹہ رہنما: ان کے رہنماؤں میں دو اہم شخصیات شامل تھیں:

- مادھو جی سندھیا ("پاٹیل"): رانوجی سندھیا کا ناجائز بیٹا تھا۔ اس نے اپنے والد کی طاقت کے ساتھ نجیب اور روہیلوں کے خلاف شدید دشمنی بھی ورثے میں پائی۔
- تلو جی ہولکر: ملہار راؤ ہولکر کے لشکر کا ایک رہنما تھا۔ اپنے آقا کی طرح، یہ پٹھانوں کا دوست تھا۔

• نتیجہ: سندھیا اور ہولکر کی خاندانی رقابت کے ساتھ ساتھ ان کی روایتی پالیسیوں کے اختلاف نے مرہٹہ کارروائیوں کو مفلوج کیے رکھا۔

3. نجیب کی آخری کامیابی اور انتقال

- سمجھوتہ (1770ء): دہلی کی حکومت نے ہولکر کی مدد سے مرہٹہ حملہ آوروں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا، جس میں جاٹوں کی قربانی دی گئی اور روہیلوں کو بھی مذاکرات کے لیے آمادہ کیا گیا۔
- مرہٹوں کا قبضہ: اس معاہدے کے تحت وسطی دوآب مرہٹوں کے حوالے کر دیا گیا، جبکہ دہلی کے زیر انتظام علاقوں کو محفوظ رکھا گیا، کیونکہ شہنشاہ کے ساتھ مذاکرات ابھی جاری تھے۔
- نجیب الدولہ کی وفات (1770ء): ان واقعات کے فوراً بعد نجیب الدولہ کا انتقال ہو گیا۔

نجیب الدولہ کا کردار:

- نجیب الدولہ کو اس کے ہم عصر یورپی مبصرین نے بھی سراہا ہے۔ (مسٹر ویرلسٹ، 1768ء): "وہ ہندوستان میں ایک ساتھ، ایک عظیم اور اچھے کردار کا واحد نمونہ ہے۔ اس نے اپنی اعلیٰ بہادری، دیانت داری، اور قوت ارادی کے بل بوتے پر پچاس گھوڑوں کی کمان سے عظمت حاصل کی۔"

4. روہیلوں کی کمزور حیثیت

- پس منظر: علی محمد روہیلہ نے محمد شاہ کے دور میں طاقت حاصل کی تھی۔ ان کی موت کے بعد، دُندی خان اور حافظ رحمت خان (پروٹیکٹر) نے ریجنٹ کے طور پر کام کیا۔
- کمزوریاں: روہیلہ پٹھان جنگجو تو تھے، لیکن مجموعی طور پر دھوکے باز، غیر مستقل مزاج اور عیاش تھے۔
- حکومتی ساخت: 1761ء میں پانی پت کے بعد روہیلہ طاقت گنگا کی سرحد سے آگے وسطی دوا آب تک پھیل گئی تھی، جبکہ نجیب آباد کا خاندان (نجیب) بالائی دوا آب پر قابض تھا۔
- بدلتی قسمت: 1769ء میں وسطی دوا آب مرہٹوں کے ہاتھ لگ گیا۔ دُندی خان بھی تقریباً اسی وقت وفات پا گیا۔ حافظ رحمت خان پر قبضہ شدہ اقتدار کا بوجھ بڑھ گیا۔

5. ضابطہ خان کی نالہلی اور مرہٹوں کا دہلی پر قبضہ

- ضابطہ خان: نجیب الدولہ کا بیٹا ضابطہ خان وزیر کی جگہ پر فائز ہوا، لیکن اسے اپنے والد کی خوبیاں ورثے میں نہیں ملی۔
- ضابطہ کی غلطیاں: اس نے مرہٹوں کے طوفان کے لیے تیار ہونے کے بجائے، شہنشاہ کو الہ آباد میں خراج روک کر اور دہلی میں شاہی زنان خانے کی حرمت کو پامال کر کے ناراض کیا۔
- دہلی پر مرہٹوں کا قبضہ: 1770ء-71ء کے آخر میں، مرہٹوں نے دوا آب پر حملہ کر دیا اور دہلی پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے صرف محل کی حرمت کو برقرار رکھا، جہاں پرنس ریجنٹ (جوان بخت) اور شاہی خاندان مقیم تھے۔
- ضابطہ کا فرار: ضابطہ خان نے کوئی مزاحمت نہیں کی اور شمال کی طرف اپنے علاقوں میں بھاگ گیا۔

- نتیجہ: ضابطہ خان کے موروثی حلیف تلوچی ہو لکر کی ملی بھگت سے (جیسا کہ گرانٹ ڈف کا خیال ہے)، مرہٹوں کے لیے شہنشاہ شاہ عالم سے تخت پر اس کی بحالی کے لیے براہ راست مذاکرات کرنے کا راستہ کھل گیا۔

باب سوم:

شاہ عالم کی بحالی، مرہٹہ تسلط اور روہیلوں کی تباہی کا آغاز (1771ء تا 1772ء)

یہ باب شاہ عالم ثانی کی مرہٹوں کے ہاتھوں دہلی میں بحالی، مرہٹوں کی بے لگام طاقت اور روہیلوں کے ساتھ ہونے والے ان معاہدوں کو بیان کرتا ہے جو ان کے زوال کا سبب بنے۔

1. شاہ عالم کی دہلی میں بحالی (1771ء)

- معاہدے کی شرائط (تخمینہ): مرہٹوں نے دہلی کا تخت واپس دلانے کے عوض شاہ عالم سے 10 لاکھ روپے کی پیشگی فیس لی (جو کہ بڑی رقم تھی)، اور غالباً الہ آباد اور کوڑہ کے صوبوں کا واکزاری کا وعدہ بھی لیا۔
- برطانوی انتباہ: 1771ء کے اوائل میں کلکتہ میں حکام نے شہنشاہ کو دہلی جانے کے منصوبے سے سختی سے منع کیا۔
- روانگی: مئی 1771ء میں شہنشاہ ایک چھوٹی مگر لیس فوج کے ساتھ الہ آباد سے روانہ ہوا۔ اس فوج کی کمان مرزا نجف خان کے ہاتھ میں تھی، اور اس میں ایک تربیت یافتہ فرانسیسی دستہ (میڈوک کی کمان میں) بھی شامل تھا۔

• انگریزوں سے علیحدگی: برطانوی فوج (سر رابرٹ بارکر کی قیادت میں) کوڑہ کی سرحد تک شہنشاہ کے ساتھ گئی اور وہاں آخری بار روکنے کی کوشش کی۔ شہنشاہ نے ان کی بات نہیں مانی اور آگے بڑھا۔ برطانوی طاقت اس کے چھبند ہو گئی، اور پھر کبھی بھی ان صوبوں میں شاہی حکومت کا کوئی نشان دوبارہ نظر نہیں آیا۔

• دہلی میں داخلہ: احمد شاہ ابدالی کی بنائی ہوئی سلطنت کے ٹکڑوں کے لیے مسلمان (نجیب، روہیلہ) اور مرہٹے (سندھیا، ہولکر) اب دو بڑے فریق بن گئے تھے۔ طویل سفر کے بعد، مادھو جی سندھیا سے مذاکرات مکمل کر کے، شاہ عالم کرسمس کے دن (25 دسمبر 1771ء) کو دہلی میں اپنے آباؤ اجداد کے محل میں داخل ہوا۔

2. مرہٹوں کی اجارہ داری اور ضابطہ خان پر حملہ

• فوری میدان جنگ: تخت نشینی کے تین ہفتوں کے اندر، مرہٹوں نے شہنشاہ کو مجبور کیا کہ وہ فوراً میدان جنگ میں نکلے۔

• مہم کا ہدف: یہ مہم ضابطہ خان (سابق وزیر نجیب الدولہ کا بیٹا) کے خلاف تھی، جس نے خراج روک رکھا تھا۔

• مہم کی کارروائی: مرہٹوں اور مغلوں کی 90,000 فوج نے شمال کی طرف پیش قدمی کی۔

◦ مرزا نجف خان کا کردار: مغل دستے کی کمان مرزا نجف خان نے کی، جو ایک قابل فارسی نژاد noble تھا اور اس نے ہندوستان کے مقامی سرداروں پر اپنی برتری ثابت کی۔

◦ قلعوں پر قبضہ: ضابطہ خان کے قلعوں (جیسے غوث گڑھ) پر قبضہ کر کے لوٹ مار کی گئی۔ ضابطہ خان پتھر گڑھ کے قلعے میں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔

- ضابطہ خان کا فرار: مرہٹوں اور مغلوں نے ایک مخلوط حکمت عملی سے گنگا عبور کی، جس پر ضابطہ خان جاٹوں کے علاقے کی طرف فرار ہو گیا، اور اپنے خاندان اور والد کا خزانہ دشمن کے ہاتھ لگنے دیا۔

◦ غلام قادر خان: ضابطہ کے بچوں میں اس کا بڑا بیٹا غلام قادر خان بھی شامل تھا، جسے روایت کے مطابق شہنشاہ نے حرم سرا کا صفحہ (Page) بنا دیا تھا، جس کا بدلہ اس نے بعد میں وحشیانہ طریقے سے لیا۔

3. مرہٹوں کی بے عزتی اور ضابطہ خان کی رہائی

- شہنشاہ کی ناراضگی: مرہٹوں نے شہنشاہ کے سامنے بھی اسے کم ہی احترام دیا اور لوٹ مار کا وعدہ شدہ حصہ دینے سے انکار کر دیا۔
- مرہٹوں کا دھوکہ: مرہٹوں نے ضابطہ خان کو ایک قابل استعمال کٹھ پتلی بنانے کی امیدیں، اس کے خاندان کو بحال کر دیا، اور اس کے بدلے میں ڈیڑھ لاکھ روپے کا تاوان وصول کیا، جو اودھ کے وزیر شجاع الدولہ نے ضابطہ خان کی طرف سے ادا کیا تھا۔
- آرام کا موسم: 1772ء کی برسات کا موسم شہنشاہ نے دہلی میں اور مرہٹوں نے آگرہ کے آس پاس گزارا۔

4. روہیلوں سے تباہ کن معاہدہ (جولائی 1772ء)

- مرزا نجف کا انکار: مرہٹے روہیل کھنڈ کی مکمل فتح چاہتے تھے، لیکن مرزا نجف خان نے اس میں شامل ہونے سے صاف انکار کر دیا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس کا مطلب شجاع الدولہ (انگریزوں کا حلیف) سے تصادم ہو گا۔
- مسلم اتحاد کی کوشش: روہیلوں نے شجاع الدولہ کے ساتھ ایک نیا مسلم اتحاد بنانے کی کوشش کی۔

- معاہدہ: برطانوی جنرل سر رابرٹ بارکر کی موجودگی میں ایک معاہدہ طے پایا، جس میں حافظ رحمت خان (روہیلوں کا محافظ) نے شجاع کے ساتھ مل کر ضابطہ خان کی مدد کرنے کا عہد کیا اور اس کے عوض مرہٹوں کو روہیل کھنڈ سے نکالنے پر شجاع الدولہ کو چالیس لاکھ روپے چار سالانہ اقساط میں ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ معاہدہ روہیلوں کی تباہی کا سبب بنا۔

5. مرزا نجف خان کا زوال

- ضابطہ خان کی بحالی کی سازش: ضابطہ خان نے غدار شجاع کے خفیہ اشاروں پر عمل کرتے ہوئے مرہٹوں کے ساتھ ذاتی طور پر صلح کر لی، جنہوں نے اسے اس کے والد کا عہدہ (وزیر اعلیٰ) واپس دلانے کا وعدہ کیا۔
- مرزا نجف کے خلاف سازش: مرہٹوں نے مرزا نجف کو راستے سے ہٹانے کے لیے دہلی کے گرد فسادات کرائے، تاکہ شہنشاہ پریشان ہو اور مرزا مشکل میں پڑ جائے۔
- بدرپور کی جنگ (1772ء): مرزا نجف خان کی چھوٹی مگر تربیت یافتہ مغل فوج کا مقابلہ تلوچی ہو لکر اور دیگر مرہٹہ سرداروں سے ہوا، اور سخت لڑائی کے بعد مرزا کو ہمایوں کے مقبرے کی طرف پیچھے ہٹنا پڑا۔
- حسام الدولہ کی غداری: چار دن کی لڑائی کے بعد، درباری مشیر حسام الدولہ مرہٹوں کے کیمپ میں گیا اور شہنشاہ کی طرف سے مرزا نجف کو قربان کرنے کا وعدہ کیا۔
- نتیجہ:

- ہو لکر کی مرہٹہ بھیڑ محل میں گھس آئی اور اپنی شرائط منوائیں۔
- ضابطہ خان کو عہدہ وزیر اعلیٰ بحال کر دیا گیا۔
- مرزا نجف خان کو دربار سے نکالنے کا حکم نامہ شہنشاہ سے حاصل کیا گیا۔

یہ سب کچھ شہنشاہ کی تخت نشینی کے صرف ایک سال بعد (دسمبر 1772ء کے آخر میں) ہوا، جس سے اس کی کمزوری اور مرہٹوں کے بے رحم تسلط کا اندازہ ہوتا ہے۔

مرزا نجف خان کا عروج اور روہیلوں کا حتمی زوال

(1773ء تا 1776ء)

یہ حصہ مرزا نجف خان کی بحالی، روہیلوں کی تباہی، اور جاٹوں کے خلاف اس کی کامیابیوں کو بیان کرتا ہے، جس سے وہ دہلی میں سب سے طاقتور شخص بن گیا۔

1. مرزا نجف خان کی جرات مندانہ واپسی (1773ء)

- نجف کا عزائم: عہدے سے ہٹائے جانے کے باوجود، مرزا نجف خان نے دہلی میں ضابطہ خان اور درباری خواجہ سرا حسام الدولہ کو حکمران پایا۔ مرزا نجف خان اپنی وفادار مغل گھڑ سوار فوج اور تربیت یافتہ پیادہ فوج کے ساتھ دہلی کے باہر ایک مضبوط گھر میں مورچہ زن ہو گئے۔
- غیر معمولی اقدام: مرہٹوں کی فوجیں قریب ہی موجود تھیں۔ مرزا نجف خان نے سفید کفنی (سیدوں کے کفن کے انداز کی سبز چادر) پہن کر، سر سے پاؤں تک زرہ بکتر میں ملبوس، اپنے ذاتی محافظوں کی قیادت میں مرہٹہ کیمپ کی طرف بڑھا اور "اللہ ہو اکبر" اور "یا حسین" کے نعرے لگائے۔
- مرہٹوں کا رد عمل: مرہٹوں نے اس بہادری سے متاثر ہو کر اور اپنے پیشوا کی موت کی خبر کی وجہ سے، مرزا نجف خان کا دوستانہ استقبال کیا اور اس سے جنگ کرنے کے بجائے، اسے روہیل کھنڈ پر حملے میں شامل ہونے پر آمادہ کر لیا۔
- مرہٹوں کی پالیسی: مرہٹے اپنی گھٹیا پالیسی جاری رکھے ہوئے تھے: پہلے شہنشاہ کو روہیلوں کے خلاف، پھر ضابطہ خان کو شہنشاہ کے خلاف، اور اب ایک تازہ حلیف (مرزا نجف) کو روہیلوں کے خلاف استعمال کر رہے تھے۔

2. انگریزوں کا رد عمل اور روہیل کھنڈ کی مہم

• الہ آباد/کوڑہ کی واگذاری: انگریزوں نے دیکھا کہ شہنشاہ الہ آباد اور کوڑہ کو مرہٹوں سے بچانے میں ناکام ہے (جس کی پیش گوئی کونسل نے کی تھی)۔ لہذا، انہوں نے یہ صوبے اودھ کے وزیر نواب شجاع الدولہ کے حوالے کر دیے (بکسر سے پہلے یہ علاقے اودھ کے پاس تھے)۔

• قانونی حیثیت: یہ اقدام انگریزوں کے اپنے دفاع کے لیے ضروری تھا تاکہ مرہٹوں کو بنگال کی سرحدوں کے قریب مستقل پوزیشن بنانے سے روکا جاسکے۔ (میکالے اور مل کی تنقید کے باوجود، مصنف اسے جائز دفاعی اقدام گردانتے ہیں)۔

• مرہٹوں کا انخلا: برطانوی فوجیں (شجاع الدولہ کی فوج کے ساتھ) انوپ شہر کے قریب مرہٹوں سے مقابلہ کرنے کے لیے آگے بڑھیں، تو مرہٹے بغیر لڑے ہٹاوا کی طرف اور پھر دکن واپس چلے گئے (مئی 1773ء)۔

• مرزا نجف خان کی شجاع سے ملاقات: مرہٹوں کے پسپا ہونے کے بعد، مرزا نجف خان برطانوی-اودھ کیمپ میں آگیا، جہاں شجاع الدولہ نے اسے نائب وزیر کا قلمدان دیا، اور جنرل بارکر نے شہنشاہ کے لیے ایک پرجوش سفارشی خط دیا۔ یہ ایک سیاسی مصلحت تھی، کیونکہ مرزا نجف خان روہیلوں کا بھی سخت مخالف تھا۔

3. مرزا نجف خان کا وزیر بننا اور درباری اصلاحات

• دربار میں تبدیلی: مرزا نجف خان دہلی پہنچا اور اپنا عہدہ سنبھالا۔

• ضابطہ خان کا فرار: نیا وزیر اعظم ضابطہ خان جاٹوں کے پاس بھاگ گیا۔

◦ حسام الدولہ کی برطرفی: مقامی ریونیو (دیوان خالصہ) کا انچارج حسام الدولہ برطرف ہوا، گرفتار کیا گیا اور اس سے 15 لاکھ روپے کی غبن شدہ دولت برآمد کی گئی۔

• نئے درباری:

◦ عبدالاحد خان (مجد الدولہ): نیا دیوان مقرر ہوا۔ یہ کشمیری نژاد تھا جو اپنی بے وفائی اور بزدلی کے لیے مشہور تھا۔

◦ منظور علی خان: وزیر خانہ (Controller of Household) مقرر ہوا۔

4. روہیلوں کی حتمی تباہی (1774ء)

• مرزا نجف کی قیمت: مرزا نجف کو وزیر بننے کی قیمت روہیل کھنڈ کی حتمی تباہی کی صورت میں ادا کرنی تھی۔

• جنگ کا جواز: شہنشاہ اور مرزا نجف دونوں روہیلوں (حافظ رحمت خان) سے صوبہ لے کر شجاع کو دینے کا جواز رکھتے تھے کیونکہ روہیلے ایک باغی، کمزور، اور غیر قابل اعتماد باج گزار تھے جو مرہٹوں کو راستہ دینے سے قاصر تھے (اس طرح انگریزوں اور اودھ کو خطرہ تھا)۔

• حافظ رحمت خان کا انکار: شجاع الدولہ نے مرہٹوں کو نکالنے کے لیے معاہدے کی رقم (40 لاکھ) کا مطالبہ کیا، لیکن حافظ رحمت خان نے انکار کر دیا اور لوی این ماس (Levee en masse) کے ذریعے اپنی قوم کو جمع کیا۔

• کترا کی جنگ (23 اپریل 1774ء): برطانوی فوجوں نے اچانک روہیلوں کے کیمپ پر حملہ کر دیا، جس میں محافظ حافظ رحمت خان بہادری سے لڑتے ہوئے مارا گیا۔

- حکومت کی تقسیم: روہیل کھنڈ کا بڑا حصہ شجاع الدولہ کے قبضے میں آ گیا (جو شاہی فرمان کے عین مطابق تھا)۔ علی محمد کے سب سے معزز بیٹے فیض اللہ خان کو اس کے آبائی علاقے رام پور کی جاگیر دے کر معاف کر دیا گیا۔

5. شجاع الدولہ کی موت اور جاٹوں کے خلاف مہم

- شجاع الدولہ کی موت (جنوری 1775ء): روہیل کھنڈ کی فتح کے فوراً بعد شجاع الدولہ انتقال کر گیا۔ عام طور پر یہ افواہ تھی کہ روہیلہ سردار کی بیٹی نے اسے زہر آلود خنجر مار کر اپنے باپ کی موت کا بدلہ لیا تھا۔ اس کی موت دہلی کی سلطنت کے لیے ایک بڑا دھچکا تھی، کیونکہ اس کی توانائی اور مرزا نجف کی وفاداری کے تحت سلطنت مضبوط ہو سکتی تھی۔
- جاٹوں کے خلاف مہم: روہیل کھنڈ سے واپسی پر مرزا نجف نے جاٹوں کے خلاف اپنی دیرینہ مہم دوبارہ شروع کی۔
- رنجیت سنگھ کا مقابلہ: جاٹوں کا سردار رنجیت سنگھ 10,000 گھڑ سواروں کے ساتھ سکندر آباد تک آچکا تھا۔ مرزا نجف نے اسے دہلی سے نکال باہر کیا۔
- برسانہ کی جنگ (1775ء): مرزا نجف نے دگ کے قلعے میں جاٹوں کا محاصرہ کیا، لیکن وہ اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے برسانہ کی طرف بڑھا۔
- فتح: مرزا نجف نے ایک شاندار جنگ میں نجف قلی خان اور تربیت یافتہ فوج کی مدد سے جاٹوں کو شکست دی، اور مرزا خود زخمی ہو گیا۔ سمرو (جو جاٹوں کی طرف سے لڑ رہا تھا) نے شکست خوردہ فوج کو منظم طریقے سے پیچھے ہٹنے میں مدد دی۔
- دگ کا محاصرہ اور قبضہ (1776ء): مرزا نجف نے دگ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک سال کے محاصرے کے بعد، مارچ 1776ء میں، جاٹ محافظ فرار ہو گئے، اور مرزا نجف نے جاٹوں کے خزانے (چھ لاکھ روپے) پر قبضہ کر لیا۔

6. ضابطہ خان کا دوبارہ خطرہ

- ضابطہ خان اور سکھ: مرزا نجف جب جاٹوں کے علاقے میں تھا، تو اسے خبر ملی کہ ضابطہ خان (مجد الدولہ پر آسان فتح سے حوصلہ پا کر) سکھوں کی ایک بڑی فوج کے ساتھ دہلی پر چڑھائی کر رہا ہے۔
- سمرو کی تبدیلی: مرزا نجف فوراً دہلی واپس آیا، جہاں اسے باقاعدہ عزت دی گئی۔ اس وقت سمرو، جو ہمیشہ جیتنے والے فریق میں شامل ہوتا تھا، مرزا نجف کی خدمت میں آچکا تھا۔
- میر قاسم کی موت: سمرو کے سابق آقا میر قاسم کا بھی اسی وقت دہلی کے قریب فاقہ کشی اور بد حالی کی حالت میں انتقال ہو گیا (6 جون 1777ء)، جو اس دور کی بے رحم سیاست کی ایک اور مثال ہے۔

حصہ دوم:

باب چہارم - مرزا نجف خان کا عروج

اور اس کے بعد کا افراتفری کا دور (1776ء تا 1785ء)

یہ باب مرزا نجف خان کی کامیاب بحالی، سلطنت کی مختصر مضبوطی، سکھوں کی بغاوت، گوالیار پر انگریزوں کا قبضہ، مرزا نجف کی موت، اور اس کے بعد کی سیاسی افراتفری کو بیان کرتا ہے جس نے مادھو جی سندھیا کے لیے دہلی پر تسلط کا راستہ ہموار کیا۔

1. مرزا نجف خان کا اختیار اور ضابطہ خان کی بغاوت (1776ء)

• سلطنت کا استحکام: مرزا نجف خان کی مسلسل کوششوں کے بعد، مغل سلطنت (بنگال میں انگریزوں کے علاوہ) ہندوستان کی سب سے طاقتور فوجی قوت بن چکی تھی۔ مرہٹے دکن کے تنازعات میں مصروف تھے، اور جاٹوں کے پاس اب صرف تین قلعے باقی رہ گئے تھے۔

• نجف کا مرکز: نجف خان نے اپنا مرکز آگرہ کو بنایا۔ اس کی فوج میں اس کے وفادار مغلوں کے علاوہ سمرو اور میڈوک کی قیادت میں یورپی طرز پر تربیت یافتہ پیادہ فوج شامل تھی۔

• ضابطہ خان کا اتحاد: دہلی کے قریبی علاقوں کا واحد خطرہ ضابطہ خان تھا، جو اب بھی ناقابل اعتبار تھا۔ اس نے مالیاتی وزیر عبدالاحد خان (مجد الدولہ) کی سازشوں سے متاثر ہو کر، سرہند کے علاقے میں مضبوط ہونے والے سکھوں سے اتحاد کر لیا۔

• مذہبی تبدیلی: یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ضابطہ خان نے اس موقع پر سکھوں کا مذہب قبول کر لیا تھا۔

• نجف کی ناراضگی: ایک کٹر مسلمان سپاہی ہونے کے ناطے، مرزا نجف نے ایک مسلمان سردار کے غیر معتقدوں سے اتحاد کو بے دینی (Impiety) اور ناقابل معافی سمجھا۔

2. سکھوں سے مقابلہ اور صلح (1777ء)

• عبدالقاسم خان کی شکست: مرزا نجف نے عبدالقاسم خان کی کمان میں باغیوں کے خلاف ایک بڑی فوج بھیجی۔ غوث گڑھ کے باہر لڑائی ہوئی، جہاں سکھ اور ضابطہ نے گھڑ سواروں کے ایک بڑے دستے سے شاہی فوج کا پیچھا کر لیا اور کمانڈر کی ہلاکت کے بعد شاہی فوج کو شکست دی۔

• نجف خان کا حملہ: مرزا نجف خان اس بار شہنشاہ کے ساتھ بذات خود غوث گڑھ کے سامنے حاضر ہوا۔ اس کی فوج کو اودھ کے نئے وزیر نے بھی 5,000 فوجی اور توپ خانہ دے کر مدد کی تھی۔

- پانی پت کی جنگ: ضابطہ خان بھاگ کر جمننا کے پار چلا گیا، جہاں پانی پت کے مشہور میدان میں ایک اور خوفناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ کے بعد ضابطہ خان نے صلح کی درخواست کی۔
- نجیب کی معافی: شجاع الدولہ کے جنرل لطافت خان کی رشوت کے ذریعے ثالثی کے بعد، ضابطہ خان کی جاگیریں بحال کر دی گئیں۔
- شادی کا اتحاد: اس موقع پر مرزا نجف خان نے ضابطہ خان کی بہن سے شادی کی، اور اس کے گود لیے بیٹے نجف قلی کی شادی ضابطہ کی بیٹی سے طے پائی۔

3. انتظامی انتظامات اور سمرو کی جاگیر

- سکھوں کے خلاف مہم (1778ء): مرزا نجف خان نے اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لیے اقدامات کیے۔
- سمرو کی جاگیر: برطانویوں نے نجف خان کے ساتھ اتحاد کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ سمرو کو حوالے نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مرزا نجف نے سمرو کو سرودھنا میں چھ لاکھ روپے سالانہ کی آمدنی والی ایک جاگیر کا انچارج بنا دیا۔

4. مجد الدولہ کی سازشیں اور سکھوں کا عروج (1778ء - 1779ء)

- مجد الدولہ کی سازش: مالیاتی وزیر عبدالاحد خان (مجد الدولہ) نجف خان کے خلاف مسلسل سازشوں میں مصروف رہا۔
- سکھوں کے خلاف ناکام مہم: سکھوں نے سرہند کے فوجدار کو شکست دے کر ہلاک کر دیا۔ شہنشاہ نے ایک شاہی شہزادے کی کمان میں مجد الدولہ کو سکھوں کے خلاف بھیجا۔

- عبدالاحد کی غداری: مجد الدولہ نے لڑنے کے بجائے سکھوں کو تین لاکھ روپے دے کر اور سالانہ خراج کا وعدہ لے کر صلح کر لی۔ مقامی مورخین کا خیال ہے کہ اس نے نجف خان کو ہٹانے کے لیے سکھوں سے خفیہ اتحاد کر لیا تھا۔
- سکھوں کی کامیابی: سکھوں کو لاہور سے کمک مل گئی، اور انہوں نے شاہی کیپ پر حملہ کر دیا۔ مجد الدولہ کی بزدلی کی وجہ سے شاہی فوج شکست کھا کر واپس دہلی بھاگی۔

5. گوالیار کیپٹن پوپھم کا قبضہ (1780ء)

- برطانویوں کا کردار: اس دوران مرہٹوں (سندھیا) نے حیدر علی اور نظام کے ساتھ مل کر انگریزوں کے خلاف اتحاد کر لیا تھا۔ برطانوی وزیر اعظم پینٹنگز نے مرہٹوں کو الجھانے کے لیے گوحد کے رانا چھتر سنگھ (جاٹ) کی مدد کی، جو سندھیا کا موروثی دشمن تھا۔
- گوالیار کا قبضہ: میجر پوپھم نے 3 اگست 1780ء کی رات کو، 20 یورپیوں اور سپاہیوں کی ایک پارٹی کے ساتھ، چوری چھپے سیڑھیاں لگا کر گوالیار کے قلعے پر قبضہ کر لیا۔
- اہمیت: یہ غیر معمولی قلعہ بغیر کسی جانی نقصان کے فتح ہوا اور اس نے ایشیائی جنگ میں برطانوی عزم اور حکمت عملی کی برتری کو ظاہر کیا۔ قلعہ رانا کے حوالے کر دیا گیا (حالانکہ سندھیا نے بعد میں اسے واپس لے لیا)۔

6. مرزا نجف خان کی مجد الدولہ پر حتمی فتح

- سکھوں کا حملہ: سکھ جیت کے بعد بالائی دوآب میں لوٹ مار کرنے لگے، اور مجد الدولہ نے دہلی میں مرزا نجف کے خلاف سازشیں جاری رکھیں۔

- نجف کا آپریشن: مرزا نجف کو جب دہلی کی سنگین صورت حال کا علم ہوا تو وہ فوری طور پر آگرہ سے روانہ ہوا۔ راستے میں اس نے مجد الدولہ کو گرفتار کر کے حراست میں لے لیا۔
- لوٹی ہوئی دولت کی ضبطی: دہلی پہنچ کر مرزا نے مجد الدولہ کی 20 لاکھ روپے کی دولت شاہی خزانے میں ضبط کر لی، صرف اس کے لیے کچھ کتابیں اور ایک دواؤں کا صندوق چھوڑ دیا۔
- سکھوں کی شکست: مرزا نجف نے اپنے بھتیجے مرزا شفیع کی کمان میں ایک فوج بھیجی، جس نے میرٹھ کے قریب سکھوں کو شکست دی، ان کے رہنما اور 5,000 فوجی مارے گئے، اور سکھوں نے ملک خالی کر دیا۔

7. سمرو کی موت اور بیگم سمرو کا عروج

- سمرو کی موت (1778ء): سمرو کا انتقال 4 مئی 1778ء کو آگرہ میں ہوا۔ وہ "بے رحم اور خونی" شخص تھا۔
- بیگم سمرو (جواہر): سمرو کی بیوہ (عرب نژاد مسلمان لونڈی کی بیٹی، پیدائش 1753ء) نے اپنے بیٹے کی نابالغی کی وجہ سے فوج اور جاگیر کی کمان سنبھالی۔ اس کی قابلیت کی وجہ سے مرزا نجف نے اس انتخاب کی توثیق کی۔
- عیسائیت قبول کرنا (1781ء): 1781ء میں اس نے عیسائیت قبول کی اور جواہر کے نام سے بہتر لیا۔
- طاقت: اس کی فوج میں پانچ ہتالین سپاہی، 300 یورپی (افسران اور گنز) اور 40 توپیں شامل تھیں۔
- میراث: اس نے سردھنا میں ایک مسیحی مشن اور کالج کی بنیاد رکھی، جہاں آج بھی مسیحی آباد ہیں۔

8. مرزا نجف خان کی وفات (1782ء)

- وفات: مرزا نجف خان کا انتقال 6 اپریل 1782ء کو دہلی میں ہوا۔ اس کی موت نے سلطنت کے دوبارہ مضبوط ہونے کی امید کو دفن کر دیا۔
- جانشینی کا بحران: وفات کے بعد وہ چار طاقتور سردار چھوڑ گیا:
 - مرزا شفیع: بھتیجا، کمانڈر انچیف۔
 - محمد بیگ ہمدانی: آگرہ کا گورنر۔
 - افراسیاب خان: منہ بولا بیٹا، جو وزیر اعلیٰ بنا۔
 - نجف قلی خان: منہ بولا بیٹا، جو ہریانہ کا گورنر تھا۔
- عبدالاحد کی رہائی: شہنشاہ نے مرزا نجف کے چلے جانے کے بعد عبدالاحد خان (مجد الدولہ) کو فوراً رہا کر دیا، اور اس کی جائیداد واپس کر دی۔ اس کی وفاداری کی کمی ایک بار پھر ثابت ہوئی۔
- نئے وزیر اعظم: افراسیاب خان نے سب سے پہلے وزیر اعلیٰ (Premier Noble) کا عہدہ سنبھالا۔
- مرزا شفیع کی واپسی: شفیع کو جب لگا کہ وہ اکیلے اس نااہل حکومت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا، تو وہ گوالیار سے دہلی واپس آیا، جہاں اسے قتل کر دیا گیا۔

9. مادھو جی سندھیا کا عروج اور قحط (1783ء - 1785ء)

- افراسیاب کا قتل: دہلی میں افراتفری اور سازشوں کے نتیجے میں افراسیاب خان کو محمد بیگ ہمدانی نے قتل کر دیا (1784ء)۔

• سندھیا کی مداخلت: ان تمام واقعات سے فائدہ اٹھا کر، مرہٹہ سردار مادھو جی سندھیا نے آگرہ کی طرف پیش قدمی کی۔

• شہزادے کا فرار: شہزادہ جوان بخت (ریجنٹ) دہلی چھوڑ کر بھاگا۔

• سندھیا کا تسلط: سندھیا نے محمد بیگ ہمدانی سے مقابلہ کیا اور دہلی اور آگرہ پر مکمل اختیار حاصل کر لیا۔

• شہنشاہ کا معاہدہ: شاہ عالم نے سندھیا کو وکیلِ مطلق (Regent Plenipotentiary) کا عہدہ سونپ دیا (دسمبر 1784ء)، جس کے نتیجے میں سندھیا ہندوستان کی سب سے بڑی طاقت بن گیا۔

چالیسا قحط (1783ء-84ء):

سندھیا کے تسلط کے بعد ہی ہندوستان کو ایک شدید قحط (جسے چالیسا قحط کہا جاتا ہے) کا سامنا کرنا پڑا، جس سے پورا ملک تباہ ہو گیا اور یہ دور غیر معمولی عام پریشانی میں گزرا۔

مرزا نجف کی موت اور جانشینی کا بحران (1782ء تا 1785ء)

یہ حصہ 1782ء میں مرزا نجف خان کی وفات کے بعد دہلی میں ہونے والے افراطی اور سازشی دور، جاگیروں کی تقسیم، اور بالآخر مادھو جی سندھیا کے تسلط کو بیان کرتا ہے۔

1. مرزا نجف خان کی وفات اور اس کا کردار

• وفات اور شخصیت: مرزا نجف خان 26 اپریل 1782ء کو تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ وہ اپنے پیشرو نجیب الدولہ سے بھی عظیم تر تھا۔ اسے ترکمانستان کی شاہی نسل اور عرب پیغمبر کی اولاد ہونے کا شرف حاصل تھا۔

• صفت: وہ ایک مہربان اور ملنسار شخص تھا، جس کی موجودگی سے کوئی غیر مطمئن نہیں جاتا تھا۔

◦ کمزوری: اس میں پیسے اور عیش و عشرت سے محبت کی کمزوری تھی۔

• اختیارات: مرزا نجف خان کی وفات کے وقت وہ سلطنت کی تمام طاقتوں کا مالک تھا:

◦ نائب وزیر مطلق (غائب وزیر اودھ کا ڈپٹی)۔

◦ آرمی کا کمانڈر انچیف۔

◦ آگرہ، جاٹ علاقوں، الور، اور بالائی دوآب کا براہ راست انتظامی اور مالیاتی انچارج۔

• جانشینی کا مسئلہ: چونکہ وہ بے اولاد فوت ہوا، اس لیے اس کے دفاتر اور جاگیروں کی تقسیم پر فوراً مقابلے شروع ہو گئے، جس نے مغلوں کی آخری خود مختاری کو ختم کر دیا۔

2. جانشینی کا بحران اور سازشیں (1782ء - 1783ء)

• جوان بخت کی مداخلت: شہزادہ جوان بخت (جس نے شہنشاہ کے الہ آباد میں قیام کے دوران جہاندار شاہ کے لقب سے ریجنٹ کے طور پر کام کیا تھا) نے مرزا کی موت کے بعد افراسیاب خان کو اس کے متعلقہ بیٹا ہونے کی حیثیت سے تدفین کے لیے بھیجا۔

• افراسیاب خان کا عہدہ: مرزا نجف کی بہن کی درخواست پر (جو افراسیاب کو اپنا منہ بولا بیٹا سمجھتی تھی)، شہنشاہ نے ہچکچاتے ہوئے افراسیاب خان کو امیر الامراء (Premier Noble) اور قائم مقام وزیر کا عہدہ سونپ دیا۔

◦ شہنشاہ کی بدگمانی: شہنشاہ اور جوان بخت دونوں اس فیصلے کے خلاف تھے، کیونکہ مرزا شفیع (نجف کا بھتیجا اور فوج کا کمانڈر) اس عہدے کا زیادہ حقدار اور اہل تھا۔

• عبدالاحد خان کی رہائی: افراسیاب خان کا پہلا قدم عبدالاحد خان (مجد الدولہ) کو قید سے رہا کرنا اور اسے دوبارہ شاہی قربت دلانا تھا۔

- مرزا شفیع کا مقابلہ: مرزا شفیع دہلی آیا اور اپنے چچا کے گھر میں ٹھہرا۔ اس نے سازشیوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ 11 ستمبر 1782ء کو اس نے مجد الدولہ کو اور اگلے دن نجف قلی خان کو گرفتار کر لیا۔
- مرزا شفیع کا فرار: افراسیاب کے حلیفوں (یگم سہرو کے یورپی کمانڈر پاولی اور اودھ کے جنرل لطافت خان) نے فوج کے ایک بڑے حصے کو توڑ لیا۔ شہنشاہ نے فوج کی کمان سنبھالی اور شفیع کے گھر کی طرف مارچ کیا۔ مرزا شفیع فرار ہو گیا۔

3. مرزا شفیع کا قتل اور ہندوستان کی سیاسی شکست

- مرہٹوں کا دخل: اس افراقی کے دور میں مادھو جی سندھیا (پاٹیل) معاہدہ سال بائی کے بعد ہندوستان کے معاملات میں دخیل ہو گیا۔
- انگریزوں کی سفارت: گورنر جنرل پسنٹنگز نے مرہٹوں کی مداخلت کے خطرے کو بھانپتے ہوئے دہلی میں سفارت کار بھیجے۔
- پاولی اور لطافت خان کا انجام: مرزا شفیع اور محمد بیگ ہمدانی نے اپنے نئے مخالفین (پاولی اور لطافت) کو مذاکرات کے لیے بلایا۔ یہ دونوں اعتماد میں جا کر قتل ہوئے؛ یورپی پاولی کو فوراً مار دیا گیا، اور لطافت خان کو قید کر کے اندھا کر دیا گیا۔
- مرزا شفیع کا قتل (ستمبر 1783ء): افراسیاب خان کے دوبارہ صلح کرنے کے بعد مرزا شفیع وزیر اعظم بن گیا۔ لیکن ایک بار پھر افراسیاب کی سازشوں سے وہ دہلی سے نکل کر آگرہ چلا گیا۔ محمد بیگ ہمدانی (افراسیاب کے کہنے پر) نے آگرہ کے قلعے کے سامنے مرزا شفیع کو ہاتھی پر بیٹھے ہوئے پستول سے گولی مار کر قتل کر دیا۔
- افراسیاب کا عروج: اس قتل کے بعد افراسیاب خان نے وہ عہدہ حاصل کر لیا جس کی اسے خواہش تھی۔

4. شہزادہ جوان بخت کا فرار اور سندھیا کا تسلط

- جوان بخت کا فرار (مارچ 1784ء): شہزادہ جوان بخت (اب تک جوان بخت ریجنٹ تھا) افراسیاب کے قتل، سازشوں، اور وزیر کے قتل سے خوفزدہ ہو کر، اپنے گجر چچا کے ساتھ محل کی چھتوں سے ہوتے ہوئے رسی کے ذریعے سلیم گڑھ سے اترا، جہنما کو عبور کیا اور لکھنؤ میں پيسنگنز کے پاس پہنچا۔
- وفاداری: اس نے فرار کے دوران بھی اپنے گائیڈ کو قتل نہ کر کے تیموری خاندان کی روایتی رحم دلی کا مظاہرہ کیا۔
- پيسنگنز کا مشورہ: پيسنگنز نے شہزادے کی انسانیت، ذہانت، اور معاملات کی سوجھ بوجھ کی تعریف کی، لیکن کونسل کی مخالفت کی وجہ سے اسے مادھو جی سندھیا سے مدد لینے کا مشورہ دیا۔
- محمدیگ کا خطرہ: افراسیاب خان کو محمدیگ ہمدانی سے خطرہ محسوس ہوا، اس لیے وہ بھی سندھیا کی طرف متوجہ ہوا۔
- سندھیا کی مداخلت: مادھو جی سندھیا، جو 24 سال پہلے پانی پت میں بمشکل بچا تھا، اب حالات کا ماسٹر بن چکا تھا اور آگرہ کی طرف بڑھا۔

مادھو جی سندھیا کا مکمل تسلط اور قحط چالیسا (1784ء تا 1785ء)

یہ حصہ مرزا نجف خان کی وفات کے بعد دہلی میں باقی ماندہ مغل سرداروں کے تنازعات اور بالآخر مرہٹہ سردار مادھو جی سندھیا کے ہندوستان پر مکمل تسلط کو بیان کرتا ہے۔

1. افراسیاب کا قتل اور سندھیا کا عروج (1784ء)

- شاہ عالم کی حمایت: شہنشاہ شاہ عالم ثانی، جو آگرہ سے محمدیگ کو بے دخل کرنے جا رہا تھا، اس کی شدید خواہش تھی کہ وہ سندھیا کے ہاتھ میں چلا جائے۔ مجد الدولہ (عبدالاحد خان) کی مخالفت پر، افراسیاب خان نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کی تمام جائیداد ضبط کر لی۔
- افراسیاب کا قتل: افراسیاب خان نے سندھیا کے ساتھ محمدیگ پر مشترکہ حملہ کرنے کا معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کے تین دن بعد، 2 نومبر 1784ء کو، افراسیاب خان کو اس کے خیمے میں زین العابدین (مرزا شفیع کا بھائی) نے قتل کر دیا۔
- شبہ: اگرچہ یہ قتل مرزا شفیع کے قتل کا بدلہ تھا، لیکن بہت سے لوگ سندھیا کو اس قتل کا محرک سمجھتے تھے، کیونکہ اس نے فوراً مقتول کی جگہ لے لی۔
- سندھیا کا تسلط: مادھو جی سندھیا نے فوراً حالات پر قابو پایا۔ اس نے اودھ کے وزیر کے لیے صرف وزیر کا برائے نام لقب چھوڑا، اور حقیقی اقتدار خود سنبھال لیا۔
- وکیل مطلق: سندھیا نے مرہٹوں کے پیشوا (جو نابالغ تھا) کو وکیل مطلق (Plenipotentiary of the Empire) کا نیا لقب دیا، اور خود کو اس کے نائب کے طور پر پیش کیا۔

2. انتظامی اختیار اور انگریزوں سے خراج کا مطالبہ

- شاہ عالم کا وظیفہ: سندھیا نے فوج کی کمان، دہلی اور آگرہ کے صوبوں کا براہ راست انتظام سنبھال لیا، اور شاہ عالم کے ذاتی اخراجات کے لیے ماہانہ پینسٹھ ہزار روپے مختص کیے۔
- خراج کا مطالبہ: سندھیا نے بنگال کے نئے گورنر جنرل مسٹر میکفرسن کے عہدہ سنبھالنے پر، شاہ عالم کی طرف سے بنگال سے سابقہ خراج کا مطالبہ کر دیا۔
- انگریزوں کا رد عمل: برطانوی حکومت نے اس مداخلت کو براہ راست دشمنی اور مرہٹوں کے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی قرار دیا۔

◦ شاہ عالم کو مطلع کیا گیا کہ انگریزوں کا انصاف صرف ان کی رضاکارانہ فیاضی سے ہی ممکن ہے، اور اس میں کسی دوسری طاقت کی مداخلت قابل قبول نہیں۔

• سندھیا کا انکار: برطانوی نمائندے مسٹر اینڈرسن کے سخت احتجاج پر، سندھیا نے سرکاری اور سنجیدہ انداز میں ان مطالبات سے دستبرداری کا اظہار کیا (مئی 1785ء)، جس سے برطانوی اتحاد کو مزید تقویت ملی۔

3. مغلوں کی آخری شکست اور قلعوں کا قبضہ

- مغلوں کا خاتمہ: ضابطہ خان کا بھی تقریباً اسی وقت انتقال ہو گیا، اور محمد بیگ ہمدانی کے دستوں نے اسے چھوڑ دیا، جس پر اسے سندھیا کی رحم دلی پر بھروسہ کرنا پڑا۔
- آگرہ کا قبضہ: آگرہ کا قلعہ 27 مارچ 1785ء کو سندھیا کے حوالے ہو گیا۔
- علی گڑھ کی شکست: مغل طاقت کا آخری نشان علی گڑھ کا قلعہ تھا، جہاں مقتول افراسیاب خان کی بیوہ اور بھائی اس کی دولت کی حفاظت کر رہے تھے۔ قلعہ میں مضبوط فوج تھی، لیکن بیگمات کی التجا پر گورنر نے ہتھیار ڈال دیے۔

◦ لوٹ مار: معاہدے کے تحت افراسیاب کے بیٹے کو ڈیڑھ لاکھ سالانہ آمدنی کی جاگیر ملی، لیکن باقی ایک کروڑ روپے کی دولت (جو ان دنوں میں ایک بہت بڑی رقم تھی) سندھیا نے ضبط کر لی۔

- سندھیا کی حتمی حیثیت: سندھیا اب ہندوستان کا واحد طاقتور حکمران تھا۔ تمام مغل سرداروں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ مرہٹہ فوجیوں نے شاہ جہاں کے لال قلعے پر قبضہ کر لیا، اور شہنشاہ شاہ عالم صرف ایک قابل احترام کٹھ پتلی بن گیا۔

4. چالیسا قحط

- قحط کا وقت: 1783ء میں، جب افراسیاب خان اپنی سیاسی کوششوں میں ملک کو انتشار کا شکار کر رہا تھا، بارشوں کی کمی کے نتیجے میں ایک خوفناک قحط پڑا۔
- نام اور مدت: یہ قحط "چالیسا" (Sambat 1840ء کے حوالہ سے) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ جدید ہندوستان میں آنے والے بدترین قحطوں میں سے ایک تھا۔
- شدت: شمالی ہندوستان کے خشک میدان مکمل طور پر صحرا بن گئے۔ آگرہ کے قریب آٹا آٹھ سیر روپے میں بکتا تھا، جو آج کل کے پیسوں کے حساب سے تقریباً تین سیر فی روپے کے برابر تھا۔
- نتائج: لاکھوں لوگ بھوک اور بیماری سے مر گئے، اور مقامی حکومتوں نے کوئی امداد فراہم نہیں کی۔ فوجوں میں بھرتی اور جنگوں میں قتل و غارت کی وجہ سے کھیتوں میں کام کرنے والے ہاتھوں کی کمی نے قحط کی شدت میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا۔
- مرہٹوں کے دور میں بد حالی: مقامی باشندوں کے مطابق، مغلوں کے زوال اور سندھیا کے ابتدائی دور میں ملک ویران ہو گیا تھا، اور جگہ جگہ تباہ شدہ اونچے ٹیلے اس تباہی کی یادگار تھے۔

باب پنجم - غلام قادر کا عروج اور شاہ عالم کی بے بسی

(1786ء تا 1788ء)

یہ باب مرزا نجف خان کی وفات کے بعد دہلی میں افراسیاب خان کے قتل، مادھو جی سندھیا کے بڑھتے ہوئے تسلط، جاٹوں اور راجپوتوں کی مزاحمت، اور بالآخر وحشیانہ غلام قادر خان کے عروج کو بیان کرتا ہے۔

1. سلطنت کے ستون اور سندھیا کی حکمت عملی (1786ء)

• نئے رہنما: مغل سلطنت کا ڈھانچہ بکھر چکا تھا، مگر اس کے برائے نام ارکان دولت (Arkan-i-Daulat) موجود تھے۔

◦ ہندوستانی افغان: غلام قادر خان (ضابطہ خان کا بیٹا) جو پہلے قیدی تھا، اب "نجیب الدولہ ہوشیار جنگ" کے لقب سے اپنے والد کی جاگیر کا مالک تھا۔

◦ مغل: محمد بیگ ہمدانی سب سے اہم مغل سردار تھا، جسے سندھیا نے مالوہ بھیجا تاکہ وہ راگھو گرٹھ کے قلعے کا محاصرہ کرے۔

• برطانوی حکمت عملی میں تبدیلی: اس وقت برطانوی گورنر جنرل میکفرسن نے سندھیا کے بڑھتے ہوئے خطرے کو بھانپتے ہوئے دوآب میں ایک برطانوی بریگیڈ کو برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔

◦ نقطہ نظر: کلکتہ گزٹ میں کہا گیا کہ مسلمانوں کے کمزور ہونے کے باوجود، "ہندوؤں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں"، لیکن یہ بھی کہا گیا کہ مغلوں کی حمایت کرنا "برمی پالیسی" ہوگی، کیونکہ وہ ایک ناکارہ اور خفیہ دشمن سے تعلق جوڑ لیں گے۔

• سندھیا کی فوجی اصلاحات: مادھو جی سندھیا نے مرزا نجف کی کامیابی سے متاثر ہو کر، اپنی فوج کو مضبوط کرنے کے لیے یورپی طرز پر منظم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس فوج کا مرکز بینوٹ ڈی بوائن (Benoit de Boigne) کی قیادت میں ایک کور تھا۔

2. راجپوتوں کا اتحاد اور لال سوت کی جنگ (1787ء)

• جاگیروں کی ضبطی: سندھیا نے مسلمان سرداروں کی جاگیروں کو ضبط کرنا شروع کیا تاکہ کھڑی فوج (Standing Army) کی تنظیم کے لیے فنڈز حاصل کیے جاسکیں، جس سے مزید بے اطمینانی پھیلی۔

- راجپوت اتحاد: راجپوت سرداروں (جے پور کے راجہ پرتاب سنگھ اور جودھ پور کے مہاراجہ جے سنگھ) نے مرہٹوں کے خلاف ایک بڑا اتحاد قائم کر لیا، جو 100,000 گھڑ سواروں، پیادہ فوجیوں اور 400 توپوں پر مشتمل تھا۔
 - لال سوت کی جنگ: مئی 1787ء میں سندھیا نے اس اتحاد کا مقابلہ لال سوت کے مقام پر کیا۔ شاہی (مغل) گھڑ سواروں اور باقاعدہ پیادہ فوج کی قیادت محمد بیگ اور اس کا بھتیجا اسماعیل بیگ کر رہے تھے۔
 - محمد بیگ کی موت: جنگ میں ایک توپ کا گولہ محمد بیگ ہمدانی کے بازو میں لگا، جو اس کے لیے فوری طور پر مہلک ثابت ہوا۔
 - مغلوں کا انحراف: محمد بیگ کی موت کے بعد، اسماعیل بیگ نے کمان سنبھالی۔ اگلے دن، تقریباً 14,000 شاہی پیادہ فوجیوں نے (شاید تنخواہ کی عدم ادائیگی پر) سندھیا کے خیموں کو گھیر لیا اور دو لاکھ روپے کے عوض راجپوتوں سے جا ملے۔
 - سندھیا کی پسپائی: سندھیا کو میدان سے پیچھے ہٹ کر اور کی طرف جانا پڑا، جہاں اسماعیل بیگ اپنی فوجیں لے کر لاہرواہی سے آگرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔
- ### 3. سندھیا کی عظمت اور اسماعیل بیگ سے اتحاد
- سندھیا کا تدبیر: اس شکست کے بعد سندھیا نے اپنی "اخلاقی عظمت" کا مظاہرہ کیا۔ اس نے جاٹوں کے سردار رنجیت سنگھ کو قیمتی تحفے دے کر صلح کی اور جاٹوں کا سب سے اہم قلعہ دگ انہیں واپس کر دیا۔ اس نے اپنا توپ خانہ بھی بھرت پور کے حوالے کر دیا۔
 - غلام قادر خان کی شمولیت: مرہٹوں کو ایک بار پھر ہندوستان سے نکلنے کی امیدیں، غلام قادر خان بھی اسماعیل بیگ سے آ ملا۔

- شاہ عالم کی خفیہ کارروائی: اس دوران شہنشاہ شاہ عالم بھی راجپوت سرداروں کے ساتھ خفیہ خط و کتابت کر رہا تھا، جو مرہٹوں کو مزید شکستیں دے رہے تھے۔

4. غلام قادر خان کا دہلی پر قبضہ اور پسپائی

- دہلی میں داخلہ: 1787ء کے آخر میں، غلام قادر خان وزیرِ اعلیٰ کا عہدہ حاصل کرنے کے مقصد سے دہلی پہنچا اور دریا کے شاہدرہ کنارے پر پڑاؤ ڈالا۔
- انحراف اور قبضہ: اس نے شاہی مغل فوجیوں کو رشوت دی اور قلعے پر فائرنگ کی۔ مرہٹے کمزور دفاع کے بعد بھاگ گئے اور غلام قادر دریا عبور کر کے قلعے میں داخل ہو گیا۔
- بیگم سمرو اور نجف قلی کا کردار: غلام قادر نے دیوان خاص میں شہنشاہ کو نذر پیش کی اور عہدے کا مطالبہ کیا۔ تاہم، بیگم سمرو (جو سکھوں کے خلاف مہم سے لوٹی تھی) اپنے یورپی افسروں کے ساتھ قلعے میں پہنچی۔
- حوصلہ: اس وفادار خاتون اور اس کے ساتھیوں کے خوف سے غلام قادر خان کو محل سے پسپا ہونا پڑا اور وہ دریا کے پار اپنے کیمپ میں واپس چلا گیا۔
- نجف قلی کا آنا: شہنشاہ نے اپنی ذاتی چاندی پگھلا کر فوج کے لیے فنڈز بنائے اور نجف قلی خان کو دہلی بلایا۔ نجف قلی خان 17 نومبر 1787ء کو دہلی پہنچا۔

5. شاہ عالم کی آخری مہم اور جواں بخت کا فرار

- غلام قادر کی دوبارہ بحالی: سندھیا کے جنرل امبا جی انگلیہ کے دہلی پہنچنے پر حالات بدل گئے۔ ایک سمجھوتہ طے پایا، جس میں غلام قادر خان کو وزیرِ اعلیٰ کا عہدہ مل گیا۔ اس نے رسمی طور پر سندھیا کی بالادستی کو تسلیم کیا۔

• عہدے کے بعد فرار: عہدہ ملتے ہی غلام قادر خان فوراً علی گڑھ کی طرف چلا گیا، جسے اس نے سندھیا سے چھین لیا، اور پھر آگرہ کے باہر اسماعیل بیگ سے جا ملا۔

• راجپوتوں سے اتحاد: راجپوتوں کی دعوت پر، شاہ عالم نے خود جنوری 1788ء میں اجمیر کی طرف مارچ کیا، یہ اکبر اور اورنگزیب کی فوجی بادشاہت کی آخری مدہم تصویر تھی۔

• شہزادے کا پیغام: شہزادہ جوان بخت (جو آدھ کی فوج لے کر دہلی آیا تھا) نے برطانیہ کے بادشاہ جارج سوم کو ایک دردناک مگر باوقار اپیل لکھی، جس میں اس نے سندھیا کے ظلم اور غلام قادر کی بغاوت کا ذکر کرتے ہوئے، مغل تخت کی بحالی کے لیے برطانوی مدد کی درخواست کی۔

6. چکسانہ کی جنگ اور نجف قلی کی بغاوت

• چکسانہ کی جنگ (24 اپریل 1788ء): سندھیا کی کمک ملنے کے بعد رانا خان (سندھیا کا جنرل) نے اسماعیل بیگ اور غلام قادر کے خلاف چکسانہ کے مقام پر حملہ کیا۔

• کردار: مینوٹ ڈی بوائن اور دیگر یورپی افسران نے مرہٹہ پیادہ فوج کی قیادت کی۔ اسماعیل بیگ نے دباؤ ڈالا، لیکن مرہٹہ پیادہ فوج ڈٹی رہی۔

• نتیجہ: تین ہٹالین کی غداری اور جاٹوں کی غیر موجودگی کی وجہ سے مرہٹہ فوج رات کی تاریکی میں بھرت پور کی طرف پسپا ہو گئی۔ اسماعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ جاری رکھا، جبکہ غلام قادر اپنے علاقوں کو سکھوں کے حملے سے بچانے کے لیے شمال چلا گیا۔

غلام قادر کا خوفناک تسلط (1788ء)

1. جوان بخت کی ناکامی اور موت (1788ء)

- نجف قلی کی بغاوت: مرزا نجف خان کے گود لیے بیٹے نجف قلی خان نے اس وقت کی عارضی مغل حکومت (منظور علی خان) کے خلاف کھل کر بغاوت کر دی جب اسے اس کی جاگیر سے ہٹانے کی کوشش کی گئی۔
- جوان بخت کی غلطی: تجربہ کار شہزادہ جوان بخت (جہاندار شاہ) نے مرہٹہ سردار سندھیا کے بجائے، مسلمان ناراض سرداروں (اسماعیل بیگ اور غلام قادر) سے اتحاد بنانے کی کوشش کی، جو ایک بد قسمت انتخاب ثابت ہوا۔ اگر وہ سندھیا سے مل جاتا تو شاید غلام قادر کے خطرے کو ٹالا جاسکتا تھا۔
- فرار اور موت: آگرہ کا قلعہ حاصل کرنے کی کوشش میں ناکام ہو کر اور غلام قادر کے حملے سے بال بال بچ کر، جوان بخت بنارس میں برطانوی تحفظ میں چلا گیا، جہاں وہ 31 مئی 1788ء کو دل شکستہ ہو کر فوت ہو گیا۔
- کردار: جوان بخت کو ایک شائستہ شریف آدمی، بے عیب کردار، مستقل مزاج، رحیم اور سخی (constant, humane, and benevolent) کہا جاتا ہے۔

2. شاہ عالم کی آخری مہم اور نجف قلی کا خاتمہ

- گولک گرھ کا محاصرہ: اپنے بہترین دوست کی عدم موجودگی میں، شہنشاہ شاہ عالم نے نجف قلی خان کو زیر کرنے کے لیے مغرب کی طرف مارچ کیا، جو گولک گرھ کے قلعے میں چھپا ہوا تھا۔
- شاہی فوج: شہنشاہ کی فوج میں مجیب (Najibs) کی تربیت یافتہ بٹالینز، مغل گھڑ سوار، اور بیگم سمرو کی تین تربیت یافتہ رجمنٹیں (جن میں تقریباً دو سویورپی گنرز تھے) شامل تھیں۔
- نجف قلی کا حملہ: 5 اپریل 1788ء کو محاصرہ شدہ فوج نے ایک بھرپور حملہ کیا، جس سے شاہی خاندان کے قتل یا قید ہونے کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا۔

- بیگم سمرو کی بہادری: عین اس وقت، بیگم سمرو کے سپاہیوں اور ایک توپ نے اس کے چیف افسر مسٹر تھامس کی کمان میں حملہ کیا، جس سے حملہ پسپا ہو گیا۔
- نجف قلی کی معافی: نجف قلی خان نے منظور علی خان اور بیگم سمرو کی ثالثی سے صلح کر لی اور اسے معاف کر دیا گیا۔
- بیگم کو اعزاز: اسی دربار میں بیگم سمرو کی خدمات پر سرعام شکریہ ادا کیا گیا اور اسے زین النساء ("اپنی جنس کی زینت") کا خطاب دے کر شہنشاہ کی بیٹی قرار دیا گیا۔

3. چکسانہ کے بعد کی صورت حال اور سندھیا کا روگ

- شہنشاہ کی واپسی: راجپوتوں پر عدم اعتماد اور سندھیا کے خوف سے شہنشاہ 15 اپریل کو واپس دہلی لوٹ آیا۔
- راجپوتوں کی مزاحمت: مرہٹہ سردار سندھیا کا ستارہ اب بھی گردش میں تھا۔ راجپوتوں نے سندھیا کے لشکر کو چنبل کے پار دھکیل دیا، اور اس کے ایک جنرل کو بھی بھگا دیا۔
- فارسی فوج کی جنگ: جون میں دکن سے کمک ملنے پر، سندھیا نے رانا خان کی کمان میں دوبارہ آگرہ کے قلعے کا محاصرہ توڑنے کی کوشش کی۔
- نتیجہ: بینوٹ ڈی بوائن کی پیادہ فوج اور توپ خانے نے اسماعیل بیگ کے گھڑ سوار حملے کو پسپا کر دیا، لیکن اسماعیل بیگ جمننا میں گھوڑا دوڑا کر فرار ہو گیا۔ مرہٹے صرف محاصرہ اٹھانے پر مطمئن ہو گئے۔
- ڈی بوائن کا انخلا: اس کے بعد ڈی بوائن سندھیا کی ملازمت چھوڑ کر لکھنؤ چلا گیا، جہاں اس نے مشہور تاجر کلاڈ مارٹن کے ساتھ کاروباری شراکت قائم کی۔ سندھیا حالات پر نظر رکھنے کے لیے متھرا میں ٹھہر گیا۔

4. غلام قادر اور اسماعیل بیگ کا دہلی پر قبضہ (1788ء)

- غلام قادر کا ارادہ: غلام قادر خان نے 30 سال قبل غازی الدین کے جراثیم کو دہرانے کا منصوبہ بنایا۔ اس نے اسماعیل بیگ (جسے وہ مغلوں کا مرکز سمجھتا تھا) کو اپنی مدد کے لیے لایا۔
- دہلی پر قبضہ: غلام قادر نے منظور علی خان کے ذریعے شہنشاہ کے سامنے اپنی وفاداری کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اس نے اور اسماعیل بیگ نے مل کر دہلی پر حملہ کیا، تاکہ سندھیا کا جوا اتار پھینکیں۔
- شہنشاہ کی مزاحمت: شاہ عالم نے سندھیا کے دستوں (ہمت بہادر کی قیادت میں) اور کچھ مغل درباریوں کی حمایت سے مزاحمت جاری رکھی۔
- کھلے عام حملہ: جولائی کے مہینے میں، راشن کی کمی اور غلام قادر کی بدقماش کی وجہ سے، باغیوں نے تمام مغل نمازیوں کو چھوڑ کر تمام بھیس اتار دی اور اپنی بھاری توپوں سے محل پر گولہ باری شروع کر دی۔

5. سندھیا کی حکمت عملی

- شاہ عالم کی التجا: شہنشاہ نے اپنے مرہٹہ وزیر سندھیا سے فوری مدد کی درخواست کی۔
- سندھیا کا فیصلہ: سندھیا، جو متھرا میں تھا، نے شاہ عالم کی کمزوری اور بے وفائی سے سبق لیتے ہوئے، انتظار کی حکمت عملی اپنائی۔
- وجہ: سندھیا جانتا تھا کہ مسلمانوں کو باہر سے حملہ کرنے پر وہ متحد ہو جائیں گے، جبکہ انہیں اکیلا چھوڑ دینے پر وہ آپس میں جھگڑ کر خود ہی کمزور پڑ جائیں گے۔
- تھوڑی سی مدد: سندھیا نے بیگم سمرو سے مدد کا مطالبہ کیا، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ بالآخر اس نے ایک قابل اعتماد برہمن اور 2,000 مرہٹہ گھڑ سوار (رایا جی کی قیادت میں) بھیجے۔

6. بینوٹ ڈی بوائن کا تعارف

- بینوٹ ڈی بوائن ایک فرانسیسی سپاہی تھا جس نے مختلف ممالک کی فوجوں میں خدمات انجام دیں۔
- ہندوستان میں آمد: وہ میجر براؤن کے سفارت خانے کے ساتھ دہلی آیا اور سندھیا کے کیمپ میں شامل ہو گیا۔
- مرہٹوں کا جنرل: وہ آخر کار اپنے سابق دشمن مادھو جی سندھیا کی فوج میں شامل ہوا اور اسے ماہانہ 1,000 روپے الاؤنس ملتا تھا۔
- اہمیت: ڈی بوائن نے سندھیا کی فوج کو منظم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا، اور اس کی محنت، مہارت اور بہادری کا ہندوستان میں برطانوی انتظامیہ کی تنظیم میں اہم کردار رہا۔

باب ششم۔ مغل سلطنت کا حتمی زوال اور شاہ عالم کا اندھا ہونا

(1788ء)

یہ باب مغل سلطنت کے آخری اور تاریک ترین دن کو بیان کرتا ہے، جب غلام قادر خان نے دہلی کے محل پر قبضہ کر لیا اور شہنشاہ شاہ عالم ثانی کو اندھا کر کے سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔

1. مغلوں کا انحراف اور دہلی پر قبضہ

- غلام قادر کا منصوبہ: ان بڑھتے ہوئے خطرات کو دیکھتے ہوئے، غلام قادر خان نے فوراً اپنے پیروکاروں کو غوث گڑھ سے بلایا اور انہیں لوٹ مار کا وعدہ دیا۔

• اسماعیل بیگ کا اثر: اس نے اسماعیل بیگ کو دریائے جمنا کے پار بھیجا، جہاں اسماعیل کی شہرت کی وجہ سے شاہی مغل فوج کا حصہ فوراً اس کے ساتھ مل گیا، اور بد قسمت شہنشاہ صرف ہمت بہادر کے تحت غیر مسلموں کے ہاتھوں میں رہ گیا۔

• ہمت بہادر کا انخلا: ہمت بہادر نے شاید اس کا ز میں اپنی دلچسپی نہ دیکھتے ہوئے، یا Pathan کے خطرے سے خوفزدہ ہو کر، فوج واپس لے لی۔

• قبضہ: اتحادی سرداروں (غلام قادر اور اسماعیل بیگ) نے فوراً دریا عبور کیا اور دہلی شہر پر قبضہ کر لیا (جولائی 1788ء)۔

2. محل میں داخلہ اور شاہ عالم کی گرفتاری

• منظور علی کی غلطی: شہنشاہ نے منظور علی خان (جو اس وقت کنٹرولر تھا) کو یہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا کہ باغیوں کا ارادہ کیا ہے۔ منظور علی کی تجویز پر، دونوں سردار صرف پچاس سپاہیوں کے ساتھ محل میں داخل ہوئے۔

• تقریر: دونوں سرداروں کو شاہی خلعت اور تحائف ملے، اور غلام قادر نے قرآن پر وزیر اعظم کے عہدے کو وفاداری سے نبھانے کی قسم کھائی۔

• غلام قادر کا جھوٹ: 29 جولائی کو غلام قادر خان واپس محل آیا اور شہنشاہ سے کہا کہ فوج مرہٹوں کو نکالنے کے لیے متھرا جانے کو تیار ہے، لیکن وہ پہلے بقایا جات کا مطالبہ کر رہے ہیں، جو صرف شاہی خزانے سے ادا ہو سکتے ہیں۔

• شاہ عالم کی گرفتاری: غلام قادر نے شاہ عالم کا سندھیا کو مدد کے لیے لکھا گیا خط دکھایا، اور شہنشاہ کو فوری طور پر غیر مسلح کر کے قریب سے نظر بند کرنے کا حکم دیا۔

- بیدار بخت کی تخت نشینی: اس نے فوراً مقتول شہنشاہ احمد شاہ کے ایک بیٹے بیدار بخت کو نیا کٹھ پتلی شہنشاہ بنا کر تخت پر بٹھا دیا، اور تمام درباریوں سے اسے خراج تحسین پیش کروایا۔

3. محل کی لوٹ مار اور غلام قادر کی وحشت

- شاہی خاندان کی اذیت: شہنشاہ اور اس کے خاندان کو تین دن اور راتیں خوراک اور آرام کے بغیر سخت قید میں رکھا گیا۔ غلام قادر نے اسماعیل بیگ کو کیمپ میں واپس بھیج کر تنہا لوٹ مار شروع کر دی۔

- خفیہ خزانے کی تلاش: اس وحشی کی جنون کی حد تک خواہش تھی کہ شاہ عالم سے خفیہ خزانے کا پتہ چلے۔

- جسمانی تشدد: 29 جولائی کو اس نے نئے شہنشاہ بیدار بخت سے کہا کہ وہ اپنے بزرگ پیشرو شاہ عالم کو کوڑے مارے۔

- شہزادیوں پر تشدد: 30 جولائی کو شاہ عالم کے خاندان کی خواتین پر بھی اسی طرح کے مظالم کیے گئے، جن سے پورا محل چیخ و پکار سے بھر گیا۔

- شاہ عالم کا وقار: 1 اگست کو غلام قادر نے دوبارہ خزانے کے بارے میں پوچھا۔

- شاہ عالم کا جواب: ضعیف بادشاہ نے وقار سے جواب دیا: "اگر تم سمجھتے ہو کہ میرے پاس کوئی پوشیدہ خزانہ ہے، تو وہ میرے اندر ہونا چاہیے، میرا پیٹ چیر کر اپنی تسلی کر لو۔"

- دیگر مظالم: محل کے فرش کھود دیے گئے، چاندی کی پلیٹیں پگھلا دی گئیں، اور سابقہ شہنشاہوں کی بوڑھی بیواؤں کو بھی لوٹ کر محل سے باہر نکال دیا گیا۔

4. شاہ عالم کا اندھا ہونا (10 اگست 1788ء)

• آخری دن: 10 اگست کو، جسے مغل سلطنت کی قانونی زندگی کا آخری دن کہا جا سکتا ہے، غلام قادر نے شاہ عالم کو دوبارہ اپنے سامنے بلایا۔

• حتمی مطالبہ: ایک بار پھر خزانے کا مطالبہ کیا گیا، اور ایک بار پھر شاہ عالم نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

• اندھا کرنا: اس پر غلام قادر نے کہا: "پھر تم دنیا میں مزید کسی کام کے نہیں، اور تمہیں اندھا کر دیا جانا چاہیے۔"

◦ جب شہنشاہ نے اپنے بیٹوں کو تشدد کا نشانہ بننے دیکھا تو چیخا: "میری آنکھیں نکال لو، بجائے اس کے کہ میں ایسے مناظر دیکھوں!"

◦ غلام قادر نے تخت سے چھلانگ لگائی، بادشاہ کو فرش پر پٹخ دیا، اور بعض مورخین کے مطابق، اپنی چھری سے اس کی ایک آنکھ نکال دی۔

• قتل اور اندھا پن: اس نے ایک درباری (یعقوب علی) کو کام مکمل کرنے کا حکم دیا، جس کے انکار پر اس نے اسے خود قتل کر دیا۔ اس کے بعد پٹھانوں نے شاہ عالم کو مکمل طور پر اندھا کر دیا، اور اسے سلیم گڑھ منتقل کر دیا۔ شاہ عالم نے اس اذیت کے باوجود صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔

5. غلام قادر کا انجام

• مرہٹوں کی آمد: 14 اگست کے بعد جنوب سے مرہٹہ دستوں کی آمد شروع ہو گئی۔ اسماعیل بیگ نے رانا خان سے مذاکرات شروع کر دیے۔

• غلام قادر کا فرار: ستمبر اور اکتوبر میں بڑھتے ہوئے خطرات اور خوراک کی کمی کے پیش نظر، غلام قادر نے 11 اکتوبر کو فیصلہ کن طور پر کوچ کیا، اور اپنے بھاری سامان اور بیدار بخت کو ساتھ لے کر محل سے نکل گیا۔

- میگزین کا دھماکہ: اس کی روانگی پر پاؤڈر میگزین میں زوردار دھماکہ ہوا، جس سے شعلے بلند ہوئے (یہ ایک حادثہ بھی ہو سکتا ہے یا اس نے محل کو جلانے کی کوشش کی ہوگی)۔
- گرفتاری: بھاگتے ہوئے، غلام قادر کا گھوڑا میرٹھ سے 12 میل دور ایک کنویں کے ڈھلان میں گر گیا۔ ایک مقامی براہمن کاشتکار نے اسے پہچان لیا اور مرہٹہ کیمپ لے گیا۔
- وحشیانہ سزا: سندھیا نے غلام قادر کو متھرا بھیجا، جہاں اسے تشہیر کی سزا دی گئی (گدھے پر بٹھا کر بازار میں گھمایا گیا)۔
- اس کی زبان، ناک، کان، ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے گئے۔
- اسے اندھا کیا گیا (بادشاہ کی سزا کا بدلہ)۔
- 3 مارچ 1789ء کو اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔
- نذرانہ: اس کا کٹا پھٹا دھڑ دہلی بھیج کر ناینا شہنشاہ کے سامنے پیش کیا گیا، جو تاریخ کا سب سے ہولناک نذرانہ تھا۔

6. سندھیا کی بحالی

- شاہ عالم کی بحالی: سندھیا نے فوری طور پر شاہ عالم کو دوبارہ تخت پر بٹھایا، حالانکہ وہ اندھا تھا۔
- اختیار: پیشوا کی قیادت میں، سندھیا نے اپنے نائب کے طور پر، سلطنت کا اختیار باضابطہ طور پر قائم کر دیا۔
- شاہی وظیفہ: شہنشاہ کے خاندان اور دربار کے اخراجات کے لیے نو لاکھ روپے سالانہ مختص کیے گئے، لیکن سندھیا کی طویل غیر حاضری کی وجہ سے یہ رقم اکثر پوری طرح ادا نہیں ہو سکی، اور شاہی خاندان غربت کا شکار رہا۔

- نتیجہ: مغل سلطنت، جس کی طاقت اس وقت تک "بادشاہ کے نام میں مضبوطی" کے طور پر باقی تھی، 1788ء کے اس واقعے کے بعد مکمل طور پر ختم ہو چکی تھی۔ اب قصے میں صرف ان افراد کے اختتامی ادوار کو بیان کرنا باقی ہے جنہوں نے اس افراقی میں حصہ لیا۔

حصہ سوم:

باب اول - مادھو جی سندھیا کا تسلط اور ڈمی بوائے کی طاقت

(1789ء تا 1794ء)

- 1788ء کے انقلاب کے بعد، مغل سلطنت کے ٹکڑے ہو چکے تھے، اور یہ باب مادھو جی سندھیا کی ہندوستان میں بالفعل حکمرانی، جنرل ڈمی بوائے کی فوجی کامیابیوں، اور راجپوتوں کی مزاحمت کے حتمی خاتمے کا بیان کرتا ہے۔

1. سندھیا کا "میئر آف پیلس" بننا

- قانونی حیثیت: مرہٹہ مصنفین مادھو جی سندھیا کو "مہاراجہ پاٹیل" کہتے تھے۔ سندھیا نے پیشوا (مرہٹہ کنفیڈریسی کا نوجوان سربراہ) کے لیے وکیل مطلق (Plenipotentiary) کا برائے نام عہدہ حاصل کیا، جبکہ خود کو شاہ عالم کے ایک خادم کے طور پر پیش کیا۔
- سندھیا کی طاقت: نابینا شہنشاہ نے اسے "مدارالمہام، عالی جاہ بہادر" کا لقب دیا۔ سندھیا نے دہلی میں میئر آف پیلس (Mayor-of-the-Palace) کا کردار ادا کیا، جو اسے پونا میں کرنا ناممکن ہوتا۔
- حالات کی بہتری: 1789ء تک سندھیا کے لیے حالات بہت سازگار ہو چکے تھے:
- روہیلہ: غلام قادر کی بغاوت کے بعد روہیلہ ٹوٹ چکے تھے۔

◦ مغل سردار: محمد بیگ ہمدانی مرچکا تھا، اور نجف قلی خان قدرتی موت مر گیا تھا۔

◦ اسماعیل بیگ کا سمجھوتہ: مرزا نجف کے بھتیجے اسماعیل بیگ نے غلام قادر کی زیادتیوں کے بعد سندھیا کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ سندھیا نے اسے میوات کے علاقے میں جاگیر دے کر اسے مصروف رکھنے کی کوشش کی۔

2. جنرل ڈی بوائن کی فوج میں توسیع

◦ یورپی کمانڈروں کی واپسی: 1789ء کے اوائل میں لیسٹینوکس اور ڈی بوائن دونوں نے سندھیا کی فوج چھوڑ دی تھی۔

◦ ڈی بوائن کی واپسی: سندھیا کی پرجوش درخواست اور بہتر شرائط پر، جنرل ڈی بوائن واپس آیا اور فوج کی کمان سنبھال لی۔

◦ فوج کی تنظیم نو:

◦ ڈی بوائن نے اپنی فوج کو تین بریگیڈز تک بڑھایا۔

◦ ہر بریگیڈ میں 8 ہٹالین (ہر ایک 700 سپاہیوں پر مشتمل)، 500 گھڑ سوار، اور 40 میدان توپیں شامل تھیں۔

◦ سپاہیوں کی بھرتی: زیادہ تر روہیل کھنڈ اور اودھ سے کی گئی (جو مستقبل کی بنگال آرمی کی نرسری بنے)۔

◦ تنخواہ اور فوائد: ڈی بوائن کو اپنی تنخواہ کے لیے 10,000 روپے ماہانہ ملتے تھے، اور یورپی افسروں کے لیے بھی اچھا معاوضہ مقرر تھا۔ زخمیوں کے لیے تنخواہ اور معذوروں کے لیے وظیفہ اور زمین کی گرانٹ کی ضمانت دی گئی تھی۔

◦ پرچم: یہ فورس اپنے کمانڈر کے ملک ساوائے کے سفید صلیب کے نیچے مارچ کرتی تھی۔

3. پٹن کی جنگ اور راجپوتوں کی شکست (1790ء)

- اسماعیل بیگ کی بغاوت: 1790ء کے اوائل میں، راجپوتوں کی تحریک پر اسماعیل بیگ کی وفاداری ٹوٹ گئی اور اس نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔
- پٹن کی مہم: ڈی بوائن کو مرہٹہ جنرلوں کے ساتھ بھیجا گیا تاکہ وہ اسماعیل بیگ کو راجپوتوں سے ملنے سے روکے۔
- جنگ: 19 جون 1790ء کو پٹن کے مقام پر اسماعیل بیگ نے ڈی بوائن کی افواج پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔
- راجپوتوں کا انحراف: سندھیا نے جے پور کے کچھواہا راجپوتوں کو عارضی ناراضگی کا فائدہ اٹھا کر لڑائی سے غیر فعال کر دیا تھا۔
- یورپی مہارت کی جیت: اسماعیل بیگ کے گھڑ سواروں نے ڈی بوائن کے توپ خانے پر بارہا حملہ کیا، لیکن یورپی طرز پر تربیت یافتہ مربع صفوف (squares) میں کھڑے سپاہیوں نے ہر حملے کو پسپا کر دیا۔
- فتح: ڈی بوائن نے خود ایک بٹالین کی قیادت کرتے ہوئے دشمن کی توپوں پر حملہ کیا اور تین گھنٹے کی لڑائی کے بعد مکمل فتح حاصل کی۔ اسماعیل بیگ جے پور بھاگ گیا۔ اسے 100 توپوں اور تمام سامان سے ہاتھ دھونا پڑا۔
- اہمیت: یہ سندھیا کی سب سے بڑی فتح تھی، جس نے ڈی بوائن کی مہارت کو مکمل طور پر درست ثابت کیا۔

4. سندھیا کا اقتدار مستحکم (1790ء - 1791ء)

• **متھرا کا مرکز:** سندھیا جنگ میں شامل نہیں ہوا، بلکہ متھرا میں ہی رہا (جو ہندوؤں کے لیے ایک مقدس شہر تھا اور اس کا پسندیدہ مرکز تھا)۔

• **شاہی فرامین:** دہلی پہنچ کر سندھیا نے پیشوا کے لیے وکیلِ مطلق کے عہدے کی دوبارہ توثیق کروائی، اور اپنے لیے دو نئے شاہی فرامین حاصل کیے:

◦ وزیر کے انتخاب کا حق: ایک فرمان سندھیا کو یہ اختیار دیتا تھا کہ وہ اپنے خاندان سے اپنا جانشین منتخب کر سکے۔

◦ گائے کے ذبح پر پابندی: دوسرا فرمان گائے کے ذبح پر پورے مغل دائرہ اختیار میں پابندی لگاتا تھا۔ (ہندو احياء اور مغل نام کے استعمال کی انتہا)

• **میرتا کی جنگ:** ڈی بوائن نے راجپوتوں کو سبق سکھانے کے لیے جو دھ پور پر حملہ کیا۔ 9 ستمبر کو میرتا میں راجپوتوں کی 30,000 گھڑ سواروں پر ڈی بوائن کی پیادہ فوج نے فتح حاصل کی، جس میں راجپوتوں کا 4,000 جانی نقصان ہوا۔

◦ **نتائج:** اس شکست کے بعد اودے پور اور جو دھ پور کے راجاؤں نے سندھیا کی اطاعت قبول کر لی۔

5. ہولکر کا مقابلہ اور لکھاتیری کی جنگ (1792ء)

• **ڈی بوائن کی جاگیر:** سندھیا نے ڈی بوائن کو مزید جاگیریں دیں، جو متھرا سے دہلی اور بالائی دوآب تک پھیلی ہوئی تھی، جس کی کل آمدنی 22 لاکھ روپے تھی، اور اسے بے لگام سول اور فوجی اختیارات حاصل ہوئے۔

• ہولکر کا خطرہ: اندرونی طور پر سندھیا کا سب سے بڑا حریف جیسونٹ راؤ ہولکر تھا۔ ہولکر نے سندھیا کے نئے نظام (یورپی تربیت یافتہ فوج) کی تقلید کرتے ہوئے ایک فوج تیار کی تاکہ اسی ہتھیار سے سندھیا کا مقابلہ کرے۔

• اسماعیل بیگ کی گرفتاری: ہولکر کے ساتھ اتحاد میں شامل ہونے کے بعد، اسماعیل بیگ کو بھاگنے پر مجبور کیا گیا اور بالآخر جے پور کے قریب پٹن میں اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا گیا۔

• لکھائیری کی جنگ: 1792ء میں ڈی بوائن نے ہولکر کی فوج کا مقابلہ لکھائیری میں کیا۔ یہ ایک خوفناک جنگ تھی، جس میں ڈی بوائن نے ہولکر کو شکست دی اور اس کی تنظیم نو والی فوج کو تباہ کر دیا۔

• سندھیا کی حتمی طاقت: لکھائیری کی فتح نے شمالی ہندوستان میں سندھیا کو بے مثال طاقت بخشی۔

6. جارج تھامس کا عروج اور سندھیا کا پونا جانا

• جارج تھامس: اسی عرصے میں جارج تھامس نامی ایک آئرش مہم جو کا عروج ہوا، جو بیگم سرو کی خدمت میں ایک قابل افسر تھا۔

• تھامس کا انخلا: تھامس نے اپنے کردار اور صلاحیتوں کی وجہ سے بیگم کے ساتھ جھگڑا کر لیا اور اس کی ملازمت چھوڑ دی۔ اس نے ہریانہ میں خود اپنی ریاست قائم کی، جہاں وہ جہاز گڑھ کو اپنا مرکز بناتا ہے۔

• سندھیا کا پونا: شمالی ہندوستان میں اپنی طاقت کو مستحکم کرنے کے بعد، سندھیا 1792ء میں پونا (مرہٹہ کنفیڈریسی کا مرکز) گیا، تاکہ وہاں کی سیاست پر بھی اپنا دباؤ قائم کرے۔

7. مادھو جی سندھیا کی موت (1794ء)

• وفات: مادھو جی سندھیا پونا میں 12 فروری 1794ء کو انتقال کر گیا۔

- کردار: وہ ہندوستان کی آخری صدی کا عظیم ترین مقامی حکمران تھا۔ وہ ایک تدبیر والا سیاست دان اور حوصلہ مند فوجی رہنما تھا۔ اس کی قیادت میں مرہٹوں نے ایک بار پھر شمالی ہندوستان میں اپنی کھوئی ہوئی ساکھ بحال کی۔ اس کی موت اس دور کے ایک اہم باب کا اختتام تھی۔

نوٹ: کوئل کی اہمیت: کوئل (علی گڑھ) کا قصبہ جنرل ڈی بوائن کا مرکزی ہیڈ کوارٹر بن چکا تھا، جہاں سے وہ اپنی وسیع جاگیروں اور تربیت یافتہ فوج کی کمان کرتا تھا۔

سندھیا کی موت اور اس کی میراث (1792ء تا 1794ء)

یہ حصہ سندھیا کی پونا میں مصروفیات، ہولکر کے جوابی حملے، مرہٹوں کی آخری بڑی جنگ، اور مادھو جی سندھیا کی وفات اور کردار پر روشنی ڈالتا ہے۔

1. سندھیا کا پونا جانا اور ہولکر کا حملہ

- سندھیا کی چال: اندرونی مرہٹہ رقابتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے، سندھیا نے شہنشاہ سے پیشوا اور اپنے لیے خلعت وکیل مطلق حاصل کیے اور 11 جون 1792ء کو ایک شاندار اور طویل فتح یاب مارچ کے بعد پونا پہنچا۔

• ڈرامہ بازی: اس نے نانا فرنویس کو مطمئن کرنے کے لیے "چوہدار" (Beadle) کا کردار ادا کیا اور پیشوا کے جوتوں کو اٹھایا، جبکہ پیشوا شاہ جہاں کے تخت طاؤس کے ایک جھوٹے نمونے پر بیٹھا تھا۔

- ہولکر کا موقع: سندھیا کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر، ہولکر نے 1773ء کے بعد پہلی بار شمالی ہندوستان پر حملہ کیا اور اسماعیل بیگ کو بغاوت کے لیے ابھارا۔

2. اسماعیل بیگ کی گرفتاری

- کنوند میں لڑائی: اسماعیل بیگ نے نجف قلی خان کی بیوہ (جو غلام قادر کی بہن تھی) کی مدد کے لیے کنوند کے قلعے پر قبضہ کرنے کی کوشش کی، جہاں اس کا مقابلہ ایم پیرون کی قیادت میں سندھیا کی فوج سے ہوا۔
- اسماعیل کی شکست: اسماعیل بیگ شکست کھا کر قلعے میں چھپ گیا۔ جب بیوہ ایک گولے سے ماری گئی، تو اسماعیل بیگ نے پیرون کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، کیونکہ اسے یورپیوں کے وعدوں پر مضبوط یقین تھا۔
- قید: اسماعیل بیگ کو آگرہ بھیج دیا گیا، جہاں وہ چند سال بعد تک قید رہا۔

3. لکھائیری کی جنگ (ستمبر 1792ء)

- ڈی بوائن بمقابلہ ہولکر: ڈی بوائن نے خود ہولکر کے خلاف میدان سنبھالا، جس کی فوج میں کرنل ڈو ڈرینیک کی کمان میں چار تربیت یافتہ بٹالین شامل تھیں۔
- مقام: یہ جنگ لکھائیری کے قریب ہوئی، جہاں ڈو ڈرینیک نے دفاع کے لیے ایک ماہرانہ پوزیشن کا انتخاب کیا تھا: عقب میں جنگل، سامنے میں دلدل، اور اطراف میں بھی جنگل۔
- جنگ کا رخ: ڈی بوائن کی توپوں کا بارود دھماکے سے اڑ گیا، جس سے ہولکر نے گھڑ سوار حملے کی کوشش کی، لیکن وہ ناکام رہا (غالباً اسماعیل بیگ کی عدم موجودگی محسوس کی گئی)۔
- حتمی فتح: ڈی بوائن نے جنگل کی پناہ میں اپنی فوج کو دوبارہ منظم کیا، اور دشمن کے بائیں بازو پر حملہ کر دیا۔ ہولکر کی باقاعدہ فوج نے بہادری سے مقابلہ کیا، لیکن ناکامی کا سامنا کیا اور ان کی 38 توپیں قبضے میں لے لی گئیں۔

- نتیجہ: ہو لکر کو اپنے لشکر کے ساتھ جمیل دریا عبور کر کے مالوہ کی طرف پسپا ہونا پڑا۔ ڈی بوائن نے اس جنگ کو اپنی دیکھی ہوئی سب سے زیادہ سخت جنگ قرار دیا۔

4. انگریزوں سے خراج کا تنازعہ

- شاہ عالم کی غلطی: اپنی کمزور حالت (سالانہ 90,000 پاؤنڈ کی غیر یقینی تنخواہ) کے باوجود، ناینا شہنشاہ نے جولائی 1792ء میں ایک بار پھر سندھیا کو بنگال سے خراج وصول کرنے کی ہدایت بھیجی۔
- برطانوی رد عمل: گورنر جنرل لارڈ کارنوالس نے 2 اگست 1792ء کو ایک ریاستی کاغذ جاری کیا، جس میں سندھیا کو سخت انتباہ کیا گیا کہ شہنشاہ کے نام پر جاری کیے گئے کسی بھی مطالبے کی سیدھی ذمہ داری اس پر عائد ہوگی اور اس طرح کی کوئی بھی کوشش "شدید ناپسندیدگی" کے ساتھ لی جائے گی۔
- سندھیا کا یقین دہانی: سندھیا نے فوراً برطانوی حکومت کو یقین دلایا کہ وہ انہیں اپنے علاقوں میں بالادست تسلیم کرتا ہے، اور اس کا واحد مقصد صرف شاہی دائرہ کار میں شاہی اتھارٹی کو قائم کرنا ہے۔

5. ڈی بوائن اور بیگم سمرو کے آس پاس کی زندگی

- یورپی افسران: لکھنؤ کی فتح کے بعد، ڈوڈرینک نے ہو لکر کی خدمت چھوڑ کر ڈی بوائن کی فوج میں شمولیت اختیار کی۔
- یورپی ایڈونچر: یہ مشرقی ہندوستان میں یورپی مہم جوئی کا عروج تھا، جہاں فرانسیسی افسران کو ان کی فوجی مہارت کے لیے سونے کے مول بیچا جاتا تھا۔
- جارج تھامس کا آغاز: بیگم سمرو کی فوج میں جارج تھامس نامی ایک آئرش مہم جو بھی تھا، جو لمبا، بہادر، اور فراخ دل تھا۔ وہ 1788ء میں گوکل گڑھ کے دفاع میں اپنی بہادری دکھا چکا تھا۔

- تھامس کا انخلا: 1792ء میں بیگم سمرو کا جھکاؤ ایم لیواسو (جس سے اس نے خفیہ طور پر شادی کر لی) کی طرف بڑھا، جس پر تھامس نے بیگم کی ملازمت چھوڑ دی اور انوپ شہر میں پناہ لی۔
- نیا کیریئر: بعد میں اس نے اپا کھانڈی راؤ کی فوج میں شمولیت اختیار کی اور میوات میں اپنی ریاست قائم کرنے کی کوشش شروع کی۔

6. مادھو جی سندھیا کی موت (1794ء)

- انتقال: سندھیا پونا میں داخلی مرہٹہ سازشوں کے درمیان 12 فروری 1794ء کو انتقال کر گیا۔ قیاس آرائیاں تھیں کہ اسے راستے میں قاتلوں کے ذریعے زخمی کیا گیا تھا۔
- شخصیت: سندھیا ہندوستان کی آخری صدی کا عظیم ترین مقامی حکمران تھا۔ وہ غیر تعلیم یافتہ سیاست دانوں کا ماہر تھا، جس میں احتیاط اور عمل کی جرات کا غیر معمولی امتزاج تھا۔
- خصوصیات: وہ پڑھ لکھ سکتا تھا، اچھا اکاؤنٹنٹ اور ریونیو ایڈمنسٹریٹر تھا، اس لیے وہ برہمنوں کے ہاتھوں میں جانے سے بچ گیا۔
- غیر جانبداری: وہ صرف بزدلوں سے ناراض ہوتا تھا۔ وہ مذہب، ذات، یا رنگ سے قطع نظر صرف قابلیت کی قدر کرتا تھا، جس کی وجہ سے اس نے ڈی بوائن جیسے یورپیوں کو بڑے پیمانے پر ملازمت دی۔
- میراث: سندھیا کی طرف سے فوج کی تنظیم نو نے مشرق کا اٹلی (ہندوستان) میں وہی حالات پیدا کیے جو یورپ کے قرون وسطیٰ میں شمالی اطالوی ریاستوں کی عظمت کا سبب بنے تھے۔

باب دوم۔ دولت راؤ سندھیا، پیرون اور جارج تھامس کا عروج

(1794ء تا 1800ء)

یہ باب مادھو جی سندھیا کی موت کے بعد اس کے جانشین دولت راؤ کے ابتدائی دور، بیگم سمرو کے آس پاس کے ڈرامائی واقعات، ڈی بوائے کی ریٹائرمنٹ، جنرل پیرون کی آمد، اور جارج تھامس کے بطور ایک آزاد طاقتور شخص کے عروج کا احوال بیان کرتا ہے۔

1. دولت راؤ سندھیا کی جانشینی اور ہندوستان کی انارکی

- نئے وزیر: مادھو جی کا بھتیجا دولت راؤ سندھیا (عمر 15 سال) نے پُر امن طریقے سے اس کی طاقت اور القابات سنبھال لیے۔
- صورتحال: دکن کی طاقتوں کے جنگوں میں مصروف ہونے، اور تلوچی ہولکر کے ناتواں ہونے کی وجہ سے، دولت راؤ کو اپنا اقتدار مستحکم کرنے کا وقت ملا۔
- انارکی کی انتہا: جارج تھامس (ایک عام ملاح) کو ایسے سردار نے جاگیر دی، جسے خود بھی اس کا حق نہیں تھا، جو اس دور کی انتہائی انارکی کی عکاسی کرتا ہے۔

2. جارج تھامس کا کردار اور جاگیریں

- تھامس کا عروج: مادھو جی کی موت کے بعد، اپا کھانڈی راؤ (سندھیا کا سابق جنرل) نے تھامس کو اپنا بیٹا بنا کر، اسے ڈیڑھ لاکھ روپے کی سالانہ آمدنی والی جاگیروں کا انتظام سونپا۔
- قیمت: یہ کامیابی تھامس کی انتھک اور مسلسل کوششوں کی وجہ سے ممکن ہوئی، حالانکہ اس کی پوزیشن انتہائی غیر یقینی تھی۔
- بیگم سمرو سے جھگڑا: دہلی میں، اپا کھانڈی کے سپاہیوں نے بغاوت کر دی، جس پر تھامس نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے بیگم سمرو کی جاگیروں کو لوٹا۔

3. سردھنا انقلاب اور بیگم سمرو کی بحالی (1794ء)

- افسروں کی بغاوت: سردھنا میں بیگم سمرو کے فوجیوں نے، جس میں ایک جرمن (لیٹو) بھی شامل تھا، اپنے غیر مقبول یورپی کمانڈر لے واصل (Le Vaissoult) کے خلاف بغاوت کر دی۔
- لے واصل کی موت: حالات غیر یقینی ہونے پر، بیگم سمرو اور لے واصل نے برطانوی علاقے کی طرف فرار ہونے کی کوشش کی۔ فوجیوں نے ان کا پیچھا کیا۔
- فرار کے دوران، بیگم نے اپنے سینے پر خنجر مارا، لیکن شدید زخمی نہیں ہوئی۔
- اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان طے شدہ معاہدے کے تحت، لے واصل نے اپنی کنپٹی پر پستول رکھ کر خودکشی کر لی۔
- بیگم کی قید: بیگم کو قید کر لیا گیا، نواب ظفریاب خان (سمرو کا بیٹا) کو نیا نواب بنایا گیا، لیکن وہ جلد ہی غیر مقبول ہو گیا۔
- تھامس کی مدد: جارج تھامس، اپنے دوست سیلور کی درخواست پر، تین دن کی مسافت طے کر کے سردھنا پہنچا اور اپنے گھڑ سواروں کے دستے کے ساتھ اچانک حملہ کر کے باغیوں کو گرفتار کر لیا۔
- بحالی: بیگم سمرو نے تھامس کی بہادری کی بدولت اپنی جاگیریں واپس حاصل کیں، اور پھر بقیہ زندگی امن و امان سے گزاری۔ اس نے فوراً ایم سیلور کو اپنی فوج کا کمانڈر مقرر کیا، لیکن کسی دوسرے مرد کو دوبارہ اپنا مالک نہیں بننے دیا۔

4. ڈی بوائن کی ریٹائرمنٹ اور پیرون کی کمان

- ڈی بوائن کا انخلا: 1796ء کے وسط میں، جنرل ڈی بوائن (جو اب کاؤنٹ بن چکا تھا) تھکاوٹ اور بیماری کے باعث، اور آدھے ملین پاؤنڈ سٹرلنگ کی دولت کے ساتھ اپنے آبائی ملک ساوائے واپس چلا گیا۔

◦ مشورہ: اس نے دولت راؤ سندھیا کو سختی سے مشورہ دیا کہ وہ کبھی بھی انگریزوں کی مخالفت نہ کرے۔

- جنرل پیرون: ڈی بوائن کی جگہ ایم پیرون (M. Perron) نے لی، جو فرانسیسی بحریہ کا ایک سابق نان کمیشنڈ افسر تھا اور ڈی بوائن کی قیادت میں ترقی پا کر بریگیڈ کمانڈر بن چکا تھا۔

◦ حیثیت: پیرون نے ڈی بوائن کا فوجی اور سول انتظامیہ کا سارا نظام سنبھالا۔

- یورپی افسران: پیرون کی فوج میں کرنل ڈو ڈرنیک اور دیگر فرانسیسی افسران بھی شامل تھے۔ ڈو ڈرنیک ہو لکر کی خدمت چھوڑ کر پیرون کے پاس آ گیا تھا۔

5. اہم سیاسی اور فوجی واقعات

- افغان خطرہ: تیمور شاہ کی موت کے بعد اس کا بیٹا زمان شاہ حکمران بنا اور وہ ہندوستان پر حملے کا ارادہ رکھتا تھا۔ یہ خطرہ ہندوستان میں ہمیشہ موجود رہا۔

- دکن میں مرہٹہ طاقت: 1795ء میں کارڈلا کی جنگ میں، مرہٹوں نے اپنے فرانسیسی جنرل (پیرون) کی قیادت میں نظام دکن کی طاقت کو کچل دیا۔ یہ مرہٹہ قوم کا آخری بڑا اجتماع تھا۔

- جارج تھامس کی آزادی: تھامس نے اپنے آقا اپا کھانڈی کی موت کے بعد، اس کے بیٹے واماں راؤ کی دھوکہ دہی سے تنگ آکر، خود کو آزاد کر لیا اور میوات کے علاقے میں اپنی فوج اور انتظامیہ کو منظم کرنے میں مصروف ہو گیا۔

• لاکھو دادا کی بغاوت: سندھیا کے جنرل لاکھو دادا نے بغاوت کر دی، جس سے سندھیا کی طاقت کمزور ہوئی۔

• ہو لکر کی شکست (1801ء): سندھیا کی طاقت اور پیرون کی مہارت کا مقابلہ کرتے ہوئے، ہو لکر نے اندور میں ایک جنگ لڑی، جس میں اسے شکست ہوئی۔

• پیرون کی طاقت کا عروج: 1800ء کے آخر تک، جنرل پیرون کی طاقت بے حد بڑھ گئی، جس نے دولت راؤ سندھیا کے لیے ہندوستان میں ایک مضبوط قلعہ بنا دیا۔

جارج تھامس کا اختتام اور ہندوستان پر مکمل مرہٹہ تسلط (1797ء تا

1800ء)

یہ حصہ اودھ کی جانشینی کے بحران، افغانوں کی مداخلت، جارج تھامس کی آزاد سلطنت، اور بالآخر ہندوستان میں جنرل پیرون کی قیادت میں سندھیا کے مکمل فوجی اور سیاسی تسلط کا احوال بیان کرتا ہے۔

1. اودھ کا بحران اور برطانوی مداخلت

• روہیلوں کی شورش: غلام قادر کے بھائی بھانوبھان خان کی قیادت میں روہیلوں نے سکھوں کے ساتھ مل کر دوبارہ بغاوتیں شروع کیں اور زمان شاہ (تیمور شاہ کا بیٹا) کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔

• افغان خطرہ: زمان شاہ 33,000 افغان گھڑ سواروں کے ساتھ پشاور پہنچا، لیکن سکھوں کے ساتھ لڑائی میں بھاری نقصان اٹھانے کے بعد واپس لاہور کی طرف چلا گیا۔

• اودھ کی جانشینی: 21 ستمبر 1797ء کو اودھ کا نواب آصف الدولہ فوت ہو گیا۔ اس کے جانشین وزیر علی کو اپنے ہم مذہب (مسلمانوں) کے ساتھ شامل ہونے کا خطرہ تھا۔

• سر جان شور کی مداخلت: برطانوی گورنر جنرل سر جان شور نے مداخلت کی اور تحقیق کے بعد وزیر علی کو معزول کر کے اس کے چچا سعادت علی ثانی کو نواب بنا دیا۔ (وزیر علی نے بعد میں برطانوی ریزیڈنٹ مسٹر چیری کو قتل کر دیا اور وہ عمر قید کاٹتا رہا)۔

• برطانوی سفارت: شور نے ایک سفارت خانہ فارس بھیجا، جس کے نتیجے میں مغربی افغانستان پر حملہ ہوا اور زمان شاہ پنجاب سے واپس چلا گیا۔

2. سندھیا کے داخلی تنازعات

• ہولکر کا جانشین: تلوچی ہولکر کی موت کے بعد، اس کا ناجائز بیٹا جسونت راؤ ہولکر جانشین بنا، جو سندھیا کا موروثی دشمن تھا۔

• "بائیوں کی جنگ" (War of the Bais): دولت راؤ سندھیا کی شادی کے بعد، اس کی سرالی سازشوں نے اسے اس کے چچا کی بیواؤں کے خلاف ایک مضحکہ خیز اور بدنام زمانہ جنگ میں الجھا دیا۔

• لاکھو دادا کی بغاوت: سندھیا کے جنرل لاکھو دادا نے ان بیگمات کی حمایت کی اور سندھیا کے خلاف بغاوت کر دی۔

• یورپیوں کی شمولیت: سندھیا کے فرانسیسی افسر ایم ڈروجن نے مذہبی تہوار کے دوران بیگمات کو دھوکے سے قیدی بنا لیا، جو پیشوا کے خلاف واضح جارحیت تھی۔

• ٹیپو سلطان سے اتحاد: سندھیا نے ٹیپو سلطان سے مذاکرات شروع کیے، لیکن مرہٹوں کے کھلے عام شمولیت سے پہلے ہی ٹیپو اپنی سلطنت اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

3. جارج تھامس کی آزاد سلطنت (1799ء)

• ہانسی کا قیام: جارج تھامس نے شمالی دہلی کے خشک صوبہ ہریانہ میں ہانسی کے تباہ شدہ قلعے کو اپنا مرکز بنایا۔

• حکمرانی: اس نے قلعے کو دوبارہ تعمیر کیا، آباد کاروں کو دعوت دی، اور اپنی حفاظت کے لیے مقامی آبادی کا اعتماد حاصل کیا۔

◦ سکے: اس نے اپنی ٹکسال قائم کی اور اپنے روپے جاری کیے، جو اس کی فوج اور علاقے میں چلتے تھے۔

◦ فوجی پیداوار: وہ توپیں ڈھالتا تھا، بندوقیں، رانقلیں، اور بارود بناتا تھا۔

• تھامس کا خواب: اس نے پورے پنجاب کو فتح کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ انگریزوں کا جھنڈا اٹک کے کنارے نصب کرے گا۔

• علاقہ: اس کی نئی سلطنت 14 پرگنہ پر مشتمل تھی، جس کی سالانہ آمدنی تین لاکھ روپے تھی۔

4. مرہٹوں کی آخری جنگ اور پیرون کا تسلط

• لاکھوا دادا کی بغاوت کا خاتمہ: لاکھوا دادا نے بیگمات کو فرار کرانے میں مدد کی، جس پر سندھیا نے اس کے خلاف دوبارہ مہم بھیجی۔

◦ تھامس کا کردار: تھامس نے اپنے سپاہیوں کی بغاوت کو سختی سے کچلنے کے بعد (رنگ لیڈروں کو توپ سے اڑوا دیا)، لاکھوا دادا کے خلاف سندھیا کے جنرل امباچی سے اتحاد کر لیا۔

• ہو لکر کی تباہ کن شکستیں:

◦ 1801ء میں ہو لکر نے ایک مہم میں کرنل ہسنگ کی بٹالین کو اجین کے قریب شکست دی اور 11 یورپی افسروں میں سے 7 کو ہلاک کیا۔

• اس کے بعد، کرنل سدرلینڈ کی قیادت میں ایک تازہ فوج نے اندور میں ہولکر کو شکست دی، 98 توپیں چھین لیں، اور اس کے دارالحکومت کو لوٹ لیا۔

• جنرل پیرون کا غلبہ: مرہٹوں کی اندرونی جنگوں میں مسلسل کامیابیوں کے بعد، جنرل پیرون کی کمان میں سندھیا کی باقاعدہ فوج ہندوستان میں مکمل طور پر غالب آگئی۔

• حیثیت: پیرون اب میدان میں فاتح، بالائی دوآب پر بلاشرکتِ غیرے قابض، اور دارالحکومت و شہنشاہ کے ذاتی محافظ کا انچارج تھا۔

• جارج تھامس سے مقابلہ: فرانسیسی ملاح پیرون اور انگلش ملاح تھامس اب ایک دوسرے کے سامنے تھے، اور دونوں ہی مغل سلطنت میں ایک دوسرے کے واحد حریف بن چکے تھے۔

باب سوم: مرہٹوں کی اندرونی جنگ اور جارج تھامس کا اختتام

(1801ء-1803ء)

یہ باب مرہٹوں کے اندرونی اختلافات، جنرل پیرون کے ہاتھوں جارج تھامس کا خاتمہ، اور برطانوی مداخلت کی تیاریوں کو بیان کرتا ہے، جس سے مغل سلطنت کے زوال کی کہانی اپنے حتمی موڑ پر پہنچ جاتی ہے۔

1. مرہٹوں کے اختلافات کا نیا دور

• کمزور اتحاد: اگرچہ مرہٹوں میں متحد ہونے کی صلاحیت تھی، لیکن اندرونی دشمنیوں کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو سکا۔ پیشوا باجی راؤ نے وزیر نانا فرنویس کو بے دخل کرنے کے بعد ہولکر قبیلے کو مشتعل کیا، اور جسونت راؤ ہولکر نے ہتھیار اٹھالے۔

• سندھیا کی بے توجہی: سندھیا نے پیشوا کی حمایت میں دکن میں مصروفیت کی وجہ سے شمالی ہندوستان (ہندوستان) کو جنرل پیرون کے ماتحت چھوڑ دیا۔

2. جنرل پیرون کا کردار اور تکبر

- پیرون کی حیثیت: پیرون کی آمدنی اب وائسرائے اور کمانڈر انچیف کی مشترکہ آمدنی کے برابر ہو چکی تھی۔ وہ سٹلج سے زبداتک کے شہزادوں کا عملی طور پر مالک تھا۔ اس کی کامیابی کے باوجود، اس کے غرور اور غیر سنجیدگی نے اس کے زوال کی بنیاد رکھی۔
- پیرون کا تکبر: اس نے اپنے مرہٹہ ساتھیوں اور یورپی افسران سے کھلے عام نفرت کا اظہار کیا، اور یہاں تک کہ یہ افواہ بھی تھی کہ اس نے فرانسیسی جمہوریہ کے فرسٹ کونسل کو سفارت بھیجی تھی۔

3. پیرون بمقابلہ جارج تھامس

- تھامس کا انکار: پیرون نے جارج تھامس کو دہلی طلب کیا اور اسے سندھیا کی فوج میں شامل ہونے کا حکم دیا (یعنی اس کی بالادستی تسلیم کرنے کا)۔ برطانوی ملاح تھامس نے قومی اور پیشہ ورانہ حقارت کے ساتھ اس دعوت کو ٹھکرا دیا۔
- پیرون کا حملہ: اس پر لوئس بورکون کی قیادت میں ایک بڑی فرانسیسی-مرہٹہ فوج نے تھامس کے علاقے پر حملہ کیا۔ تھامس نے حملہ آور فوج کے گرد چکر لگایا اور جارج گڑھ کے قلعے کا محاصرہ کرنے والوں کو شکست دے کر قلعے میں پناہ لی، اور ہولکر سے مدد کا انتظار کرنے کا فیصلہ کیا۔

4. جارج تھامس کا انجام (1801ء)

- غیر محتاط منصوبہ: تھامس کا منصوبہ غیر محتاط ثابت ہوا۔ کوئی مدد نہیں پہنچی، اور فرانسیسی کمک نے اس کے کیمپ کا سخت محاصرہ کر لیا۔

• سپاہیوں کی بغاوت: دشمن کی رشوت اور رسد کی کمی کی وجہ سے تھامس کے سپاہی بڑی تعداد میں بھاگ گئے۔

• فرار: 10 نومبر 1801ء کو، تھامس اپنے ذاتی محافظوں کی قیادت میں ہانسی کی طرف بھاگا، ایک ہی گھوڑے پر سوار ہو کر تین دن میں سو میل کا سفر طے کیا۔

• حتمی ہتھیار ڈالنا: اس کا دار الحکومت ہانسی بھی محاصرے میں آگیا، اور تھامس نے مزید وفاداری کا مطالبہ کرنا بے جا سمجھا۔ دیگر یورپی افسران کی ثالثی سے، تھامس نے شرائط حاصل کیں اور 1 جنوری 1802ء کو اپنی باقی ماندہ دولت کے ساتھ برطانوی علاقے کی طرف ریٹائر ہو گیا۔

• وفات: وہ اگست 1802ء میں کلکتہ جاتے ہوئے برہم پور میں انتقال کر گیا، اور وہیں دفن ہوا۔

5. لارڈ ویلزی کی حکمت عملی

• بسین کا معاہدہ (Treaty of Bassein): 1802ء میں ہو لکر نے پونا پر قبضہ کر لیا، جس پر پیشوا باجی راؤ نے برطانویوں سے مدد مانگی اور بسین کا معاہدہ کر لیا۔ اس معاہدے نے مرہٹہ آزادی کو ختم کر دیا اور انگریزوں کو دکن میں فوجی موجودگی کی اجازت دی۔

• ویلزی کی منصوبہ بندی: لارڈ ویلزی (گورنر جنرل) نے اب سندھیا کو شمالی ہندوستان میں اس کی بڑھتی ہوئی طاقت کی وجہ سے، اور خاص طور پر فرانسیسی خطرے کی وجہ سے، ایک بڑا خطرہ سمجھا۔

• فرانسیسی منصوبہ: پیرون کا فرانسیسی افسروں کا ایک گروہ تھا، جو اس علاقے کو نپولین کے لیے ایک فوجی اڈہ بنانے کی کوشش میں تھا۔

• جنگ کا اعلان: ویلزی نے محسوس کیا کہ سندھیا کو شکست دینا اور ہندوستان کو فرانسیسی اثر و رسوخ سے بچانا ضروری ہے۔ 1803ء میں، سندھیا نے جب بسین کے معاہدے کی مخالفت کی، تو انگلینڈ اور مرہٹوں کے درمیان جنگ کا اعلان ہو گیا۔

6. برطانوی حملے اور پیرون کا زوال

- برطانوی فوج: لارڈ ویلزی نے سندھیا کے خلاف جنوب میں اپنے بھائی جنرل ویلزی (مستقبل کے ڈیوک آف ویلنگٹن) اور شمال میں جنرل لیک کی قیادت میں دو مضبوط فوجیں بھیجیں۔
- پیرون کی پوزیشن: پیرون کی فوج میں تقریباً 45,000 تربیت یافتہ سپاہی اور بہترین توپ خانہ تھا۔ دہلی، آگرہ اور علی گڑھ اس کے زیر انتظام تھے۔
- غلطی: اس نے اپنی طاقت کو ایک فرانسیسی مقصد کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کی۔
- پیرون کی شکست: فرانسیسی افسروں کا حوصلہ پست ہو چکا تھا۔ پیرون کے ایک فرانسیسی ساتھی بورکوتن نے جنرل لیک کا مقابلہ کیا لیکن وہ شکست کھا گیا۔
- دہلی کی جنگ (ستمبر 1803ء): جنرل لیک نے دہلی کے قریب بڑی شکست دی۔
- پیرون کا فرار: فرانسیسی افسران، بالخصوص پیرون، نے انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے بجائے ہمت ہار دی۔ پیرون نے ایک بڑی رقم لے کر برطانوی تحفظ میں فرانس کی طرف رخصت ہونے کا فیصلہ کیا۔
- جنرل لیک کا داخلہ: جنرل لیک 14 ستمبر 1803ء کو فاتحانہ انداز میں دہلی میں داخل ہوا اور شاہ عالم ثانی (ابھی تک نابینا) سے ملا۔
- نتیجہ: سندھیا کا اقتدار ختم ہوا، اور مغل سلطنت (جو پہلے مرہٹوں کے ماتحت تھی) اب برطانوی تحفظ میں آگئی۔

7. شاہ عالم کی آخری حیثیت

- انگریزوں کا وظیفہ خوار: شاہ عالم نے مرہٹوں کی طرح انگریزوں کے ساتھ کوئی باقاعدہ معاہدہ نہیں کیا، بلکہ وہ انگریزوں کا رعایت یافتہ (Pensioner) بن گیا۔ اس کی قانونی حیثیت، اگرچہ رسمی طور پر شہنشاہ کی تھی، لیکن عملی طور پر وہ انگریزوں کا تابعدار اور وظیفہ خوار تھا۔
- اختتام: ہندوستان کے آخری حکمران نے اپنی سلطنت انگریزوں کے حوالے کر دی، اور اسی کے ساتھ مغل سلطنت کا عملی طور پر مکمل خاتمہ ہو گیا۔

مرہٹوں کی اندرونی جنگ اور انگریزوں کا فیصلہ کن داخلہ

(1801ء-1803ء)

یہ باب مرہٹوں کی آخری بڑی کامیابی، جارج تھامس کا خاتمہ، بسین کا معاہدہ، اور لارڈ ویلزلی کی وسیع سیاسی حکمت عملی کے نتیجے میں انگریزوں کے ہندوستان میں مکمل طاقت کے طور پر داخلے کو بیان کرتا ہے۔

1. جارج تھامس کا خاتمہ اور سندھیا کا زوال

- جارج تھامس کا اختتام: جارج تھامس (آئرش سپاہی جو ہانسی کا راجہ بنا) کی خدمات بہت اہم تھیں؛ اس نے ایک انتشار زدہ ملک میں امن قائم کیا اور سندھیا کی بے لگام مرہٹہ قوت اور فرانسیسی عزائم کے خلاف مردانہ وار جدوجہد کی، جس پر برطانوی حکومت کو اس کی حمایت کرنی چاہیے تھی۔ 1802ء میں پیرون کی فوج کے ہاتھوں تھامس کا خاتمہ ہو گیا۔
- مرہٹوں کے اختلافات: تھامس کی شکست سندھیا کی آخری کامیابی تھی۔ اس کے بعد اسے ہولکر کے ہاتھوں پونا میں شدید شکست ہوئی (اکتوبر 1802ء)۔
- بسین کا معاہدہ (31 دسمبر 1802ء): سندھیا کی حمایت میں لڑنے والا پیشوا باجی راؤ بھاگ کر انگریزوں کے پاس بسین پہنچا اور ان کے ساتھ ایک مشہور معاہدہ کیا۔

• نتائج: اس معاہدے نے مرہٹوں کو فرانسیسی افسران کو ملازمت دینے سے روک دیا، اور برطانویوں کو ہندوستان کی بالادست قوت بنا دیا، جس نے سندھیا کو مرہٹہ سلطنت پریشوا کے نام پر حکومت کرنے کے اس کے بڑے مقصد سے باہر کر دیا۔

2. لارڈ ویلزلی کی حکمت عملی

• عالمی تناظر: گورنر جنرل مارکونٹس ویلزلی کی پالیسی کا تعلق صرف ہندوستان سے نہیں تھا، بلکہ یہ ایک عالمی منصوبہ کا حصہ تھا جس میں فرانسیسی اثر و رسوخ کو ختم کرنا تھا۔

• یورپی مہمات: وہ فرانسیسیوں کو مصر سے نکالنے کی مہم میں بھی شامل تھا (جس کے لیے اس نے جنرل بیئرڈ کو دستہ بھیجا)۔

• اودھ کے ساتھ معاہدہ: اس نے اپنے بھائی ہنری ویلزلی کے ذریعے اودھ کے ساتھ 10 نومبر 1801ء کو ایک اہم معاہدہ کیا، جس کے نتیجے میں گورکھپور، مشرقی اور وسطی دوا آب، اور روہیل کھنڈ کے بڑے حصے میں برطانوی حکومت قائم ہوئی۔ اس اقدام سے برطانویوں نے مرہٹہ سرحدوں کے قریب ایک بڑا بفر زون بنا لیا۔

• ویلزلی کا عزم: اگرچہ وہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دینے کا ارادہ رکھتا تھا، لیکن اس نے مستقبل کی جنگی صورت حال کے لیے وسائل کو غیر پریشان رکھنے کو "ہماری ہندوستان میں سلامتی کے لیے ناگزیر" قرار دیا۔ اس نے ہمیشہ یہی اصول اپنایا کہ ایک ذمہ دار ایجنٹ کو بادشاہ کے تمام ملازمین کی طرف سے مکمل اطاعت کا حق حاصل ہے۔

3. جنگ کا آغاز اور سندھیا کا رد عمل

• سندھیا کی سازشیں: پیشوا کے دوبارہ پونا پر قابض ہونے کے بعد، سندھیا نے برج کے راجہ رگھوجی بھونسلے کے ساتھ مل کر انگریزوں کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔

• ویلزلی کا حتمی مطالبہ: گورنر جنرل نے سندھیا سے اس کے ارادوں کی واضح وضاحت طلب کی، اور جب یہ فراہم نہ کی گئی، تو جنگ کا حکم دے دیا گیا۔

◦ جنرل ویلزلی (جنوبی مہم): دکن میں مہم کا آغاز کیا۔

◦ جنرل لیک (شمالی مہم): ہندوستان کے دو آب میں کارروائی کا آغاز کیا۔

4. فرانسیسی خطرہ اور پیرون کا کردار

• پیرون کا اثر و رسوخ: سندھیا، اپنی شمالی صوبوں کی دیکھ بھال کے لیے جنرل پیرون پر انحصار کر رہا تھا، جو فرانسیسی عزائم کا مرکز تھا۔

• فرانسیسی منصوبے: برطانویوں کا ماننا تھا کہ پیرون اور اس کے فرانسیسی افسران سندھیا کی افواج کو نپولین کے منصوبوں کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں، جس سے ہندوستان میں برطانوی سلطنت کے لیے خطرہ بڑھ گیا تھا۔

• جنگ کا مقصد: ویلزلی کا مقصد سندھیا کو شکست دینا، اور ہندوستان کو مرہٹہ انارکی اور فرانسیسی عزائم سے آزاد کرانا تھا۔

انگریزوں کا فیصلہ کن حملہ اور مغل سلطنت کا خاتمہ (1803ء)

یہ حصہ سندھیا کے ساتھ جنگ کے لیے برطانویوں کی تیاریوں، فرانسیسی خطرے، جنرل پیرون کے انحراف اور دہلی کی جنگ کے نتیجے میں مغل سلطنت کے مکمل خاتمے کو بیان کرتا ہے۔

1. ویلزلی کی جنگی تیاریاں اور فرانسیسی خطرہ

• ویلزلی کا ارادہ: 24 دسمبر 1802ء کو لارڈ ویلزلی نے ہندوستان میں ایک سال مزید رہنے پر رضامندی ظاہر کی۔ 27 مارچ 1803ء کو اس نے جنرل لیک کو جنرل پیرون کے ساتھ مذاکرات کرنے کی ہدایت کی، جو سندھیا کی ملازمت سے سبکدوش ہونا چاہتا تھا۔ ویلزلی کا مقصد پیرون کی رخصتی کو "ہندوستان میں ہماری طاقت کے لیے بہت فائدہ مند" سمجھ کر تیز کرنا تھا۔

• سندھیا پر دباؤ: مئی 1803ء میں ویلزلی نے سندھیا کو نربدا عبور کرنے سے واضح طور پر منع کر دیا، اور بھونسلا راجہ کو خبردار کیا کہ وہ سندھیا کے ساتھ شامل نہ ہو۔ جون میں کرنل کولنز کو ہدایت دی گئی کہ وہ سندھیا کو بتائے کہ پونا کی طرف اس کی کوئی بھی حرکت "ناگزیر طور پر برطانوی طاقت کے ساتھ دشمنی" میں شامل ہوگی۔

• فرانسیسی منصوبہ: فرانسیسیوں کا منصوبہ تھا کہ اندھے شاہ عالم کو فرانسیسی جمہوریہ کے تحفظ میں تخت پر بحال کیا جائے، اور "برطانوی کمپنی نے دیوان کی حیثیت سے اپنے حقوق کھو دیے ہیں"۔ (لیفبر میموریل، 6 اگست 1803ء)

• جنگ کا فیصلہ: جولائی میں ویلزلی کو خبر ملی کہ فرانس کے ساتھ جنگ دوبارہ شروع ہو سکتی ہے۔ 8 جولائی کو اس نے جنرل لیک کو لکھا: "میں سندھیا کی طاقت میں کمی کو فرانس کے ساتھ جنگ کے امکان کے تناسب سے ایک اہم مقصد سمجھتا ہوں۔" (Desp. III. 182)

2. افواج کا موازنہ اور برطانوی حملہ

• سندھیا کی فوج: سندھیا اور رگھوجی بھونسلا کے پاس تقریباً 100,000 فوجی تھے۔

• یورپی قیادت: 30,000 باقاعدہ پیادہ اور توپ خانہ یورپیوں (زیادہ تر فرانسیسیوں) کی کمان میں تھا۔

• پیرون کی فوج: پیرون کے پاس ہندوستان میں 16,000 سے 17,000 باقاعدہ پیادہ، 15,000 سے 20,000 گھڑ سوار، اور بیس سے کم نہیں توپیں تھیں۔ اس فوج میں بیگم سمرو کے دستے بھی شامل تھے۔

• برطانوی فوج: جنرل لیک کی فوج میں 10,500 فوجی شامل تھے (جن میں آٹھ رجمنٹ گھڑ سوار اور گیارہ بٹالین سپاہی تھے)، جو سندھیا کی فوج سے عددی لحاظ سے کم تھی۔

• آئینی بنیاد: برطانویوں نے 1801ء میں اودھ کے نئے نواب سعادت علی خان سے سرحدی صوبوں (گورکھپور، دوآب، اور روہیل کھنڈ) کا الحاق کروا لیا تھا، جس نے انہیں سندھیا کے علاقے کی سرحد پر فوراً فوج جمع کرنے کی سہولت فراہم کی۔

3. پیرون کا زوال اور دہلی کی جنگ

• غیر فرانسیسی افسروں کی برطرفی: پیرون نے تقریباً تمام برطانوی اور مخلوط النسل (Eurasian) افسروں کو برطرف کر دیا، کیونکہ اسے ان کی وفاداری پر شک تھا۔

• پیرون کا انحراف: اگست 1803ء میں سندھیا نے جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی پیرون کو اپنی ملازمت سے برطرف کر دیا۔ پیرون نے برطانوی تحفظ میں ایک بڑی رقم لے کر فرانس کے لیے روانہ ہونا قبول کر لیا۔

• دہلی کی جنگ (11 ستمبر 1803ء): جنرل لیک، جس کے پاس پیرون کے برطرف ہونے کی خبر تھی، دہلی کی طرف بڑھا۔ اس کا مقابلہ پیرون کے فرانسیسی ماتحت لوئس بورکونن کی قیادت میں سندھیا کی فوج سے ہوا۔

• جنرل لیک کی شاندار فتح: لیک نے بورکونن کی فوج کو دہلی کے مضافات میں شکست دی۔ بورکونن اور دیگر فرانسیسی افسران نے ہتھیار ڈال دیے۔

◦ شاہ عالم کی آزادی: شکست کے بعد، سندھیا کا اقتدار دہلی سے ختم ہو گیا۔

◦ لیک کا داخلہ: جنرل لیک 14 ستمبر 1803ء کو فاتحانہ انداز میں لال قلعے میں داخل ہوا اور اندھے، غریب، اور بے بس شہنشاہ شاہ عالم ثانی سے ملاقات کی۔

4. مغل سلطنت کا اختتام

◦ شاہ عالم کی نئی حیثیت: شاہ عالم نے جنرل لیک کا استقبال "تیمور کے گھرانے کا ایک لمحہ بہ لمحہ خوش قسمتی کا طلوع" سمجھ کر کیا۔

◦ کوئی معاہدہ نہیں: انگریزوں نے شاہ عالم کے ساتھ کوئی رسمی معاہدہ نہیں کیا، اور نہ ہی خود کو دیوان کے طور پر پیش کیا۔ انہوں نے صرف اندھے شہنشاہ کو مرہٹوں کی قید سے آزاد کیا اور اسے برطانوی وظیفہ خوار (Pensioner) کے طور پر تسلیم کیا۔

نتیجہ: مغل سلطنت، جو پہلے مرہٹوں کے زیر تسلط تھی، اب برطانوی طاقت کے تحت آچکی تھی۔ 1803ء میں دہلی پر برطانوی قبضے نے اس عمل کو مکمل کیا جسے اورنگزیب کی موت کے بعد شروع کیا گیا تھا، اور جس کی حتمی مہلت مرزا نجف خان کی قیادت میں ملی تھی۔ ہندوستان کا اقتدار اب برطانوی راج کے لیے خالی ہو چکا تھا۔

برطانوی فتح اور مغل سلطنت کا حتمی اختتام (1803ء)

یہ حصہ 1803ء میں جنرل لیک کی فیصلہ کن فتوحات اور مغل شہنشاہ شاہ عالم ثانی کے ساتھ برطانویوں کے نئے تعلقات کا بیان کرتا ہے، جو ہندوستان میں مغل دور کے عملی خاتمے کا نشان ہے۔

1. پیروں کا انحراف اور فرانسیسیوں کی شکست

- یورپیوں کی غیر اطمینانی: فرانسیسی افسروں کی پوزیشن غیر اطمینانی بخش تھی۔ ان کا انحصار مقامی حکمرانوں پر تھا، جن کا اعتماد کمزور اور ان کا اثر و رسوخ محدود تھا۔
- پیرون کی بے اطمینانی: برطانوی ریزیڈنٹ کرنل کولنز نے رپورٹ کیا کہ جنرل پیرون، سندھیا کے وزراء کے رویے سے سخت ناراض تھا اور اپنی کمان چھوڑنے کا سنجیدہ ارادہ رکھتا تھا۔
- وطن پرستی کا امتحان: پیرون نے برطانوی خون اور ہمدردی رکھنے والے افسروں کو اپنی فوج سے برطرف کر دیا (جیسے کرنل اسکنر)، کیونکہ وہ ان پر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔
- اور کے قلعے پر قبضہ: 4 ستمبر 1803ء کو جنرل لیک نے اور کا قلعہ (جسے ڈی بوائن نے فرانسیسی طرز پر مضبوط کیا تھا) پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ 76 ویں رجمنٹ نے گیٹ کو اڑا دیا اور اندر گھس گئے۔
- کردار: قلعے کے کمانڈر کرنل پیڈرون (پیرون کا لیفٹیننٹ) پر اس کی فوج نے عدم اعتماد کیا اور اسے قید کر لیا، جس پر فوج کی قیادت مقامی لوگوں نے کی۔
- پیرون کا فرار: پیرون، جسے شکست کا سامنا کرنا پڑا، آگرہ سے ہوتے ہوئے متھرا کی طرف بھاگا اور بالآخر دو ماتحت افسروں کے ساتھ انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، اور اسے خاندان اور جائیداد کے ساتھ چندر نگر جانے کی اجازت مل گئی۔
- بورکوٹن کی شکست: دہلی میں فوج کی کمان سنبھالنے والے جنرل بورکوٹن (پیرون کا ماتحت) نے بغاوت کی کوشش کی، لیکن اس کے اپنے افسروں نے اسے گرفتار کر لیا۔

2. دہلی کی فیصلہ کن جنگ اور فتح (1803ء)

- ہندن پر جنگ: مرہٹہ فوج (جس کی کمان اب فرانسیسی افسروں کے بغیر تھی) جنرل لیک کی فوج سے ہندن دریا کے کنارے (دہلی کے مشرق میں) ٹکرائی۔

◦ نقصانات: مرہٹوں نے شدید توپ خانے کی فائرنگ سے انگریزوں کو نقصان پہنچایا، لیکن 27 ویں ڈریگنز اور 76 ویں فٹ کی نظم و ضبط اور استقامت کے سامنے مرہٹوں کی فوج ٹوٹ گئی، جس سے انہیں 3,000 افراد اور 68 توپوں کا نقصان ہوا۔

• نتیجہ: یہ فیصلہ کن فتح 11 ستمبر 1803ء کو حاصل ہوئی۔

• انحراف: 14 ستمبر کو جنرل لیک نے جمنابور کیا، اور جنرل بورکون سمیت چار دیگر فرانسیسی افسروں نے برطانوی پناہ قبول کر لی۔

3. شاہ عالم کی آزادی اور نیا بندوبست

• شہنشاہ کی درخواست: اپنے محافظوں کی اچانک شکست کی خبر سن کر، نابینا شہنشاہ نے رسمی طور پر برطانوی جنرل سے مذاکرات کا آغاز کیا۔

• لیک کا داخلہ (16 ستمبر 1803ء): ولی عہد مرزا اکبر کو جنرل لیک کا استقبال کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ شام کے وقت، جنرل لیک ایک بڑے قافلے کے ساتھ محل میں داخل ہوا۔ محل کے صحنوں میں ایک لاکھ کے قریب آزاد تماشائی جمع تھے۔

◦ دربار: دیوان خاص کے داخلی راستے پر ایک بوسیدہ شامیانہ لگا ہوا تھا، اور اس کے نیچے اکبر اور اورنگزیب کا نابینا وارث ایک نقلی تخت پر بیٹھا تھا۔

• تاریخی بیانات: سرکاری مصنفین نے اس موقع کو دلی کے لوگوں کی خوشی اور شہنشاہ کے باعزت شکریے سے بھرپور قرار دیا۔ ایک درباری نے تو یہ مبالغہ بھی کیا کہ اس موقع پر بہنے والے شاہ کے آنسوؤں سے اس کی بنائی واپس آگئی۔

• نیا نظام: کوئی باقاعدہ معاہدہ (Treaty) نہیں ہوا، لیکن درج ذیل شرائط طے ہوئیں:

- بادشاہ کی حیثیت: برطانوی حکومت نے شاہی مراعات اور اختیار کے تمام سوالات کو معاف کر دیا (یعنی یہ اختیار خود سنبھال لیا)۔
- برائے نام حاکمیت: شہنشاہ صرف شہر اور ایک چھوٹے سے گردونواح کے ضلع کا حاکم رہا، اور وہ بھی ایک برطانوی ریزیڈنٹ کے کنٹرول میں۔
- وظیفہ: شاہ عالم کو ماہانہ 90,000 روپے کا وظیفہ ملا۔
- اختیار: انگریزوں نے اب وکیلِ مطلق (Plenipotentiary Vicegerent) کی حیثیت سنبھال لی، جو پہلے مرہٹہ پیشوا اور سندھیا کے پاس تھی۔
- سکے اور قانون: سکوں پر شاہ عالم کا نام جاری رہا، اور ہندوستان میں مروجہ قوانین نافذ رہے۔

4. مغل سلطنت کا خاتمہ

- لاسواڑی کی جنگ: 1 نومبر کو جنرل لیک نے لاسواڑی کی خونی جنگ میں ڈو ڈرنیک کی بریگیڈ کو شکست دی۔

- معاہدہ سرجی ارجن گاؤں: جنرل ویلزی کی دکن میں دوسری فتح کے بعد، سندھیا نے معاہدہ سرجی ارجن گاؤں کے ذریعے دو آب میں اپنی تمام فتوحات برطانویوں کے حوالے کر دیں۔

حتمی نتیجہ: اس طرح ہندوستان کی سلطنت کا اقتدار برطانوی نمائندوں کے ہاتھ میں چلا گیا۔ یہ وہ لمحہ تھا جب مغلوں کی حکمرانی کا عملی طور پر اختتام ہوا، اور ہندوستان میں برطانوی راج کی بنیادیں مضبوطی سے قائم ہو گئیں۔

تاریخی تناظر میں ہندوستان کا زوال

تاریخی تحقیق اور تجزیے سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ کسی بھی علاقے کے جسمانی حالات (Physical Conditions) وہاں کے باشندوں کے قومی کردار کی تشکیل میں اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں۔ ہندوستان میں، جہاں آب و ہوا اور زرخیز زمین محنت کے لیے محدود ترغیبات فراہم کرتی ہے، ڈمی جنریشن (انحطاط) کا عمل کئی حملہ آور اور غالب نسلوں پر بھی غالب آگیا۔

ابتدائی تارکین وطن اور نسلی گروہ

• ہندو: خیال کیا جاتا ہے کہ برہمن اور دیگر اعلیٰ ذاتیں قدیم ایشیا کی بہادر اور مہذب اقوام کی اولاد ہیں، جو قدیم نینوا اور بابل کے بانیوں اور بعد کی میدیز اور فارسیوں کی سلطنتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہاں تک کہ قدیم یونانی اور رومی بھی اسی عظیم نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

• مسلمان: ہندوستان کے مسلمان بنیادی طور پر تین عظیم النسل قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں:

1. ابتدائی فاتحین: عربی النسل (شیخ) اور غزنی و غور کے پہاڑی علاقوں کے لوگ (پٹھان/خان)۔

2. بعد میں حملہ آور: ترک اور منگول (جنہیں غلطی سے تاتاری کہا جاتا ہے) — چنگیز اور تیمور کی نسلیں۔

3. فارسی اور افغان: بعد میں آنے والے زیادہ تر فارسی النسل (سید/مرزا) اور افغان (پٹھان) تھے۔

خلاصہ نسلی ساخت (صرف غیر تبدیل شدہ ہندو)

- سید (Sayyid): پیغمبر کی اولاد کا دعویٰ کرتے ہیں، اور "میر" کا لقب استعمال کرتے ہیں۔
- شیخ (Shaikh): عربی النسل کے ابتدائی فاتحین کی نمائندگی کرتے ہیں۔
- پٹھان (Pathan): افغان اور بعد میں ترک قبائل، عام طور پر "خان" کا لاحقہ استعمال کرتے ہیں۔

- مغل (Moghul): بنیادی طور پر ترکمان یا تاتاری ہیں، لیکن ہندوستان میں ان کی تہذیب نے فارسی نوعیت اختیار کر لی، اور وہ "بیگ" کا لاحقہ لگاتے ہیں۔ (یہ نسلیں شیعہ فرقہ سے بھی تعلق رکھتی ہیں)۔

آب و ہوا کا اثر اور انحطاط کے اسباب

تمام طاقتور فاتحین، ایک کے بعد ایک، ہندوستان کی آب و ہوا کے سست کر دینے والے اثر کے سامنے جھک گئے۔

- گرم موسم اور کابلی: ہندوستان کی آب و ہوا، اس کی زرخیز مٹی اور محنت کے لیے محدود ترغیبات کی وجہ سے، ایک ایسی کابلی پیدا کرتی ہے جو اس گرمی میں مزید ناگوار ہو جاتی ہے۔

- محرک کی کمی (Absence of Motives): ہندوستان کی لعنت، جیسا کہ کشمیر میں بھی ہے، یہ ہے کہ یہاں مسلسل محنت کی ترغیبات کی کمی ہے، جس کی وجہ سے:

- مسابقت (Emulation) حسد میں بدل جاتی ہے۔
- مقابلہ کے جذبات (Competitive Instincts) منفی شکلوں (جیسے چغلی اور حسد) میں ظاہر ہوتے ہیں۔

- مثال: کشمیر کی حسین آب و ہوا بھی کمزور لوگ پیدا کرتی ہے، اگرچہ ان کی ذہانت (Intellect) میں برتری پائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس، بالائی دو آب کے کسان، سخت گرمی کے باوجود، طاقتور ہوتے ہیں کیونکہ انہیں کچھ جسمانی محنت کی عادت ہوتی ہے۔

حکومت کا زوال اور نئے کھلاڑی

- پانی پت کا اثر: 1761ء کی پانی پت کی جنگ نے فتح یاب اور شکست خوردہ دونوں کو تقریباً ختم کر دیا، اور ہندوستان کو اتنا لوٹا کہ مزید حملوں کی ترغیب کم ہو گئی۔ اس کے بعد تھوڑی سی ہجرت ہوئی۔

- انحطاط یافتہ انارکی: تھکی ہاری اور انحطاط یافتہ آبادی اپنے آباؤ اجداد کی برباد عظمت پر جھگڑنے کے لیے رہ گئی۔ یہ وہ انارکی اور بد حالی تھی جس نے عام آبادی کو گھیر لیا تھا۔
- تازہ خون: یورپی مہم جو: غیر متوقع طور پر، ایک نئی طاقت سامنے آئی۔ انگلینڈ اور فرانس کے غریب شریف گھرانوں کے بیٹے، جو اپنی آب و ہوا (جہاں محنت ناگزیر ہے) سے سخت بنے تھے، ہندوستان میں قسمت کے تحفے تلاش کرنے لگے، جو ان کے اپنے ممالک میں قانون اور اداروں کی وجہ سے محدود تھے۔
- زوال کا حتمی سبب: ہندوستان کی سلطنت صرف یورپیوں کے درمیان جنگ سے نہیں گری۔ بلکہ یہ مقامی انتظامیہ میں تقریباً تمام لوگوں کی انتہائی نالہلی کی وجہ سے ناگزیر ہو گیا کہ کوئی ایک یورپی قوم اس انعام کو حاصل کر لے۔
- انگریزوں کی فتح: ایک بہتر ہوم گورنمنٹ کے تحت زندگی گزارنے اور زیادہ باقاعدہ طور پر حمایت اور رسد ملنے کی وجہ سے، انگریز غالب آئے۔

پیرون کی انتظامیہ اور برطانوی داخلہ (1803ء)

- جنرل پیرون کی زیر نگرانی مرہٹہ انتظامیہ کے بارے میں کچھ نکات:
- انتظام: پیرون کی انتظامیہ نے جاگیرداروں (Talukdars) کے علاقوں سے متعلق کئی مسائل کا سامنا کیا۔ وہ جاگیردار، جنہیں مرزا نجف خان نے کنٹرول کیا تھا، اب پھر سے بغاوتیں کر رہے تھے۔
- برطانوی نیت: جنرل لیک نے ہندوستان میں دوستانہ نیت سے قدم رکھا تھا، لیکن جاگیرداروں کی بدانتظامی اور بغاوت کی وجہ سے انہیں نظم و نسق قائم کرنے کے لیے سخت اقدامات کرنے پڑے۔
- بدامنی: زندگی، جائیداد، اور تجارتی راستوں کے لیے کوئی حقیقی تحفظ موجود نہیں تھا، اور ان تمام چیزوں کا انحصار اب غیر ملکی مدد (انگریزوں) پر تھا۔

برطانوی حکمرانی کا آغاز اور سماجی حالت

ہندوستان میں انارکی کی جگہ غیر ملکی حکمرانی (برطانوی) کے آنے کے عمل میں، کمپنی آف مرچنٹس نے ساحلی علاقوں پر طویل قبضے کے بعد، صرف اپنے دفاع اور سیاسی خلا کی وجہ سے مرکزی طاقت سنبھالی۔ یہ تصور غلط ہے کہ انگریزوں نے مغل سلطنت کو مسلمانوں سے چھینا، کیونکہ انگریزوں کی آمد سے پہلے ہی مسلمان طاقت تقریباً شکست کھا چکی تھی۔

سماجی اور انتظامی صورتحال (1803ء)

شمالی ہندوستان، خاص طور پر وہ علاقہ جو جنرل پیرون کے ذاتی انتظام میں تھا، انگریزوں کے ہاتھ آنے پر کس حالت میں تھا، اس کی بہترین تصویر مقامی سرکاری دستاویزات سے ملتی ہے:

1. پیرون کی انتظامیہ

- طاقت کی نوعیت: پیرون نے علاقے پر مکمل خود مختاری کے ساتھ حکومت کی، مشرقی جابر کی تمام شان و شوکت برقرار رکھی۔ دہلی اور شاہی علاقوں میں اس کا اختیار شہنشاہ سے بالاتر تھا۔
- ریونیو کی وصولی: اس کی توجہ بنیادی طور پر ریونیو کی فوری وصولی پر مرکوز تھی۔
 - ٹھیکیداری (Farming): زیادہ تر پرگنہ ٹھیکے پر دیے جاتے تھے۔
 - فوجی جمع آوری: علی گڑھ کے آس پاس کے علاقوں سے ریونیو کی وصولی ہمیشہ بھاری فوجی دستوں کے ذریعے ہوتی تھی۔
 - سکندر آباد بریگیڈ: سکندر آباد میں ایک پوری بریگیڈ صرف جبری وصولیوں کے لیے تعینات تھی۔

- ظلم: مزاحمت کرنے والے زمینداروں کو شدید اور فوری سزا دی جاتی تھی، جس میں گاؤں کو لوٹنا، تباہ کرنا اور قتل شامل تھا۔

2. عدل و انصاف اور جراثم

- ناقص نظام: عدل و انصاف کا نظام انتہائی ناقص تھا۔
- بے ضابطگی: کارروائی کی کوئی مقررہ شکل نہیں تھی، اور نہ ہی ہندو، نہ ہی مسلمان قانون باقاعدگی سے لاگو ہوتا تھا۔
- مرکزیت: ایک افسر بخشی عدالت تھا جو جنرل پیروں کے حکم پر مجرموں کو سزا دیتا تھا۔ کوئی باقاعدہ ٹرائل نہیں ہوتا تھا۔

3. زمینداروں کی غنڈہ گردی

- ظلم: انتظامیہ کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر زمیندار لوگوں پر بغیر کسی سزا کے ظلم کرتے تھے۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق ٹیکس لگاتے اور ریونیو کو ذاتی استعمال میں لاتے تھے۔
- عوامی غربت: ایک "پرانے رہائشی" کے مطابق، پیروں اور ڈی بوائے کے دور میں بھی لوگ نہایت پست حالت میں رہتے تھے:
 - وہ جائیداد ظاہر ہونے کے خوف سے پکے مکان بنانے کی جرات نہیں کرتے تھے۔
 - لوگوں کے کھانے پینے اور کپڑوں کا معیار بہت کم تھا۔
 - امیر لوگ پیسے زمین میں دفن کرتے تھے، جو اکثر ان کی موت کے بعد دوسروں کے ہاتھ لگ جاتے۔

4. زراعت اور انفراسٹرکچر

- جنگل کی حالت: سابقہ بد انتظامی، 1785ء کے قحط (چالیس) کی تباہ کاریوں اور مسلسل جنگوں کی وجہ سے، زمین کا ایک بڑا حصہ جنگلی حالت میں آ گیا تھا۔
- کلکٹر کی رپورٹ (1808ء): علی گڑھ کے کلکٹر نے رپورٹ دی کہ چھ سال کے امن کے بعد ہی کاشتکاری اور ریونیو میں بیس فیصد اضافہ متوقع ہے۔
- تعمیراتی لاپرواہی: پیروں یا ڈی بوائے نے عوام کی فلاح و بہبود پر کوئی توجہ نہیں دی۔ ان کا بازار تنگ تھا، اور ان کا وقت صرف فوجی حکمت عملی اور عارضی نظم و نسق برقرار رکھنے پر صرف ہوتا تھا۔

5. جاگیرداروں اور تعلقہ داروں کا مسئلہ

- بڑے زمیندار: اس علاقے کے اہم بڑے زمیندار مغرب میں جاٹ اور مشرق میں بڑگجر راجپوتوں کی اولاد سے تعلق رکھنے والے مسلمان تھے۔
- تعلقہ داری کی طاقت: یہ بڑے زمیندار (Talukdars) غیر مجاز وصولیاں کرتے تھے:
- کسٹم پلیٹ فارم (Sayar Chabutra): وہ سامان کی نقل و حمل پر اپنی مرضی کے مطابق محصول لگاتے تھے۔
- لوٹ مار میں حصہ: وہ شاہراہوں کے ڈاکوؤں کی لوٹی ہوئی املاک میں حصہ دار ہوتے تھے۔
- برطانویوں کا رد عمل: جنرل لیک نے ان دونوں غیر سماجی حقوق (آپس میں لڑنے اور لوٹنے) کو فوری طور پر ممنوع قرار دیا۔

6. نظم و نسق کی بحالی میں مشکلات

- مزاحمت: ہندوستان کے ان جاگیرداروں کو اپنے پرانے حقوق (لوٹ مار) اتنے ہی عزیز تھے جتنے قرون وسطیٰ کے یورپ میں سرداروں کو، اور انہوں نے اپنے مضبوط مٹی کے قلعوں کے اندر مزاحمت کی۔
- مسلسل مہمات: برطانویوں کو 1804ء سے 1817ء تک، ان زمینداروں کو مطیع کرنے کے لیے مسلسل فوجی مہمات چلانی پڑیں۔

- جاٹوں کی مزاحمت: جاٹ تعلقہ داروں نے تقریباً دس سال تک مزاحمت جاری رکھی۔
- حتمی کامیابی: مارچ 1817ء میں ہاترس کے قلعے کی تباہی اور دیا رام راجہ کے ملک بدر ہونے کے بعد، یہ نظام مکمل طور پر ختم ہوا۔

نتیجہ: زندگی اور جائیداد کا تحفظ، اور تجارت کی سلامتی، جو کسی بھی حکومت کا بنیادی فرض ہے، اس دور میں معدوم ہو چکے تھے۔ چودہ سال کے مسلسل فوجی اور انتظامی کام کے بعد ہی، برطانویوں نے ایک ایسا نظم و نسق بحال کیا جو چالیس سال سے زیادہ عرصے سے غائب تھا۔

1803ء میں انگریزوں کے داخلے کے وقت، ہندوستان کی انتظامیہ انحطاط اور انارکی کا شکار ہو چکی تھی، اور ملک کے باشندے خود کو بچانے کے لیے ایک طاقتور مرکزی اختیار کے متلاشی تھے۔

ہندوستان کی سماجی اور انتظامی حالت (1763ء تا 1807ء)

فوربس کی "اورینٹل میموریز" اور 1807ء میں نوحاصل شدہ اضلاع کے کلکٹروں کی رپورٹس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ برطانوی حکمرانی سے قبل، ہندوستان میں مرہٹہ اور دیگر مقامی حکومتوں کے تحت سماجی اور انتظامی حالت نہایت خستہ تھی۔

1. مرہٹہ حکمرانی کی نوعیت

1763ء سے 1783ء کے درمیان جنوبی ہندوستان میں کیے گئے مشاہدات کے مطابق:

- ظالمانہ نظام: مرہٹہ حکومت کا نظام یکسانیت کے ساتھ ظالمانہ تھا۔ بدعنوانی اور رشوت ستانی ریاست کے ہر شعبے میں سرایت کیے ہوئے تھی۔
- مالیاتی استحصال: حکمران طبقہ (جیسے پونا میں مقیم گورنر) اکثر عوام کی بدحالی سے بے پروا رہتا تھا۔
 - اگر حکمران کو پیسے کی ضرورت ہوتی تھی، تو صوبوں کے گورنر اس کی فراہمی کے لیے من مانے طریقے استعمال کرتے تھے، اور یہ ظلم کی لہرینو فیکچرز اور کسانوں تک پہنچتی تھی۔
- عدم تحفظ: چھوٹے سرداروں سے لے کر دیہات کے غریب کسان تک، کسی کی جائیداد یا زندگی اس کی اپنی نہیں تھی۔
- زراعت اور سرمایہ کاری پر اثر:
 - کسان جانتے تھے کہ فصل دوسرے کے ہاتھوں میں آ سکتی ہے، اس لیے وہ اپنی پکتی ہوئی فصل دیکھ کر خوش نہیں ہوتے تھے۔
 - مویشیوں کو جنگی خدمات کے لیے بغیر کسی معاوضے کے ضبط کیا جا سکتا تھا۔
 - اگر کوئی کسان زیادہ کمائی کرتا تھا، تو وہ خوف کی وجہ سے اسے زمین میں دبا دیتا تھا، اور کوئی بہتری نہیں کرتا تھا۔
- ظلم کی انتہا (Forbes): "تمام مشرقی جابروں میں سے، مرہٹوں کی من مانی طاقت شاید سب سے زیادہ جابرانہ وزن کے ساتھ گرتی ہے؛ وہ تجارت، زراعت اور خوشحالی کے معمول کے ذرائع کی حمایت کیے بغیر، ہر قسم کی افیت ناک ظلم سے پیسہ نکالتے ہیں۔"

2. نئے حاصل کردہ اضلاع کی حالت (1807ء)

اٹاوا اور کوئل (علی گڑھ) اضلاع کے کلکٹروں کی رپورٹس میں مقامی حکمرانی کے نتائج کا بیان:

• اٹاوا کلکٹر:

◦ جنگی قبائل لوٹ مار کو امن پر ترجیح دیتے تھے۔

◦ آبادی میں کمی آئی تھی، اور گورنروں کے حریصانہ رویے نے تجارت کو تقریباً ختم کر دیا تھا۔

• علی گڑھ (کوئل) کلکٹر:

◦ ملک غریب ہو گیا تھا اور آبادی کم ہو رہی تھی۔

◦ زرعی بد حالی: کرایہ کے ظلم اور بھتہ خوری کا نظام رائج تھا۔ زمینداروں کی حوصلہ شکنی کی گئی تھی، اور بہتری کی ہر کوشش بھتہ خور حکومت کی نذر ہو جاتی تھی۔

◦ لوگوں کی بڑی تعداد نے سپہ گرمی کو اپنا لیا تھا، کیونکہ یہ حالات اور عوام کے مزاج کے مطابق زیادہ تھی۔

پیرون کے زیر انتظام علاقوں کی حالت: اگرچہ علی گڑھ کا علاقہ یورپی نگرانی (جنرل پیرون) میں تھا، لیکن وہاں کی حالت بھی اچھی نہیں تھی۔

• قانون کا فقدان: انتظامیہ میں قانون کی کمی تھی، اشرافیہ بے ضمیر تھی، سڑکوں پر تجارتی نقل و حرکت نہیں تھی، اور کھیتوں پر جنگل چھا گئے تھے۔

3. تاریخی حقائق کا حتمی نتیجہ

• مسلمانوں کی شکست: یہ ایک غلط فہمی ہے کہ انگریزوں نے مغل سلطنت کو مسلمانوں سے چھینا۔ انگریزوں کی آمد سے پہلے ہی مسلمان طاقت تقریباً ہر جگہ شکست خوردہ تھی۔

◦ بنگال میں مرہٹوں کا خطرہ اتنا شدید تھا کہ "مرہٹہ کھائی (Mahratta Ditch)" کھودنی پڑی۔

◦ 1716ء کے فرمان کے بعد دکن کے نظام کے علاوہ کوئی بھی طاقتور مسلمان حکمران نہیں تھا۔

• ہندو اور مسلمان ایک نئی نسل: وہ مسلمان فاتحین جو ہندوستان میں آباد ہوئے، اپنی سخت کوش پہاڑی آبائی نسل کی فخر اور طاقت کھو کر، ہندوستان میں دو نئی ہندوستانی ذاتیں بن گئے تھے۔

• انتظامیہ میں ہندوؤں کا کردار: مسلمان حکمرانی کے بہترین دنوں میں بھی انتظامی تفصیلات زیادہ تر صابر اور محنتی مقامی باشندوں (ہندوؤں) کے ہاتھ میں تھیں۔ مغل سلطنت کا فوری زوال ہندو عنصر کو الگ تھلگ کرنے کی کوشش کے بعد آیا۔

• برطانویوں کا کردار: چونکہ مسلمان حملہ آوروں کی بالادستی نے ہندو ذہن کو کمزور کر دیا تھا اور انارکی کا راستہ ہموار کیا تھا، اس لیے انگریز، جو اب مسلمانوں کی جگہ پر ہیں، کا فرض ہے کہ وہ مقامی لوگوں کو ترقی دیں اور انہیں صحیح سیاسی زندگی کے لیے تیار کریں۔

برطانوی راج کے تحت، اگرچہ تعلیم کا مذہبی کردار نہیں ہے (جس سے لوگ اپنے مذہبی روایات کھو کر بے چینی کا شکار ہو سکتے ہیں)، لیکن حکمرانوں کو لوگوں کو یہ یقین دلانا ہو گا کہ انہیں "روشنی اور آزادی" کی طرف لے جایا جا رہا ہے، تاکہ وہ ایک نظم و ضبط والی قوم بن سکیں اور عظیم شاہی نظام کا حصہ بن کر فخر محسوس کریں۔

1. جنرل پیرون کی جاگیروں کی تفصیلات (1803ء)

درج ذیل اعداد و شمار معاہدہ سرجی ارجن گاؤں (Sarji Anjangaum) کے جدول سے لیے گئے ہیں، جو 30 دسمبر 1803ء کو ہوا، اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ برطانوی فتح کے وقت جنرل پیرون کی آمدنی اور اختیارات کتنے وسیع تھے۔

تفصیل	مقام	سالانہ آمدنی (روپے)
واپس لی گئی جاگیریں	—	\$3,75,248\$
دو آب میں تعلقے	چار	\$84,047\$
جمنا کے مغرب میں	تین اضلاع	\$65,000\$
صوبہ سہارنپور	اٹھارہ	\$4,78,089\$
جنرل ڈی بوائن کی سابقہ جاگیریں (دو آب)	ستائیس	\$20,83,287\$
جنرل ڈی بوائن کی سابقہ جاگیریں (جمنا کے مغرب)	نو	\$10,31,852\$
گرینڈ ٹوٹل (Grand Total)	—	\$41,12,523\$

اہم نکتہ: پیروں کے پاس 41 لاکھ سے زیادہ کی سالانہ آمدنی تھی، جو اس دور میں ایک بہت بڑی رقم تھی اور اسے ہندوستان کا تقریباً آزاد حکمران بناتی تھی۔

(Appendix A)

2. ماخذ اور تعارف

مصنف نے اس تاریخ کو مرتب کرنے کے لیے متعدد فارسی اور انگریزی ماخذ استعمال کیے ہیں۔

• 1. عماد السعادت (Amad us-Saudat): فرخ سیار کی موت سے لے کر سعادت علی ثانی کی تخت نشینی (1797ء) تک لکھنؤ کے وائسرائے کی تاریخ۔

• 2. جامِ جُم (Jam-i-Jum): تیمور کے گھرانے کے نسب ناموں پر مشتمل ہے۔

• 3. تسلطِ صاحبانِ انگریز (Tasallat-i-Sahiban Anqriz): منشی دھونگل سنگھ کا کام، جو آخری صدی کے آخر میں بھرت پور کے ٹھاکر رنجیت سنگھ کو برطانوی طاقت کے عروج کے بارے میں مطلع کرنے کے لیے لکھا گیا۔

• 4. حالِ بیگم صاحبہ (Hal-i-Begam Sahiba): بیگم سرو کی ایک فارسی سوانح عمری جو روایتی ذرائع پر مبنی ہے۔

• سیر المتأخرین (Siar-ul-Mutakharin): نواب صفدر جنگ کے تحت کام کرنے والے ایک نجیب سید طباطبائی کی تصنیف، جو بعد میں پٹنہ میں مقیم ہوئے۔ یہ تاریخ انتہائی محنتی ہے اور اس میں انگریزوں کی پوزیشن اور لوگوں کے احساسات کے بارے میں بہت سے درست مشاہدات شامل ہیں۔ اس کا ترجمہ ایک فرانسیسی کریول، مصطفیٰ (جس کا اصل نام ریمنڈ تھا) نے کیا۔

• تاریخ مظفری (Tarikh-i-Mozafari): مصنف کا اہم رہنما ماخذ، جسے ایک انصاری نے نواب محمد رضا خان (مظفر جنگ) کے لیے لکھا تھا۔ مصنف کے مطابق یہ کام محنتی، غیر جانبدار اور تعلیم یافتہ ہندوستانیوں میں معتبر ہے۔

(Appendices B & C)

3. قابل ذکر یادگاریں

سرو اور بیسنگ کے مقبرے (آگرہ)

• سرو کا مقبرہ (Walter Reinhard): آگرہ میں پادرے تولہ نامی قدیم مسیحی قبرستان میں واقع ہے۔ یہ ایک خوبصورت ہشت پہلو عمارت ہے جس پر ایک چھوٹا گنبد ہے۔

◦ کتبہ: پرتگالی زبان میں ہے: AQVI IAZO WALTER REINHARD, MORREO AOS 4

DE MAYO, NO ANNO DE 1778 ("یہاں والٹر رین ہارڈ، 4 مئی 1778ء کو وفات پا

گئے۔")

• جان بیسنگ کا مقبرہ (John Hessing): یہ اس سے بھی زیادہ شاندار عمارت ہے، جو لال پتھر میں مشہور تاج محل کی نقل پر بنائی گئی ہے۔

○ تفصیل: یہ مقبرہ برطانوی فتح کے سال (تقریباً 1803ء) میں مکمل ہوا۔ اس پر انگریزی میں کتبہ ہے کہ وہ ایک ڈچ کرنل تھا جو آگرہ کا کمانڈنٹ تھا اور 21 جولائی 1803ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پا گیا (جنرل لیک کے کامیاب محاصرے سے پہلے)۔

جنرل ڈی بوائن کی ریٹائرمنٹ (چیمبری)

- آخری یادیں: ڈی بوائن کی یادیں کرنل ٹوڈ نے بیان کی ہیں، جنہوں نے انہیں 1826ء میں چیمبری (ساوائے) میں ملا تھا۔
- عظمت: ٹوڈ کے مطابق، 80 سال سے زیادہ کی عمر میں، وہ اپنے وطن میں مشرقی شان و شوکت کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے، اور وہاں ایک نئی سڑک اور ایک خوبصورت رہائش گاہ بنا رہے تھے۔
- وراثت: ڈی بوائن نے اپنی آبائی شہر کے لیے غیر معمولی فیاضی کا مظاہرہ کیا، جس میں ایک کلچ کا مکمل عطیہ، غریبوں کی امداد کے لیے فنڈز، ایک متعدد امراض کا ہسپتال، اور سٹی ہال کی بحالی شامل ہے۔
- وفات: ان کا انتقال 21 جون 1830ء کو ہوا، اور انہیں ایک شاندار فوجی اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا۔

ضمیمہ جات:

بیگم سمرو کا نظام اور شاہ عالم کے لیے برطانوی انتظامات

یہ ضمیمہ جات بیگم سمرو کی جاگیر کی انتظامی نوعیت اور 1805ء میں مغل شہنشاہ شاہ عالم ثانی کے لیے برطانوی حکومت (لارڈ ویلزی) کے طے شدہ منصوبوں کی تفصیلات فراہم کرتے ہیں۔

ضمیمہ د (D): بیگم سمرو کی جاگیر کا نظام (1840ء)

بیگم سمرو کی وفات کے بعد جب ان کی جاگیر برطانوی حکومت کے پاس آئی تو ایک ریونیو افسر نے اس کے انتظامی نظام کی تفصیلات رپورٹ کیں:

1. مالیاتی نظام

- لینڈ ریونیو: زمین پر اندازہ شدہ ٹیکس کی شرح پڑوسی برطانوی ضلع کے مقابلے میں تقریباً ایک تہائی زیادہ تھی۔ برطانوی آمدنی کا دو تہائی حصہ لیتے تھے، اس کے باوجود بیگم کی جاگیر کا ٹیکس زیادہ تھا۔
- کل وصولی میں کمی: تصفیہ افسر نے کل زمینی ریونیو (جو تقریباً 7 لاکھ روپے تھا) کو کم کر کے 5 لاکھ روپے کر دیا۔
- کسٹم ڈیوٹی کا خاتمہ: تمام کسٹم ڈیوٹی جو ہر قسم کی املاک، جانوروں، کپڑوں، اور پیداوار (جیسے روئی، گنا، مصالحے) پر لگتی تھی، ختم کر دی گئی۔ زمینوں اور گھروں کی منتقلی پر بھی ڈیوٹی لگتی تھی۔

2. انتظامی اور معاشی نوعیت

- پدری نظام (Patriarchal System): بیگم کی حکمرانی ایک سخت پدری نظام پر مبنی تھی۔
- کاشت کے لیے قرض: اہم فصل (گنا) بیگم کی طرف سے دیے گئے پیشگی قرضوں پر کاشت کی جاتی تھی۔ اگر کسان کے بیل مر جاتے یا اسے اوزار کی ضرورت ہوتی، تو اسے خزانے سے قرض ملتا تھا، جسے سختی سے جائز مقصد کے لیے استعمال کرنا پڑتا تھا۔

◦ جبری کاشت: ریونیو افسران سالانہ دورہ کرتے تھے اور اکثر رہائشیوں کو کاشتکاری پر مجبور کرتے تھے۔ ایک رپورٹ کے مطابق، بعض اوقات اس مقصد کے لیے لگی ہوئی سنگینوں کے ساتھ فوجیوں کی موجودگی ضروری ہوتی تھی۔

◦ کسان کی حالت (Predial Serfs): کسانوں کو دیے گئے قرضوں کی وصولی 24 فیصد سود کے ساتھ سال کے آخر میں کر لی جاتی تھی۔ کاشتکار کم از کم گزر بسر کی سطح تک نچوڑے جاتے تھے۔ وہ درحقیقت پیدائشی غلام (predial serfs) کی طرح تھے۔

◦ نظام کا خاتمہ: بیگم کی بیماریوں کے بڑھنے اور ان کے وارث کے کنٹرول میں آنے کے بعد اس مصنوعی نظام کی کمزوری واضح ہو گئی، اور جاگیر کا ایک تہائی حصہ "براہ راست انتظام" میں آگیا (یعنی مالکوں اور بہتر کسانوں نے اسے چھوڑ دیا)۔

◦ برطانوی راج کی قدر: رپورٹ کا اختتام اس بات پر ہوتا ہے کہ برطانوی راج کے حصول کے بعد آبادی کا تیزی سے اپنے گھروں کو لوٹنا، اس بات کا سب سے تسلی بخش ثبوت ہے کہ مقامی آبادی برطانوی حکومت کو کس قدر سراہتی ہے۔

ضمیمہ ہا (E): شاہ عالم کے لیے برطانوی انتظامات (1805ء)

گورنر جنرل ان کونسل (مارکونٹس ویلزلی) کی طرف سے کورٹ آف ڈائریکٹرز کو بھیجی گئی خفیہ کمیٹی کی رپورٹ میں شاہ عالم ثانی اور شاہی خاندان کے تحفظ اور مالی امداد کا منصوبہ درج ہے۔

1. برطانوی پالیسی کے اصول

◦ اختیار کا استعمال نہیں: حکومت کا کبھی بھی یہ ارادہ نہیں رہا کہ شہنشاہ کے تحفظ کے بدلے میں "شاہی استحقاق" کو ہندوستان کی ریاستوں پر کنٹرول قائم کرنے کے لیے استعمال کرے۔

• فرانسیسی خطرے کا خاتمہ: برطانوی حکومت کو سب سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ فرانسیسیوں یا مرہٹوں کو شاہ عالم کے نام اور اختیار کے تحت برطانوی طاقت کو ختم کرنے کی سازشوں سے روکا گیا۔ (اس وقت فرانسیسی ایجنٹوں کے ذریعے مغل اختیار کی بحالی کا منصوبہ زیر غور تھا)۔

• نرم تحفظ: برطانوی حکومت کا مقصد مظلوم کنٹرول کی جگہ نرم تحفظ کا نظام قائم کرنا اور عمر رسیدہ بادشاہ اور ان کے خاندان کے لیے مناسب سہولت، وقار، اور راحت فراہم کرنا تھا۔

2. مالی اور انتظامی انتظامات

• علاقائی الاٹمنٹ: جمنا کے دائیں کنارے پر دہلی کے آس پاس کے علاقوں کا ایک مخصوص حصہ شاہی خاندان کی دیکھ بھال کے لیے مختص کیا گیا۔

• ریونیو اور انصاف: یہ زمینیں دہلی میں برطانوی ریزیڈنٹ کے انچارج رہیں گی۔

◦ ریونیو شاہ عالم کے نام پر جمع کیا جائے گا، لیکن برطانوی حکومت کے مقرر کردہ قوانین کے تحت۔

◦ شاہ عالم کو ایک دیوان اور دیگر نچلے افسران مقرر کرنے کی اجازت دی گئی تاکہ وہ ریونیو کی وصولی پر نظر رکھیں۔

• عدالتی نظام: دہلی شہر اور مختص علاقوں کے باشندوں کے لیے محمدن قانون کے مطابق دیوانی اور فوجداری انصاف کے لیے دو عدالتیں قائم کی گئیں۔

◦ سزائے موت: سزائے موت پر عمل درآمد سے پہلے شاہ عالم کی واضح منظوری درکار ہوگی، اور اعضاء کاٹنے کی سزاؤں کو تبدیل کیا جائے گا۔

3. شاہی خاندان کے لیے ماہانہ وظائف

مختصر تاریخ زوال مغلیہ سلطنت

مد (Recipient)	ماہانہ رقم (سکہ روپے)
شاہ عالم (ذاتی اخراجات)	60,000
ولی عہد (Jagir کے علاوہ)	10,000
مرزا عزت بخش (ایک محبوب بیٹا)	5,000
دو دیگر بیٹے	1,500
پچاس چھوٹے بیٹے اور بیٹیاں	10,000
شاہ نواز خان (خزانچی)	2,500
سید رضی خان (برطانوی ایجنٹ، بادشاہ کا رشتہ دار)	1,000
کل	90,000

• اضافی رقم: اگر ریونیو زیادہ ہوا تو شاہ عالم کے ذاتی اخراجات کی رقم بڑھا کر ایک لاکھ روپے کی جا سکتی تھی۔

• سالانہ نذرانہ: قدیم رواج کے مطابق تہواروں پر سالانہ 10,000 روپے اضافی ادا کیے جائیں گے۔

برطانوی مقصد کا اعتراف: لارڈ ویلزلی نے اعتراف کیا کہ یہ بندوبست شاہ عالم کے لیے عدل، سخاوت اور احسان کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ برطانوی طاقت کے لیے بھی ضروری تھا تاکہ فرانسیسی عزائم کو روکا جا سکے۔